الآبار على الطرق - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب فضل ساقي البهائم المحترمة وإطعامها.

۱۲۶- **فوائد**: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر مخلوق کے ساتھ، حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت بڑی وسیع ہے، وہ اگر چاہے تو تھوڑے سے عمل کو بھی قبول فرما کر بندے کی مغفرت فرما دے۔

١٢٧ - الْحَادِيَ عَشَرَ: عَنْهُ عن النبيِّ ﷺ قال: «لَقَد رَأَيْتُ رَجُلاً يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ» رواه مسلم. وفي رواية: «مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ: وَاللهِ! لأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لا يُؤْذِيهِمْ، فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ». وفي رواية لهما: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ، فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ».

۱۱ / ۱۲۷- انہی حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا، اس نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا (یعنی اس کے اس عمل کو قبول فرما لیا گیا) (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے، ایک آدمی ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا جو راستے کے درمیان میں تھی، اس نے کہا، اللہ کی قسم! میں اس کو مسلمانوں سے دور کر دوں گا (تاکہ) انہیں تکلیف نہ پہنچائے، پس اسے (اس کے اس عمل کی وجہ سے) جنت میں داخل کر دیا گیا۔

اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ ایک وقت ایک آدمی راستے پر چل رہا تھا، اس نے راستے پر ایک کانٹے دار شاخ دیکھی اس نے اسے پیچھے کر دیا، اللہ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق.

۱۲۷- **فوائد**: لوگوں کو تکلیف اور نقصان سے بچانا، اللہ کو بہت پسند ہے، حتیٰ کہ راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بھی اللہ کو بڑا محبوب ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس راستوں کو تنگ یا بند کر دینا، جس سے لوگوں کو تکلیف ہو، جیسے شادی بیاہ کے موقعوں پر لوگ نہایت دیدہ دلیری سے ایسی مذموم حرکتیں کرتے ہیں یا بعض دکاندار اور اہل مکان تجاوزات کھڑی کر کے لوگوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں، یہ کام اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کا باعث ہیں۔ لیکن قوم کی اخلاقی پستی کا یہ حال ہے کہ وہ یہ کام بڑے فخر سے اور اتراتے ہوئے کرتی ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی اپنے دین کی تعلیمات کے برعکس اور اللہ کی ناراضی کا باعث بننے والے کاموں پر اتراتی اور تکبر کا اظہار کرتی ہے، اس سے بڑھ کر اللہ سے بغاوت اور اخلاقی پستی اور کیا ہو گی؟

١٢٨ ـ الثَّاني عَشرَ: عَنْهُ قالَ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا» رواه مسلم.

۱۲ / ۱۲۸۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اچھے طریقے سے وضوء کیا' پھر جمعہ پڑھنے آیا اور نہایت توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس کے (گزشتہ) اور اس جمعہ کے دوران کے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دن کے اور۔ اور جس شخص نے کنکریوں کو چھوا (یعنی دوران خطبہ ان سے کھیلتا رہا) تو اس نے بے کار حرکت کی (یعنی اپنا ثواب جمعہ ضائع کر لیا) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة.

۱۲۸- **فوائد**: اس میں ایک تو اچھے طریقے سے یعنی سنت کے مطابق وضوء کرنے کی ترغیب ہے۔ دوسرے' جمعہ کی فضیلت کا بیان ہے جو ہر عاقل' بالغ' صحت مند اور مقیم مسلمان پر فرض ہے۔ چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی۔ اور یہ جمعہ مسجد میں باجماعت ہی ادا ہوتا ہے' گھر میں انفرادی طور پر نہیں۔ تیسرے' ہر نیکی کا کم از کم اجر دس گنا ہے' اس اصول سے ایک جمعہ پڑھ لینے سے دس دنوں کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو۔ چوتھے' خطبہ جمعہ کے دوران خاموشی ضروری ہے' ورنہ جمعہ کا ثواب ضائع ہو سکتا ہے۔ پانچویں' جمعہ کا خطبہ بھی ضرور سننا چاہئے' کیونکہ یہ دو رکعت کے قائم مقام ہے۔ خطیب کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مختصر خطبہ دے۔

١٢٩ ـ الثَّالِثَ عَشَرَ: عَنْهُ، أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا تَوَضَّأَ العَبْدُ المُسْلِمُ، أَوِ المُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيّاً مِنَ الذُّنُوبِ» رواه مسلم.

۱۳ / ۱۲۹۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان یا مومن بندہ وضوء کرتا ہے' پس اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرۂ آب کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے (معاف ہو جاتے) ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے تھے۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرۂ آب کے ساتھ' وہ سب گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں کو استعمال کر کے کئے تھے۔ پھر جب وہ اپنے پیر دھوتا ہے تو پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ' اس کے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نے پیروں سے چل کر کئے تھے' یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک

صاف ہو جاتا ہے۔' (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء.

۱۲۹۔ **فوائد:** اس میں وضوء کی فضیلت کا بیان ہے' ظاہر ہے جو شخص پابندی سے روزانہ پانچ مرتبہ وضوء کرے گا' کس طرح گناہوں سے پاک ہو گا؟ گویا وضوء سے ظاہری جسمانی پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے اور باطنی پاکیزگی بھی' کہ اللہ اس سے صغیرہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

١٣٠ ـ الرَّابِعَ عَشَرَ: عنه عن رسولِ الله ﷺ قال: «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إذَا اجْتُنِبَتِ الكَبَائِرُ» رواه مسلم.

۱۴/ ۱۳۰۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعہ تک' رمضان دوسرے رمضان تک' درمیان کے تمام گناہوں کو دور کر دینے والا ہے' (لیکن) جب کبیرہ گناہوں سے بچ کر رہا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات.

۱۳۰۔ **فوائد:** ایک مومن اگر کبیرہ گناہوں سے اپنا دامن بچا کر رکھے' اسی طرح حقوق العباد میں بھی کوتاہی نہ کرے' تو پھر مذکورہ عبادات کے ذریعے سے وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف رہتا ہے۔

١٣١ ـ الْخَامِسَ عَشَرَ: عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَلا أَدُلُّكُم عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟»، قالوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قال: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ بَعْدَ الصَّلاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.

۱۵/ ۱۳۱۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتلاؤں جن کے کرنے سے اللہ گناہ مٹا دے اور درجے بلند فرما دے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' ضرور' کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: گرانی اور ناگواری کے باوجود کامل طریقے سے وضوء کرنا' مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا (یعنی دور سے آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ پس یہ (اجر و ثواب میں) سرحد پر مورچہ زن رہنے (کی طرح ہی) ہے۔

(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره.

۱۳۱۔ **فوائد:** رباط' سرحد پر مورچہ زن رہ کر سرحدوں کی حفاظت کرنے کو کہتے ہیں' یعنی یہ جہاد کا مسلسل عمل ہے۔ اعمال صالحہ اور عبادت پر مواظبت (ہمیشگی) کو رباط کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مکارہ پر (ناگواری اور مشقت کے باوجود) مکمل وضوء کرنے کا مطلب ہے' مثلاً سخت سردی میں تمام اعضاء کا صحیح طریقے سے دھونا نہایت گراں ہوتا ہے' لیکن ایک مسلمان اللہ کی رضا کے لئے ایسا کرتا ہے' اس لئے اس کا اجر بھی بقدر مشقت زیادہ ہو گا۔

اسی طرح مسجد کا قرب بھی اگرچہ بعض اعتبار سے نہایت مفید ہے۔ لیکن گھر کا مسجد سے دور ہونا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ جتنے قدم مسجد کی طرف اٹھیں گے' اتنا ہی اجر و ثواب اس کو زیادہ ملے گا۔ اس فضیلت سے قریب رہنے والے محروم رہیں گے۔

١٣٢ ـ السَّادسَ عَشَرَ: عن أبي موسى الأَشْعَرِيِّ رضي اللهُ عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» متفقٌ عليه. «الْبَرْدَانِ»: الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

۱۶ / ۱۳۲ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)
البردان (دو ٹھنڈی نمازوں) سے مراد صبح اور عصر کی نماز ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب فضل صلاة الفجر ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

۱۳۲۔ فوائد: ان دونوں نمازوں کی خصوصی حفاظت کے لئے یہ فضیلت اور ترغیب اس لئے بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں نمازوں میں تساہل اور تغافل کا زیادہ امکان ہے۔ فجر کی نماز میں اٹھ کر آنا نہایت مشکل ہے۔ اسی طرح عصر کا وقت' دن بھر کے کاموں کو نمٹانے کے لئے نہایت مشغولیت کا وقت ہے' جس میں نماز کے فوت ہونے کا بڑا امکان ہے۔ جو شخص ان دو نمازوں کی حفاظت کر لیتا ہے' وہ دوسری نمازوں کی حفاظت بطریق اولیٰ کر لیتا ہے اور یہ نمازوں کی حفاظت' اسے جنت میں لے جانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہو گی۔

١٣٣ ـ السَّابعَ عَشَرَ: عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيماً صَحِيحاً» رواه البخاري.

۱۷ / ۱۳۳ ۔ انہی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہوتا یا سفر اختیار کرتا ہے' تو اس کے لئے اس کے مثل عمل لکھ دیئے جاتے ہیں جو وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب يكتب للمسافر.

۱۳۳۔ فوائد: اس سے مراد ایسے اعمال ہیں جو استحباب اور نفل کے طور پر ایک مومن کرتا ہے' ورنہ فرائض کی ادائیگی تو ہر حالت میں ضروری ہے۔

١٣٤ ـ الثَّامنَ عَشَرَ: عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ» رواه البخاري، ورواه مسلم من رواية حُذَيْفَةَ رضي الله عنه.

۱۸ / ۱۳۴ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر نیکی صدقہ ہے۔
(روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور مسلم نے اسے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے۔)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

۱۳۴۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ مومن جو بھی نیکی اور بھلائی کا کام کرتا ہے' اسے اس پر صدقے کی طرح اجر ملتا ہے اور معروف سے مراد ہر قسم کی نیکی اور بھلائی ہے' علاوہ ازیں معصیتوں (جرائم و گناہ) کا ترک بھی ایک معروف (نیکی) ہے۔

١٣٥ ـ التَّاسِعَ عَشَرَ: عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً إلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَة، ولا يَرْزَؤه أَحَدٌ إلَّا كَانَ له صَدَقَةً» رواه مسلم. وفي رواية له: «فَلا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْساً، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلا دَابَّةٌ وَلا طَيْرٌ إلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إلى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

وفي رواية له: «لا يَغْرِسُ مُسلِمٌ غَرْساً، وَلا يَزْرَعُ زَرْعاً، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إنسَانٌ وَلا دَابَّةٌ وَلا شَيْءٌ إلَّا كَانَت لَهُ صَدَقَةً» وَرَوَيَاهُ جَمِيعاً مِنْ رواية أَنَسٍ رضي الله عنه. قولُهُ: «يَرْزَؤُهُ» أي: يَنْقُصُهُ.

۱۹ / ۱۳۵ ۔ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے' تو اس سے جتنا حصہ کھالیا جاتا ہے' وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ جو اس سے چرالیا جائے' وہ صدقہ ہے' جو کوئی اسے نقصان پہنچائے' وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے: مسلمان جو درخت لگاتا ہے' تو اس سے کوئی انسان' کوئی جانور اور کوئی پرندہ جو کھاتا ہے' وہ قیامت والے دن تک اس کے لئے صدقہ ہو گا اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' مسلمان جو درخت لگاتا اور کوئی کھیتی بوتا ہے' پس اس سے کوئی انسان' کوئی جانور یا کوئی اور چیز کھائے' تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے

(بخاری و مسلم نے اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔)

يَرْزَؤُهُ' کے معنی ہیں' اسے نقصان پہنچائے اس کو کم کردے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحرث والمزارعة، باب فضل الزرع والغرس - وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع.

۱۳۵۔ **فوائد:** اس میں زراعت و باغبانی کی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں اس کی فضیلت ہی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کاشت کی ہوئی چیزوں میں سے جو چوری یا غصب یا تلف ہو جائے اور مسلمان اس پر صبر کرے' تو اسے اس پر اجر دیا جائے گا۔

١٣٦ ـ الْعِشْرُونَ: عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذلكَ رسولَ الله ﷺ، فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّهُ قَدْ

۲۰ / ۱۳۶ ۔ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی' آپ نے ان سے

بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا رسولَ اللهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذلكَ، فَقَالَ: «بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ؛ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ؛ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ» رواه مسلم. وفي روايةٍ: «إنَّ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً» رواه مسلم. ورواه البخاري أيضاً بِمَعْنَاهُ مِنْ رواية أَنَسٍ رضي الله عنه.

و«بَنُو سَلِمَةَ» بكسر اللام: قبيلة معروفة من الأنصار رضي الله عنهم، و«آثَارُهُمْ» خُطَاهُمْ.

فرمایا' مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا' ہاں' یا رسول اللہ! ہم نے یقیناً یہ ارادہ کیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا' بنو سلمہ! تم اپنے گھروں میں ہی رہو' تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ تم اپنے گھروں میں ہی رہو' تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ بے شک تمہارے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔ اسی کے ہم معنی اسے بخاری نے بھی حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے اور بنو سلمہ' لام کے زیر کے ساتھ' انصار کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ آثارھم' ان کے قدم اور قدموں کے نشانات۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب احتساب الآثار - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد.

۱۳۶۔ فوائد: عمل میں جتنی محنت و مشقت ہو گی' جزاء بھی اسی حساب سے زیادہ ہو گی۔ (۲) گھر کتنا ہی دور ہو' نماز مسجد میں آکر باجماعت پڑھنی چاہئے۔

١٣٧ ـ الْحَادي وَالعِشْرُونَ: عَنْ أَبي الْمُنْذِرِ أُبَيِّ بْن كَعْبٍ رضي الله عنه قال: كَانَ رَجُلٌ لا أَعْلَمُ رَجُلاً أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَ لا تُخْطِئُهُ صَلاةٌ فَقِيلَ لَه، أَوْ فَقُلْتُ لَه: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَاراً تَرْكَبُهُ في الظَّلْمَاءِ، وفي الرَّمْضَاءِ؟ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إلى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إذَا رَجَعْتُ إلَى أَهْلِي، فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: «قَدْ جَمَعَ اللهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ» رواه مسلم. وفي روايةٍ: «إنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ». «الرَّمْضَاءُ»: الأَرْضُ الَّتِي أَصَابَهَا الْحَرُّ الشَّدِيدُ.

۲۱ / ۱۳۷۔ حضرت ابو منذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک آدمی تھا' میں نہیں جانتا کہ کسی اور شخص کا گھر اس سے زیادہ دور ہو' اس سے کوئی نماز نہیں چھوٹتی تھی' اس سے کہا گیا یا میں نے اس سے کہا' اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر تو اندھیرے میں اور گرمی کی شدت میں سوار ہو کر آیا کر۔ اس نے جواب دیا' مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' (اس لئے کہ) میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (دور سے) میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور پھر وہاں سے میرا لوٹنا' جب میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹوں' یہ سب کچھ میرے حساب میں لکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا' اللہ تعالیٰ نے یہ سب تیرے لئے جمع فرما دیا ہے۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ تیرے لئے وہ ثواب

ہے جس کا تو نے ارادہ کیا۔

الرمضاء' تپتی ہوئی زمین۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد.

۱۳۷۔ **فوائد:** صحابہ کرامؓ کے اندر ثواب اخروی حاصل کرنے کا جو جذبہ بے پایاں تھا' اس میں اس کا بیان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجر و ثواب انسان کی نیت کے مطابق ملتا ہے اور اس لحاظ سے گھر کا مسجد سے دور ہونا بھی انسان کے لئے فضیلت کا باعث ہے۔

١٣٨ ـ الثَّاني وَالعِشْرُونَ: عَنْ أبي محمدِ عبدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاص رضي الله عنهما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلاَهَا مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوعُودِهَا إلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ» رواه البخاري. «الْمَنِيحَةُ»: أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهَا لِيَأكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ يَرُدُّهَا إلَيْه.

۲۲ / ۱۳۸ ۔ حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمروؓ بن عاص سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چالیس خصلتیں ہیں' ان میں سب سے اعلیٰ' بکری کا دودھ پینے کے لئے دے دینا ہے۔ جو عامل بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر' ثواب کی امید پر اور اللہ کی طرف سے کئے گئے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے' عمل کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرماتا ہے۔ (اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔)

منیحۃ اس جانور کو کہا جاتا ہے کہ ایک شخص وہ کسی کو بطور عطیہ اس لئے دے دیتا ہے کہ وہ اس کا دودھ دوہ کر پی لے اور پھر اسے واپس کر دے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب فضل المنيحة.

۱۳۸۔ **فوائد:** اس طرح' کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے' وقتی اور عارضی فائدے کے لئے' کسی کو دے دینا بھی باعث اجر ہے۔

١٣٩ ـ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ: عَنْ عَدِيِّ بن حَاتِمٍ رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقول: «اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» متفقٌ عليه.

وفي روايةٍ لهما عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُر أَيْمَنَ مِنْهُ فَلا يَرَى إلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُر أَشْأَمَ مِنْهُ فَلا يَرَى إلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُر بَيْنَ

۲۳ / ۱۳۹ ۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' تم آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کے صدقے) کے ساتھ ہی۔ (بخاری و مسلم)

اور انہی دونوں کی ایک اور روایت عدیؓ سے ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے ہر شخص سے (براہ راست) اس کا رب ہم کلام ہو گا' اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی اور ترجمان نہیں ہو گا' پس انسان اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے

يَدَيْهِ فَلا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ».

اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل ہی نظر آئیں گے' بائیں جانب دیکھے گا تو ادھر بھی اپنے کرتوت ہی دیکھے گا اور اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ اس کے چہرے کے سامنے ہو گی' پس تم آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو (یعنی اس کا صدقہ کر کے)' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اچھی بات کے ذریعے سے (دوزخ سے بچو)۔

تخریج: الرواية الأولى: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب طيب الكلام، وكتاب الزكوة وغيرهما.

الرواية الثانية: صحيح بخارى، كتاب التوحيد وغيره۔ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو بكلمة طيبة، وأنها حجاب من النار.

۱۳۹۔ **فوائد**: اس میں سخت ترہیب کا پہلو یہ ہے کہ ہر شخص کو براہ راست اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر' جب کہ اس کے دائیں بائیں' اس کے اعمال ہوں گے' اپنے عملوں کی جواب دہی کرنی ہو گی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اسی طرح خصال حمیدہ (خوش گفتاری وغیرہ) کا اختیار کرنا بھی نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ (۳) قیامت والے دن' صرف انسان کا عمل صالح ہی اس کے کام آئے گا۔

١٤٠ ـ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ: عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا» رواه مسلم. وَ«الأَكْلَة» بفتح الهمزة: وَهِيَ الْغَدْوَةُ أَوِ الْعَشْوَةُ.

۲۴/ ۱۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے سے بڑا خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور پانی پیئے تو اس پر اللہ کی حمد کرے۔ (مسلم) الاکلۃ' ہمزہ کے زبر کے ساتھ' صبح یا شام کا کھانا

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب.

۱۴۰۔ **فوائد**: کھانا پینا' جس میں انسان کے کام و دہن کی لذت کا سامان ہے' اس پر انسان اللہ کا شکر ادا کرے تو اس میں بھی اجر و ثواب ملتا ہے اور کھانا پینا بھی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

١٤١ ـ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُونَ: عن أبي موسى رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ»، قالَ:

۲۵/ ۱۴۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہر مسلمان کے لئے صدقہ کرنا (ضروری) ہے۔ ابو موسیٰ نے پوچھا' اگر وہ صدقہ کرنے

أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قالَ: «يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ»، قالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قالَ: «يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ»، قالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قالَ: «يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ»، قالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قالَ: «يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ» متفقٌ عليه.

کے لئے کچھ نہ پائے؟ آپ نے فرمایا' اپنے ہاتھوں سے کام (محنت' مزدوری) کرے اور (اجرت حاصل کر کے) اپنے نفس کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے' انہوں نے پوچھا' اگر اسے اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کر دے' انہوں نے کہا' اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپؐ نے فرمایا' وہ نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔ انہوں نے پوچھا' اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا' وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے' یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكوٰة، باب على كل مسلم صدقة، وكتاب الأدب - وصحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، باب بيان أن اسم الصدقة...

۱۴۱۔ **فوائد**: محنت مزدوری کی ترغیب' تاکہ انسان کما کر اپنی ضروریات بھی پوری کرے اور اللہ کی راہ میں بھی صدقہ کرے۔ (۲) صدقے کا مفہوم بڑا وسیع ہے' اس میں نیکی اور بھلائی کی بہت سی انواع آجاتی ہیں' حتیٰ کہ برائی سے رک جانا بھی صدقہ ہے۔

١٤ - بَابٌ فِي الاقْتِصَادِ فِي الْعِبَادَةِ

۱۴۔ طاعت (نیکی اور بھلائی کے کاموں) میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿طه ۝١ مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ۝٢﴾ [طه: ١، ٢]، وقال تعالى: ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾ [البقرة: ١٨٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے۔

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے' وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔

١٤٢ - وعن عائشةَ رضي الله عنها، أَنَّ النبيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قال: «مَنْ هٰذِهِ؟» قالت: هٰذِهِ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، قالَ: «مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللهِ! لا يَمَلُّ اللهُ حَتَّى تَمَلُّوا» وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۴۲ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی' آپ نے پوچھا' یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا' یہ فلاں عورت ہے جو (نفلی) نمازیں کثرت سے پڑھتی ہے۔ آپ نے فرمایا' ٹھہرو! تم اسی چیز کو لازم پکڑو جس کی تم طاقت رکھو' اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا' یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ

وَ«مَهْ» كَلِمَةُ نَهْيٍ وَزَجْرٍ. وَمَعْنَى «لا يَمَلُّ اللهُ» أَيْ: لا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَجَزَاءَ أَعْمَالِكُمْ، وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِّ حَتَّى تَمَلُّوا فَتَتْرُكُوا، فَيَنْبَغِي لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مَا تُطِيقُونَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُومَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ.

(یعنی تم زیادہ عبادت کرنے کی صورت میں اکتا سکتے ہو' اللہ تعالیٰ اجر دینے میں نہیں اکتاتا) اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عبادت و اطاعت وہ ہے' جس پر' اس کو اختیار کرنے والا' ہیشگی کرے۔

(بخاری و مسلم)

مہ' یہ نھی اور زجر (روکنے اور ڈانٹنے) کا کلمہ ہے۔ لا یمل اللہ' اس کا ثواب اور اجر ختم نہیں ہو گا اور تم سے اکتا جانے والے کا سا معاملہ نہیں فرمائے گا' کہ تم اکتا جاؤ اور عمل چھوڑ دو۔ اس لئے تمہارے شایان یہی بات ہے کہ تم وہ عمل اختیار کرو' جس پر تم ہیشگی کر سکو' تاکہ اس کا ثواب تمہارے لئے اور اس کا فضل تم پر ہیشہ رہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من التشدد في العبادة - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته.

۱۴۲۔ **فوائد:** اس میں طاقت سے زیادہ عبادت کرنے سے روکا گیا ہے' کیونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ چند روز کے بعد انسان اکتا جائے اور عبادت بالکل ہی چھوڑ بیٹھے' اس لئے عبادت و طاعت میں بھی میانہ روی ضروری ہے۔ (۲) اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہیشہ پابندی کے ساتھ کیا جائے' چاہے تھوڑا ہی ہو۔ کیونکہ ہیشگی والے عمل کا اجر بھی ہیشہ ملے گا' بخلاف چند روزہ عمل کے کہ اس کا اجر بھی چند روزہ ہی ہو گا۔

١٤٣ - وعن أنسٍ رضي الله عنه قال: جَاءَ ثَلاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا وَقَالُوا: أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أبداً، وقال الآخرُ: وأَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلا أُفْطِرُ، وقالَ الآخَرُ: وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلا أَتَزَوَّجُ أَبَداً، فَجَاءَ رسولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِم فقالَ: «أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟! أَمَا واللهِ! إِنِّي لأَخْشَاكُمْ

۲/ ۱۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی' نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر آئے' ان سے نبی ﷺ کی عبادت سے متعلق پوچھتے تھے۔ جب ان کو (اس کی تفصیل) بتلائی گئی تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا اور نبی ﷺ کا کیا مقابلہ؟ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں (اس لئے ہمیں تو آپ سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا' میں تو ہیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا' میں ہیشہ روزے رکھوں گا' کبھی روزے کا ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا' میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور

لله وَأَتْقَاكُمْ لَه لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي» متفقٌ عليه.

کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ کو جب یہ باتیں پہنچیں تو) آپ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا' تم نے اس اس طرح کہا ہے؟ (جب اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا تو) آپ نے فرمایا' خبردار! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف دل میں رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ دیتا بھی ہوں' (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے میں شادی بھی کرتا ہوں (پس یہ سارے کام ہی میری سنت ہیں) اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا' پس وہ مجھ میں سے نہیں (یعنی مجھ سے اس کا تعلق نہیں)(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح ـ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه. . .

۱۴۳۔ **فوائد:** اس میں عبادات میں میانہ روی کی' نکاح کی اور نبی ﷺ کے اقتداء کی ترغیب اور ہمیشہ روزہ رکھنے یا ساری ساری رات (بغیر سوئے) عبادت کرنے کی ممانعت و کراہت ہے۔ (۲) بدعات' میں خیر اور اجر نہیں ہے۔ تمام تر خیر و برکت اور ثواب صرف اور صرف نبی ﷺ کی اطاعت اور اتباع میں ہے۔

١٤٤ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رضي الله عنه، أن النبيَّ ﷺ قال: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ» قالَهَا ثَلاثاً، رواه مسلم.

«الْمُتَنَطِّعُونَ»: الْمُتَعَمِّقُونَ الْمُشَدِّدُونَ في غَيرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيدِ.

۳ / ۱۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم)

المتنطعون' کا مطلب ہے' جہاں شریعت میں سختی نہیں ہے' وہاں سختی کرنے والے اور کھود کرید کرنے والے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون.

۱۴۴۔ **فوائد:** اس سے ان ریاضتوں اور مشقوں کی کراہت واضح ہے جو بہت سے اہل تصوف نے اپنے طور پر گھڑ رکھی ہیں جن میں بے جا تشدد اور سنت نبوی ؐ سے انحراف پایا جاتا ہے اسی طرح مسائل میں کھود کرید کرنے اور بال کی کھال نکالنے والے بھی اس میں آجاتے ہیں کہ اس قسم کی موشگافیوں کا ارتکاب بھی بالعموم وہی لوگ کرتے ہیں جو سنت اور اتباع رسول ؐ سے تہی دامن ہوتے ہیں۔

١٤٥ ـ عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينُ إلَّا غَلَبَه، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ» رواه البخاري.

وفي رواية له: «سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا».

قوله: «الدِّينُ» هُوَ مَرْفُوعٌ عَلَى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ. وَرُوِيَ مَنْصُوباً، وَرُوِيَ: «لَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ». وقوله ﷺ: «إلَّا غَلَبَهُ»، أَيْ: غَلَبَهُ الدِّينُ وَعَجَزَ ذلكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّينِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهِ. وَ«الْغَدْوَةُ»: سَيْرُ أَوَّلِ النَّهَارِ. وَ«الرَّوْحَةُ»: آخِرُ النَّهَارِ. وَ«الدُّلْجَةُ»: آخِرُ اللَّيْلِ. وَهٰذَا اسْتِعَارَةٌ وَتَمْثِيلٌ، وَمَعْنَاهُ: اسْتَعِينُوا عَلَى طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالأَعْمَالِ فِي وَقْتِ نَشَاطِكُمْ، وَفَرَاغِ قُلُوبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّونَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسْأَمُونَ، وَتَبْلُغُونَ مَقْصُودَكُمْ، كَمَا أَنَّ الْمُسَافِرَ الحَاذِقَ يَسِيرُ فِي هٰذِهِ الأَوْقَاتِ وَيَسْتَرِيحُ هُوَ وَدَابَّتُهُ فِي غَيْرِهَا، فَيَصِلُ المَقْصُودَ بِغَيْرِ تَعَبٍ، واللهُ أَعْلَمُ.

۴ / ۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً دین آسان ہے اور جو دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے (یعنی ایسا انسان مغلوب ہو جاتا اور دین پر عمل ترک کر دیتا ہے) پس تم سیدھے راستے پر رہو اور میانہ روی اختیار کرو اور اپنے رب کی طرف سے ملنے والے اجر پر خوش ہو جاؤ اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصے کی (عبادت) سے مدد حاصل کرو۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے۔ سیدھے راستے پر رہو' میانہ روی اختیار کرو اور صبح اور شام اور کچھ حصہ رات کو (عبادت کے لئے) چلو! میانہ روی اختیار کرو! تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔

الدینُ ' یہاں مرفوع ہے' مفعول مالم یسم فاعلہ کی بنا پر' اور یہ منصوب (الدینَ) بھی مروی ہے الا غلبہ کا مطلب ہے' دین اس پر غالب آجائے گا اور دین میں بے جا سختی کرنے والا' دین میں زیادہ شاخیں اور راستے ہونے کی وجہ سے' دین کے تقاضوں پر عمل کرنے سے عاجز رہے گا۔ غدوۃ کے معنی ہیں' صبح صبح (دن کے آغاز میں) چلنا اور روحۃ کے معنی ہیں دن کے آخری پہر میں چلنا اور دلجۃ ' رات کا آخری حصہ۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہے اور اس کا مطلب ہے' تم اللہ کی طاعت میں عملوں کے ذریعے سے اس وقت مدد حاصل کرو جب تم تازہ دم ہو اور تمہارے دل (دوسرے ہم و غم سے) فارغ ہوں' اس طرح تم عبادت میں لذت حاصل کرو گے اور اکتاؤ گے نہیں اور اپنے مقصود کو حاصل کر لو گے۔ جیسے تجربہ کار مسافر انہی اوقات میں اپنا سفر طے کرتا ہے اور خود بھی ان اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں آرام کرتا ہے اور اپنے جانور کو بھی آرام کرواتا

ہے' پس وہ بغیر تکان کے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المرضٰى، باب تمنى المريض الموت، وكتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل.

۱۴۵۔ **فوائد:** اس میں میانہ روی کے علاوہ اس امر کی ترغیب ہے کہ عبادت کے لئے ایسے اوقات مقرر کئے جائیں جن میں انسان تازہ دم ہو تاکہ اسے اللہ کی عبادت میں لذت و حلاوت محسوس ہو۔ تاہم یہ نفلی عبادات کے لئے ہے۔ فرضی عبادات کی ادائیگی تو اپنے مقررہ اوقات میں ہی ضروری ہے۔

١٤٦ ـ وعن أنسٍ رضي الله عنه قال: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فقالَ: «مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟» قالُوا: هٰذا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فإذا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو (دیکھا) کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسی کیا ہے؟ (یعنی کس مقصد کے لئے بندھی ہے؟) لوگوں نے بتلایا کہ یہ (حضرت ام المومنین) زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے۔ جب وہ (عبادت کرتے کرتے) تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں (تاکہ سستی دور ہو جائے) نبی ﷺ نے فرمایا' اس کو کھول دو! تم میں سے ایک شخص کو چاہئے کہ وہ اس وقت نماز پڑھے جب وہ فرحت و نشاط محسوس کرے' جب سست ہو جائے (تھک جائے) تو وہ سو جائے۔

[بخاری و مسلم]

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته.

۱۴۶۔ **فوائد:** اس میں بھی بے جا سختی اور اثنائے نماز کسی چیز کا سہارا لینے سے روکا گیا ہے۔ (۲) کسی منکر کا ازالہ ہاتھ سے ممکن ہو تو فوراً ہی اس کو بند کر دیا جائے۔ (۳) عبادات میں میانہ روی اور اوقات نشاط کا اہتمام کیا جائے۔

١٤٧ ـ وعن عائشةَ رضي الله عنها، أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فإِنَّ أَحَدَكم إِذَا صَلَّى وهُوَ نَاعِسٌ لا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ»

۶ / ۱۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے' تو اس کو چاہئے کہ وہ سو جائے' یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے' اس لئے کہ جب وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو اس کو یہ علم

متفقٌ عليه.

نہیں ہو گا کہ شاید وہ اپنے طور پر تو مغفرت کی دعا مانگنے لگے لیکن (درحقیقت) وہ اپنے نفس کے لئے بددعاء کر رہا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته.

۱۴۷- **فوائد:** اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں' انسان کہنا یہ چاہتا ہو' اے اللہ مجھے بخش دے۔ لیکن نیند کے غلبے میں اس کے برعکس کہہ دے' مجھے نہ بخش۔ یہ حکم عام طور پر نفلی نمازوں کے لئے ہے' کیونکہ فرض نمازوں کی تو تعداد مختصر ہے اور اس میں بھی امام کو تخفیف کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا اس کا مطلب بھی وہی ہے جو گزشتہ احادیث کا ہے کہ نشاط و راحت کے اوقات میں عبادت کی جائے۔

١٤٨ - وعن أَبي عبدِ الله جابرِ بن سَمُرَةَ رضي الله عنهما قال: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ، فَكَانَتْ صَلاتُهُ قَصْداً وَخُطْبَتُهُ قَصْداً. رواه مسلم.

۷ / ۱۴۸۔ حضرت ابو عبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ (آپ کی اقتداء میں) نمازیں پڑھتا تھا' پس آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ۔ (مسلم)

قولُهُ: «قَصْداً» أَيْ: بَيْنَ الطُّولِ وَالْقِصَرِ.

قصداً کا مطلب ہے' نہ لمبا نہ مختصر' بلکہ دونوں کے درمیان۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة.

۱۴۸- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ امام کا جماعت کی حالت میں لمبی نماز پڑھانا' اسی طرح جمعہ و عیدین وغیرہ میں لمبا خطبہ دینا سنت کے خلاف ہے۔

١٤٩ - وعن أَبي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بن عبدِ الله رضي اللهُ عنه قال: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وأَبي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فقالَ: ما شَأْنُكِ؟ قالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَه حَاجَةٌ في الدُّنْيَا، فَجاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَه طعَاماً، فقالَ لَهُ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ، قالَ: ما أَنا بآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ، فَلَمَّا كانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فقالَ لَهُ: نَمْ فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فقالَ لَهُ: نَمْ، فَلَمَّا كانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قالَ

۸ / ۱۴۹۔ حضرت ابو جحیفہ وہب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا (یعنی ہجرت کے بعد) پس سلمان رضی اللہ عنہ (ایک روز اپنے اسلامی بھائی) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے (ان کے گھر) گئے' تو انہوں نے دیکھا کہ (ان کی اہلیہ) ام درداء رضی اللہ عنہا میلے کچیلے کپڑے پہنی ہوئی ہیں۔ انہوں نے پوچھا (یہ) تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا' تمہارے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ (اتنے میں) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے بھائی سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا اور ان سے کہا' تم

سَلْمَانُ: قُم الآنَ، فَصَلَّيَا جَمِيعاً، فقالَ لَه سَلْمَانُ: إنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وإنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النبيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذلكَ لَه، فقالَ النبيُّ ﷺ: «صَدَقَ سَلْمَانُ» رواه البخاري.

کھاؤ' میرا تو روزہ ہے۔ انہوں نے فرمایا' میں تو اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم بھی (میرے ساتھ) نہیں کھاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے بھی (نفلی روزہ توڑ کر ان کے ساتھ) کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو وہ نوافل پڑھنے لگے۔ سلمان ؓ نے ان سے کہا' (ابھی) سو جاؤ' چنانچہ وہ سو گئے' پھر تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر نوافل پڑھنے لگے۔ سلمان ؓ نے انہیں (پھر روک دیا اور) کہا' سو جاؤ! جب رات کا آخری پہر ہوا تو سلمان ؓ نے ان سے کہا' اب اٹھ کر قیام کرو۔ چنانچہ دونوں نے اکٹھے نوافل پڑھے' پھر سلمان ؓ نے ابو الدرداء ؓ سے خطاب کر کے کہا' یقیناً تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ (لیکن) تمہارے اپنے نفس کا (بھی) تم پر حق ہے۔ اور تمہارے گھر والوں (بیوی بچوں) کا (بھی) تم پر حق ہے' اس لئے ہر صاحب حق کو اس کا حق دو! پھر سلمان ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ آپ کو سنایا' نبی ﷺ نے فرمایا' سلمان نے سچ کہا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من أقسم على أخيه ليفطر في التطوع، وكتاب الأدب، باب صنع الطعام والتكلف للضيف.

۱۴۹- فوائد: رات کو اٹھ کر قیام کرنا' اگرچہ نہایت پسندیدہ عمل ہے لیکن اگر مطلوبہ حقوق کو نظرانداز کر کے ایسا کیا جائے گا تو یہ ناپسندیدہ قرار پائے گا۔ (۲) قیام اللیل (تہجد) کا صحیح وقت رات کا آخری (تیسرا) حصہ ہے تا کہ انسان رات کے پہلے دو حصوں میں آرام اور حقوق زوجیت وغیرہ ادا کر لے۔ (۳) نفلی روزہ توڑنا جائز ہے' اس کی قضا ضروری نہیں۔ (۴) دین کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کرنا اور پھر ایک دوسرے سے میل ملاقات کے لئے گھر پر آنا جانا جائز ہے۔ (۵) ایک دوسرے کی صحیح رہنمائی کرنا ضروری ہے۔ (۶) بوقت ضرورت اجنبی عورت سے بات کرنا جائز ہے۔

١٥٠ ـ وعن أبي محمدٍ عبدِ اللهِ بن عَمْرو بنِ العاصِ رضي الله عنهما قال: أُخبرَ النَّبيُّ ﷺ أَنّي أَقُول: وَاللهِ لأَصومَنَّ النَّهَارَ، وَلأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ رسُولُ الله ﷺ: «أَنْتَ الَّذي تَقُولُ ذلكَ؟»

۹ / ۱۵۰۔ حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ کو میری بابت بتلایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں دن کو روزہ رکھوں گا اور جب تک زندہ رہوں گا' رات کو قیام کروں گا' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ میں

فَقُلْتُ لَه: قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنتَ وَأُمِّي يَارسولَ الله! قَالَ: «فإِنَّكَ لاتَسْتَطِيعُ ذلكَ؛ فَصُمْ وَأَفطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلاثَةَ أَيَّام فإِنَّ الْحَسَنَةَ بعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذلكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ»، قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفضَلَ مِنْ ذلكَ، قَالَ: «فَصُمْ يَوماً وَأَفْطِرْ يَومَيْنِ»، قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفضَلَ مِنْ ذلكَ، قالَ: «فَصُمْ يَوماً وَأَفْطِرْ يَوْماً، فَذلكَ صِيَامُ دَاودَ ﷺ، وهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَام». وفي روايةٍ: «هُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ»، فَقُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذلكَ. فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: «لا أَفْضَلَ مِنْ ذلكَ»، وَلَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلاثَةَ الأَيَّامَ الَّتي قال رسولُ الله ﷺ أَحَبُّ إِليَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالي. وفي رواية: «أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟»، قلتُ: بَلَى يَا رسولَ اللهِ! قال: «فَلا تَفْعَلْ: صُمْ وَأَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ فَإِنَّ لجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وإِنَّ لزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ في كلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذلكَ صِيَامُ الدَّهْرِ»، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يارسولَ الله! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قالَ: «صُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ وَلا تَزِدْ عَلَيْهِ»، قلتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ؟ قال: «نِصْفُ الدَّهْرِ» فَكَان عَبْدُ الله يقولُ بَعْدَ مَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصةَ رسولِ اللهِ ﷺ. وفي رواية: «أَلَمْ أُخْبَرْ

نے آپؐ سے کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یقیناً یہ باتیں میں نے کی ہیں' آپؐ نے فرمایا' تم ان کی طاقت نہیں رکھو گے' اس لئے تم روزہ رکھو (بھی) اور (کبھی) چھوڑ بھی دو۔ اسی طرح (رات کا کچھ حصہ) سو جاؤ اور (کچھ حصہ) قیام کرو اور مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' اس لئے کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے' تمہارا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کی مثل ہو جائے گا۔ میں نے کہا' میں اس سے زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا' تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن روزے کا ناغہ کیا کرو! میں نے کہا' میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا' ایک دن روزہ رکھو' ایک دن چھوڑ دو! یہ حضرت داؤد (علیہ السلام) کا روزہ ہے اور یہ روزوں میں سب سے معتدل اور مناسب طریقہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' یہ سب سے افضل روزہ ہے۔ میں نے کہا' میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس سے زیادہ فضیلت والا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عمروؓ راوی حدیث' بیان فرماتے ہیں کہ بڑھاپے میں مجھے احساس ہوا کہ) اگر میں (ہر مہینے) وہ تین روزے رکھنے قبول کر لیتا جن کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو یہ مجھے اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوتا۔

ایک اور روایت میں ہے (نبی ﷺ نے فرمایا) کیا مجھے یہ نہیں بتلایا گیا کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے ہو؟ میں نے کہا' بالکل صحیح ہے یا رسول اللہ! لیکن اس سے میرا مقصد سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا' پس تم اللہ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ والا روزہ رکھو' وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہر مہینے میں (ایک) قرآن پڑھو' میں نے

أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ، وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟»، فَقُلْتُ: بَلَى يا رسولَ اللهِ! وَلَمْ أُرِدْ بِذلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: «فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَاقْرَأْ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ»، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذلكَ؟ قالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ»، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذلكَ؟ قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ»، قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذلكَ؟ قالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلا تَزِدْ عَلَى ذلِكَ»، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، وَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ لا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمُرٌ»، قَالَ: فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ. وفي رِوايةٍ: «وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا»، وفي رِوايةٍ: «لا صَامَ مَنْ صَامَ الأَبَدَ» ثَلاثاً. وفي رِوايةٍ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ تَعَالَى صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلاةِ إِلَى اللهِ تَعَالَى صَلاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً، وَلا يَفِرُّ إِذَا لاقَى». وفي رِوايةٍ قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، وَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ - أَيْ: امْرَأَةَ وَلَدِهِ - فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ لَهُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشاً وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفاً مُنْذُ أَتَيْنَاهُ. فَلَمَّا طَالَ ذلِكَ عليهِ ذَكَرَ ذلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «الْقَنِي بِهِ» فَلَقِيتُهُ بَعْدُ ذلك فَقَالَ: «كَيْفَ تَصُومُ؟»، قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ،

کہا، اے اللہ کے پیغمبر! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا، پس ہر بیس دن میں اسے پڑھو! میں نے کہا، اللہ کے پیغمبر! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا، پس تم اسے دس دن میں پڑھو، میں نے کہا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا، پس تم اسے سات دن میں پڑھو (یعنی ختم کرو)، اس سے زیادہ مت کرنا۔ پس میں نے سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کر دی گئی اور مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تمہیں نہیں معلوم شاید تمہاری عمر دراز ہو۔ حضرت عبداللہ (راوی حدیث) نے کہا، چنانچہ میں اس حال کو پہنچ گیا جو میری بابت نبی ﷺ نے فرمایا تھا، پس جب میں بوڑھا ہو گیا تو میں نے چاہا کہ کاش میں وہ رخصت قبول کر لیتا جو اللہ کے پیغمبر مجھے دے رہے تھے۔

اور ایک اور روایت میں ہے (آپؐ نے فرمایا) اور تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے (آپؐ نے فرمایا) اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

ایک اور روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ حضرت داوٗدؑ کا روزہ ہے اور سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ کے نزدیک داوٗدؑ کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور اس کا تیسرا حصہ نماز پڑھتے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں آرام فرماتے اور وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے اور جب دشمن سے ان کی مڈھ بھیڑ ہوتی تو بھاگتے نہیں تھے۔

ایک اور روایت میں ہے (حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں) میرے باپ نے میرا نکاح ایک خاندانی عورت سے کرا دیا، وہ اپنی بہو کا بہت خیال رکھتے تھے

قالَ: «وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟»، قلتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ، وَذَكَرَ نَحْوَ ما سَبَقَ، وَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ الَّذِي يَقْرَؤُهُ، يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّاماً وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئاً فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِيَّ ﷺ. كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ صَحِيحَةٌ مُعْظَمُهَا في الصَّحِيحَيْنِ وَقَلِيلٌ مِنْهَا في أَحَدِهِمَا.

(یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کا) پس وہ اس سے اس کے خاوند کی بابت پوچھتے تو وہ ان سے کہتی' آدمیوں میں سے اچھے آدمی ہیں' انہوں نے کبھی ہمارا بستر نہیں روندا (یعنی میرے ساتھ نہیں لیٹے) اور ہماری پردے والی چیز کو نہیں ٹٹولا (یعنی ہم بستری نہیں کی) جب اس طرح کی حالت کو لمبا عرصہ ہو گیا تو انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے (میرے والد سے' میری بابت) کہا کہ اس کو مجھ سے ملواؤ' چنانچہ اس کے بعد میں آپ سے ملا تو آپ نے پوچھا' تم روزہ کیسے رکھتے ہو؟ میں نے کہا' روزانہ۔ آپ ؐ نے پوچھا' تم قرآن کیسے ختم کرتے ہو؟ میں نے کہا' ہر رات کو۔ اس کے بعد ان باتوں کا ذکر کیا جو پہلے گزریں اور (عبداللہ بن عمرو ؓ) اپنے بعض گھر والوں کو (قرآن مجید کا) وہ ساتواں حصہ سناتے جو وہ (رات کو نوافل میں) پڑھتے۔ دن کو اس کا دور فرما لیتے' تا کہ رات کو (اس کا پڑھنا) ان کے لئے آسان ہو جائے اور جب وہ قوت حاصل کرنا چاہتے' تو کچھ دن روزے چھوڑ دیتے اور ان کو گن لیتے اور اتنے روزے بعد میں رکھ لیتے' (کیونکہ) وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسی چیز چھوڑ دیں جس پر انہوں نے نبی ﷺ سے جدائی اختیار کی۔ (یہ تمام روایات (جو ذکر کی گئی ہیں) صحیح ہیں' ان کا بیشتر حصہ بخاری و مسلم دونوں میں ہے اور تھوڑا حصہ ایسا ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہی ہے۔)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم الدهر، وباب حق الضيف في الصوم، وباب حق الجسم في الصوم، وكتاب الأنبياء ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر.

۱۵۰۔ **فوائد:** اس میں جہاں صحابہ کرام ؓ کے زہد و ورع اور شوق عبادت کا بیان ہے' وہیں نبی ﷺ کی ان تعلیمات و ہدایات کا تذکرہ بھی ہے جن میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے اور دین و دنیا' دونوں کے تقاضے پورا کرنے کی تلقین ہے۔ (۲) صحابیات ؓ کی عفت اور ان کی شرم و حیاء کا بھی ایک نمونہ اس میں ہے کہ وہ اپنے

خاوند کی بے رغبتی نہایت خاموشی سے برداشت کرتی رہیں اور جب ان کے سسر نے ان سے پوچھا تو نہایت مہذب اور کنائے کے انداز میں اس کا اظہار فرمایا۔

١٥١ - وعن أبي رِبْعِيٍّ حَنْظَلَةَ بن الرَّبِيعِ الأُسَيِّدِيِّ الكَاتِبِ أَحَدِ كُتَّابِ رسولِ الله ﷺ قال: لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه فقال: كَيْفَ أَنْتَ يا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قالَ: سُبْحَانَ الله مَا تَقُولُ؟! قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رسولِ الله ﷺ يُذَكِّرُنَا بالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رسولِ الله ﷺ عَافَسْنَا الأَزْوَاجَ وَالأَوْلادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيراً. قالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: فَوَالله إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رسولِ الله ﷺ. فقُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يا رسولَ الله! فقالَ رسولُ الله ﷺ: «وَمَا ذَاكَ؟»، قُلْتُ: يا رسولَ الله! نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بالنَّارِ والْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الأَزْوَاجَ وَالأَوْلادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيراً. فقال رسولُ الله ﷺ: «والَّذي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وفي طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَسَاعَةً» ثَلاثَ مَرَّاتٍ، رواه مسلم.

قَوْلُهُ: «رِبْعِيٌّ» بِكَسْرِ الرَّاءِ. «وَالأُسَيِّدِيّ» بضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مَكْسُورَةٌ مُشَدَّدَةٌ. وَقَوْلُهُ: «عَافَسْنَا» هُوَ بالْعَيْنِ وَالسِّيْنِ الْمُهْمَلَتَيْنِ،

١٠ / ١٥١ - حضرت ابو ربعی حنظلہ بن ربیع اسیدی ؓ سے روایت ہے' یہ نبی کریم ﷺ کے کاتبوں میں سے ایک کاتب تھے' یہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ابو بکر ؓ ملے' انہوں نے پوچھا' حنظلہ کیسے ہو؟ میں نے کہا' حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ ابو بکر ؓ نے فرمایا' سبحان اللہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا (بات یہ ہے کہ جب) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں' آپ ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں گویا کہ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' لیکن جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے نکل آتے ہیں تو بیوی بچوں میں اور دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ ابو بکر ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ان جیسی باتوں سے تو ہم بھی دوچار ہوتے ہیں (یعنی اگر یہ نفاق ہے تو ہم بھی اس نفاق میں مبتلا ہیں اور اس اعتبار سے یہ نہایت تشویش ناک معاملہ ہے) چنانچہ میں اور ابوبکر ؓ (دونوں) چلے حتیٰ کہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے پس میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ کیسے؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ! (جب) ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں' آپ ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو (ایسے معلوم ہوتا ہے کہ) گویا ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' پھر جب ہم آپ کی مجلس سے نکل آتے ہیں تو بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر تم ہمیشہ اسی حالت و کیفیت میں رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے ہو اور (ہر وقت) اللہ کی یاد

أَيْ: عَالَجْنَا وَلاَعَبْنَا. «وَالضَّيْعَاتُ»: الْمَعَايِشُ.

میں رہو' تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحے کریں۔ لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے۔ تین مرتبہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا (یعنی ہر لمحے' انسان کی ایک ہی کیفیت نہیں رہتی' بلکہ حالات و ظروف کے اعتبار سے کیفیت بدلتی رہتی ہے)

(مسلم)

ربعی' راء کے زیر کے ساتھ۔ اسیدی' ہمزہ کے پیش اور سین کے زبر کے ساتھ اور اس کے بعد یاء پر تشدید اور زیر۔ عافسنا' عین اور سین (بغیر نقطوں) کے ساتھ۔ معنی ہیں' ہم کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کھیل کود میں۔ ضیعات' گزر اوقات کے ذرائع۔ مثلاً دست کاری' کھیتی باڑی' تجارت و صنعت اور مال و دولت وغیرہ۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر.

۱۵۱۔ **فوائد:** اس میں بھی صحابہ کرام﷢ کے زہد و ورع اور تقویٰ کے ذکر کے علاوہ انسانی سرشت کے حوالے سے انسان کی تغیر پذیر حالت و کیفیت کا بیان ہے۔ اس کا تعلق نفاق سے نہیں ہے' دل کی غفلت سے ہے جس کو انسان بدلنے پر تو قادر نہیں ہے تاہم ذکر الٰہی کی کثرت سے اس کا ازالہ کر سکتا ہے۔

١٥٢ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُوإِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ فِي الشَّمْسِ وَلاَ يَقْعُدَ، وَلاَ يَسْتَظِلَّ وَلاَ يَتَكَلَّمَ، وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ» رواه البخاري.

۱۱/ ۱۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک (دھوپ میں) کھڑے ہوئے آدمی پر پڑی۔ آپ نے اس کی بابت پوچھا تو لوگوں نے بتلایا کہ اس کا نام ابو اسرائیل ہے' اس نے نذر مانی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا' بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ حاصل کرے گا اور نہ گفتگو کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا' اس سے کہو کہ وہ گفتگو کرے' سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے' البتہ اپنا روزہ پورا کر لے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية.

۱۵۲- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا قرب خود ساختہ طریقوں سے نہیں' بلکہ قرآن و حدیث کے مطابق عمل اور عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) ایسی نذر پوری نہیں کرنی چاہیئے جس میں معصیت ہو یا جس کا حکم شریعت میں نہ ہو۔ جس کی بعض مثالیں اس حدیث میں ہے۔ (۳) یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے جو نذر معصیت کے پورا نہ کرنے پر کفارہ ضروری قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

١٥ - بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الأَعْمَالِ

قال الله تعالى: ﴿ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ ٱللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ ٱلْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ ٱلْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ﴾ [الحديد: ١٦]، وقال تعالى: ﴿ وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِى قُلُوبِ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ٱبْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ رِضْوَٰنِ ٱللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ﴾ [الحديد: ٢٧]، وقال تعالى: ﴿ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّتِى نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنۢ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَٰثًا ﴾ [النحل: ٩٢]، وقال تعالى: ﴿ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ ﴾ [الحجر: ٩٩].

وَأَمَّا الأَحَادِيثُ؛ فَمِنْهَا:

۱۵۔ اعمال کی حفاظت کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے اور جو حق کی باتیں اتری ہیں' ان کے لئے جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتابیں دی گئیں' پس ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے (رسولوں کے) پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے انہیں انجیل دی اور ہم نے ان کے پیروکاروں کے دلوں میں شفقت و رحمت رکھ دی اور دنیا کا ترک کرنا' جو انہوں نے گھڑ لیا تھا' ہم نے اسے ان پر نہیں لکھا تھا' مگر اللہ کی رضامندی تلاش کرنے کو (ہم نے ان کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔ یا انہوں نے رہبانیت اس غرض سے گھڑی تھی) پس انہوں نے اس کا اس طرح خیال نہیں رکھا' جس طرح اس کا خیال رکھنے کا حق تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اس عورت کی طرح مت ہو جاؤ جس نے نہایت محنت سے کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اور فرمایا: اور اپنے رب کی عبادت کر! یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔

اس موضوع سے متعلقہ احادیث ملاحظہ ہوں۔

١٥٣ - حَدِيثُ عَائِشَةَ: وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ

۱/ ۱۵۳۔ ان میں سے حدیث عائشہؓ ہے جو اس سے

إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

ماقبل کے باب (۱۴) میں گزر چکی ہے (ملاحظہ ہو' رقم ۱/ ۱۴۲) اس میں ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اللہ کو وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہے جسے اس کا کرنے والا ہمیشہ کرے۔

١٥٤ - وعن عمرَ بنِ الخطابِ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلاةِ الْفَجْرِ وَصَلاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» رواه مسلم.

۲ / ۱۵۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اپنے رات کے وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے' اور وہ اسے فجر کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے' گویا اس نے اس رات کو ہی پڑھا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض.

۱۵۴- **فوائد:** حزب' اصل میں گھاٹ پر پانی لینے کی باری کو کہا جاتا ہے۔ پھر یہ اس وظیفے کے لئے استعمال کئے جانے لگا جو انسان اپنے طور پر (بطور نفلی عبادت کے) مقرر کرلیتا ہے۔ مثلاً میں اتنے نوافل' یا قرآن کا اتنا حصہ یا فلاں عمل روزانہ کروں گا۔ اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ اپنے اوراد کی حفاظت کی جائے۔ نیز کسی سے اس کا ورد رہ جائے اور وہ اسے قریب ترین وقت میں ادا کرلے تو اسے اس کے ورد کا پورا اجر ملے گا' اس کے بے وقت ہونے سے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔

١٥٥ - وعن عبدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ رضي الله عنهما قال: قال لي رسولُ الله ﷺ: «يَاعَبْدَ اللهِ! لاتَكُنْ مِثْلَ فُلانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ» متفقٌ عليه.

۳ / ۱۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا' وہ رات کو قیام کرتا (نوافل وغیرہ پڑھتا) تھا (یعنی طاقت سے زیادہ) پھر اس نے (اکتا کر) رات کا قیام چھوڑ دیا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوّت به حقا.

۱۵۵- **فوائد:** حسن اخلاق کا تقاضا ہے کہ جس شخص کے اندر کوئی قابل مذمت چیز ہے' تو اس شخص کا نام تو نہ لیا جائے' البتہ اس فعل کا تذکرہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس فعل سے اجتناب کریں۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ انسان جس عمل خیر کو شروع کرے تو اس پر ہمیشگی کرنا پسندیدہ ہے۔ (۳) نفلی عبادات اور اعمال خیر میں طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ انسان اکتا کر اسے چھوڑ بیٹھتا ہے۔

١٥٦ - وعن عائشةَ رضي الله عنها

۴ / ۱۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب

قالت: كان رسولُ الله ﷺ إذَا فَاتَتْهُ الصَّلاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً» رواه مسلم.

رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز' کسی تکلیف یا اور کسی وجہ سے رہ جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه...

۱۵۶۔ **فوائد:** نوافل کی قضاء اگرچہ ضروری نہیں۔ تاہم اگر اس کا اہتمام کر لیا جائے تو مستحب ہے' جیسے نبی ﷺ نے کیا۔

١٦ - بَابٌ فِي الأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَآدَابِهَا

۱۶۔ سنت اور اس کے آداب کی حفاظت کرنے کے حکم کا بیان

قال الله تعالى: ﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ﴾ [الحشر: ٧]، وقال تعالى: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝٤ ﴾ [النجم: ٣، ٤]، وقال تعالى: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ﴾ [آل عمران: ٣١]، وقال تعالى: ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ ﴾ [الأحزاب: ٢١]، وقال تعالى: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴾ [النساء: ٦٥]، وقال تعالى: ﴿ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ ﴾ [النساء: ٥٩]، قال العُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ إِلَى الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. وقال تعالى: ﴿ مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ﴾ [النساء: ٨٠]، وقال تعالى: ﴿ وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾ [الشورى: ٥٢]، وقال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول تمہیں جو دے' اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دے' اس سے رک جاؤ!

اور فرمایا: (وہ پیغمبر) اپنی خواہش سے نہیں بولتا' وہ تو وحی ہی ہے جو اس کی طرف نازل کی جاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبر! ان سے کہہ دیں' اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو' تو پس تم میری پیروی کرو' اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور فرمایا: یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے' اس شخص کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔

اور فرمایا: تیرے رب کی قسم ہے' لوگ مومن نہیں ہوں گے' یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تجھے اپنا حکم (ثالث) نہ مان لیں' پھر تیرے فیصلے پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور (نہایت خوش دلی سے) اسے تسلیم کر لیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کسی چیز کی بابت تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے (کہ جائز ہے یا ناجائز؟) تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو' اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

تعالی: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ٦٣]، وقال تعالى: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ﴾ [الأحزاب: ٣٤]؛

علماء نے کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں' کتاب و سنت کی طرف لوٹا دو' یعنی اس کی روشنی میں جائز و ناجائز کا فیصلہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی' یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے' جو اللہ کا راستہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو اس امر سے ڈر جانا چاہئے کہ وہ کسی آزمائش سے دوچار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آپہنچے۔

اور فرمایا: اور یاد رکھو' اللہ کی آیتوں اور حکمت (سنت) کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی (تلاوت کی جاتی) ہیں۔

والآيات في الباب كثيرة. وأمّا الأحاديث:

اس باب میں اور بہت سی آیات ہیں۔ اس باب سے متعلقہ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

١٥٧ ـ فالأوّلُ: عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عن النّبيِّ ﷺ قال: «دَعُوني ما تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِم، وَاخْتِلافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ» متفقٌ عليه.

١٥٧/١ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو باتیں میں تمہیں بیان کرنے سے چھوڑ دوں تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو (یعنی ان کی بابت کرید کرید کر مت پوچھو)' اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ وہ کثرت سے سوال کرتے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرتے تھے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ـ وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إليه.

۱۵۷- فوائد: کسی واقعی ضرورت اور وجہ کے بغیر سوال کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں اختلاف و نزاع پیدا کرنا' یہ ہلاکت کا سبب ہے۔ سلامتی کا راستہ صرف یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر بلا

چون و چرا عمل کیا جائے۔ مذاہب کی فقہی موشگافیاں بھی اسی ذیل میں آتی ہیں جن سے جدل و اختلاف کا دروازہ کھلتا اور افتراق و تشتت کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ کاش امت محمدیہ اس تباہ کن راستے سے ہٹ کر اس صراط مستقیم پر آجائے جو امن و سلامتی کا ضامن ہے اور وہ صراط مستقیم ایک اور صرف ایک ہے' چار یا پانچ نہیں۔ حق صرف ایک ہے' متعدد نہیں۔ فماذا بعد الحق الا الضلال حق کے بعد گمراہی ہی گمراہی ہے۔

١٥٨ ـ الثَّانِي: عَنْ أَبِي نَجِيحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضي الله عنه قال: «وَعَظَنَا رسولُ الله ﷺ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا: يا رَسولَ اللهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا. قال: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وإنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ [حبشي]، وَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلافاً كَثِيراً. فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

«النَّوَاجِذُ» بالذالِ المعجمةِ: الأنيابُ، وقيلَ: الأضْرَاسُ.

٢ / ١٥٨ ۔ حضرت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مرتبہ) نہایت مؤثر وعظ ارشاد فرمایا' جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے کہا' یا رسول اللہ! یہ تو گویا آخری الوداع کہنے والے کا وعظ ہے' پس آپ ہمیں وصیت فرما دیجئے! آپ نے فرمایا' میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور سمع و طاعت (یعنی امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا' وہ بہت اختلاف دیکھے گا' پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا' ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا' دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا' اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

(اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

نواجذ (ذال معجمہ۔ نقطے والی ذال کے ساتھ) مخصوص دانت یا بعض کے نزدیک داڑھیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب السنة، باب لزوم السنة ـ وجامع ترمذي، كتاب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة.

۱۵۸۔ فوائد: اس میں تقویٰ اور اطاعت امیر اختیار کرنے کے علاوہ سنت نبوی اور سنت خلفائے راشدین کے اتباع کی تاکید اور بدعات سے اجتناب کی تلقین ہے۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ نے اس امر کی خبر دی کہ یہ امت اختلافات کا شکار ہو جائے گی اور ساتھ ہی صحیح راستے کی نشاندہی بھی فرما دی اور وہ یہ کہ نبی ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کے تعامل سے تجاوز نہ کیا جائے۔ یہ کثرت اختلافات میں حق کو پہچاننے کی ایک کسوٹی اور معیار ہے۔ کاش مسلمان اس معیار نبوی کو ہی واحد معیار حق تسلیم کر لیں۔

۱۵۹ - الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي هريرة رضي الله عنه، أن رسولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى». قِيلَ: وَمَنْ يَأْبَى يا رسولَ الله؟ قالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى» رواه البخاري.

۳ / ۱۵۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت' سب کی سب جنت میں جائے گی' سوائے ان افراد کے جو انکار کردیں' پوچھا گیا' یا رسول اللہ! (جنت میں جانے) سے کون انکار کرے گا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی' وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ.

۱۵۹- **فوائد:** امت سے مراد یہاں امت اجابت ہے' یعنی وہ لوگ جو نبی ﷺ کی دعوت قبول کر کے آپ پر ایمان لائے اور اس امت اجابت میں سے بھی جنت میں وہی جائیں گے جو آپ کے سچے پیروکار ہوں گے۔ نافرمان جنت میں جانے سے محروم رہیں گے۔

۱۶۰ - الرَّابِعُ: عَنْ أَبِي مسلم، وقِيلَ: أبي إِيَاسٍ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَكْوَعِ رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلاً أَكَلَ عِنْدَ رسولِ الله ﷺ بِشِمَالِهِ فقالَ: «كُلْ بِيَمِينِكَ» قالَ: لا أَسْتَطِيعُ. قالَ: «لا اسْتَطَعْتَ» مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. رواه مسلم.

۴ / ۱۶۰ - حضرت ابو مسلم اور بعض کے نزدیک ابو ایاس سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا' آپ نے اس سے فرمایا' اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ! اس نے کہا' اس کی میں طاقت نہیں رکھتا' آپ نے فرمایا' تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔ اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف کبر نے روکا تھا' پس (اس کے بعد) اس نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھایا (یعنی اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب وأحكامهما.

۱۶۰- **فوائد:** بغیر عذر کے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا سخت ناپسندیدہ ہے۔ بلکہ کھانے پینے کے علاوہ ہر اہم اور اچھے کام کا آغاز نبی ﷺ دائیں ہاتھ سے ہی فرماتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ کی سنت اور حکم کو محض تکبر اور سرکشی سے نظرانداز کرنا نہایت خطرناک ہے' اس سے انسان کا ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

۱۶۱ - الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي عبدِ الله النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنهما، قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لَتُسَوُّنَّ

۵ / ۱۶۱ - حضرت ابو عبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' تم اپنی صفیں ضرور سیدھی اور درست کر لو

صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: كانَ رسولُ الله ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوماً، فقامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ، فَرَأَى رَجُلاً بَادِياً صَدْرُهُ فَقَالَ: «عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے تھے' گویا ان کے ساتھ آپ تیروں کو سیدھا فرما رہے ہیں' یہاں تک کہ جب آپ محسوس فرماتے کہ ہم آپ کی طرف سے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھ گئے ہیں (تب آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز کا آغاز فرماتے) پھر ایک دن آپ (نماز پڑھانے کے لئے) تشریف لائے اور (مصلیٰ پر) کھڑے ہو گئے' حتیٰ کہ آپ اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ (صف سے) باہر نکلا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو! تم اپنی صفیں ضرور سیدھی کر لو' ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا (یا تمہارے چہروں کو بدل دے گا)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها ـ وصحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

۱۶۱- **فوائد:** اولیخالفن الله بین وجوهکم اگر اس کے حقیقی معنی مراد ہوں تو مطلب ہو گا کہ اللہ تمہارے چہروں کو گدی کی طرف پھیر کر انہیں بدل اور بگاڑ دے گا اور مجازی معنی کی صورت میں مطلب ہو گا باہم اختلاف و عناد پیدا کر دے گا۔ بہرحال اس سے صفوں کی درستی کی اہمیت واضح ہے جس سے آج کل مسلمان بالکل غافل ہیں اور فقہی جمود کی وجہ سے عام مسجدوں میں سنت کے مطابق صف بندی کا قطعاً کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ فالی الله المشتکی

١٦٢ ـ السَّادِسُ: عن أَبي موسىٰ رضي الله عنه قال: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رسولُ الله ﷺ بِشَأْنِهِمْ قال: «إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ» متفقٌ عليه.

۶/ ۱۶۲ ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو مدینے میں ایک گھر' گھر والوں سمیت' جل گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی بابت بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا' یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم ـ وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء وإغلاق الأبواب

وذكر اسم الله وإطفاء السراج والنار عند النوم.

۱۶۲- **فوائد:** یہ حکم تیل بتی سے جلنے والے چراغوں اور موم بتی وغیرہ کے لئے ہے جن سے آگ لگنے کا اندیشہ ہے' نبی ﷺ کے زمانے میں یہی چراغ ہوتے تھے۔ آج کل بجلی کے بلبوں میں یہ خطرہ نہیں ہے۔ تاہم ان کو بھی بند کر کے سونا بہتر ہے۔

١٦٣ - السَّابِعُ: عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي الله بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضاً فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ المَاءَ فَأَنْبَتَتِ الكَلأَ وَالعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بها النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا. وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى، إنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لا تُمْسِكُ مَاءً وَلا تُنْبِتُ كَلأً. فَذلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ في دِينِ الله، وَنَفَعَه بِمَا بَعَثَنِي اللهُ بِه، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذلِكَ رَأساً، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ» متفقٌ عليه.

«فقُهَ» بِضم القَافِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَقيلَ: بِكَسْرِهَا، أيْ: صَارَ فَقِيهاً.

۷/ ۱۶۳- انہی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے' اس بارش کی مانند ہے جو زمین کو پہنچے۔ پس اس زمین کا کچھ حصہ تو اچھا تھا جس نے پانی کو اپنے اندر جذب کر لیا اور گھاس نیز بہت سی سبزیاں اگائیں اور ایک حصہ اس کا غیر آباد (بنجر) تھا' جس نے پانی (جذب تو نہیں کیا) روک لیا' پس اس پانی سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا' لوگوں نے اس سے پانی پیا اور پلایا اور کھیتیوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصے کو بھی پہنچی جو چٹیل میدان تھا' جو پانی روکتا اور نہ گھاس اگاتا۔ پس یہ مثال ہے اس شخص کی جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور اس علم و ہدایت سے اللہ نے اسے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا' پس اس نے (خود بھی) دین سیکھا اور (دوسروں کو بھی) سکھلایا اور (یہ دوسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے اس (علم و ہدایت الٰہی) کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھایا اور نہ وہ ہدایت ہی قبول کی جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فَقُهَ مشہور قاف پر پیش ہے' بعض کے نزدیک زیر ہے۔ معنی ہیں وہ فقیہہ (شریعت کا عالم) ہو گیا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب فضل من عَلِمَ وعَلَّمَ - وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب بيان مثل ما بعث النبي ﷺ من الهدي والعلم.

۱۶۳- **فوائد:** اس میں اس ہدایت و علم الٰہی کو' جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بھیجا گیا تھا' نفع پہنچانے والی بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے' اس لئے کہ یہ علم اسی طرح مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے' جس طرح بارش مردہ زمین کو شاداب کر دیتی ہے۔ اس علم نبوی و الٰہی سے فائدہ اٹھانے والے کو اچھی زمین سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس شخص کو جو' علم حاصل کرتا ہے' دوسروں کو بھی سکھلاتا ہے لیکن خود (اس پر عمل کر کے) فائدہ نہیں اٹھاتا'

سخت زمین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو پانی روک لیتی ہے جس سے دوسرے لوگ نفع یاب ہوتے ہیں اور اس شخص کو' جو نہ علم دین سیکھتا ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے' ایسی چٹیل زمین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو نہ پانی روکتی ہے نہ گھاس سبزہ اگاتی ہے۔ یہ سب سے بدتر آدمی ہے جو نہ خود نفع اٹھاتا ہے اور نہ دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔ اس میں علم دین کے سیکھنے' سکھانے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب اور اس سے اعراض و غفلت سے اجتناب کرنے کی تلقین ہے۔

١٦٤ ـ الثَّامِنُ: عن جابرٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَاراً فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدَيَّ» رواه مسلم.

«الْجَنَادِبُ»: نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ، هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوفُ الَّذي يَقَعُ فِي النَّارِ. وَ«الْحُجَزُ»: جَمْعُ حُجْزَةٍ، وَهِيَ مَعْقِدُ الإِزَارِ وَالسَّرَاوِيلِ.

٨ / ١٦٤ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے دور ہٹاتا رہے۔ میں بھی تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جاتے (اور نار جہنم میں گرتے جاتے) ہو۔ (مسلم)

جناوب۔ ٹڈی اور پروانے کی مثل اڑنے والا کیڑا (مچھر وغیرہ) یہ وہی مشہور کیڑا (یا مچھر) ہے جو آگ میں گرتا ہے۔ حجز' حجزۃ کی جمع ہے' تہ بند اور شلوار باندھنے کی جگہ' یعنی کمر۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شفقته ﷺ على أمته.

١٦٤۔ **فوائد**: اس میں نبی ﷺ کی اس غایت درجے کی شفقت اور حرص کا بیان ہے جو اپنی امت کے ایمان لانے کے بارے میں آپ کے دل میں تھی اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کی بدبختی کا ذکر بھی ہے کہ آپ کی مخلصانہ کوشش' شفقت اور شدید حرص کے باوجود لوگ ایمان سے محروم رہنے کی وجہ سے کثرت سے جہنم کا ایندھن بنیں گے جس طرح پروانے کود کود کر آگ میں گرتے ہیں۔

١٦٥ ـ التَّاسِعُ: عَنْهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ، أَمَرَ بِلَعْقِ الأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ: «إِنَّكُمْ لا تَدْرُونَ فِي أَيِّهَا الْبَرَكَةُ» رواه مسلم. وفي رواية لَهُ: «إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ، فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، وَلْيَأْكُلْهَا، وَلا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ؛ فَإِنَّهُ لا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ

٩ / ١٦٥ ۔ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے (کھانے کے بعد) انگلیاں اور پیالہ چاٹ لینے کا حکم دیا اور فرمایا' تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس میں برکت ہے؟ اس کو مسلم نے روایت کیا اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے' فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا لقمہ (ہاتھ سے زمین پر) گر جائے' تو اس کو چاہیے کہ اسے پکڑ لے (زمین سے اٹھا لے) اور اس میں لگی ہوئی گندگی (مٹی وغیرہ) کو صاف کر کے کھا لے

الْبَرَكَةُ». وفي رواية له: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذىً، فَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ».

اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ رومال (تولیے' کپڑے) کے ساتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ (پہلے) اپنی انگلیاں چاٹ لے' اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ شیطان تمہارے پاس تمہاری ہر چیز میں حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی۔ پس جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو چاہئے کہ اسے (اٹھا کر) اس میں لگی ہوئی گندگی (اگر ممکن ہو) صاف کر لے اور کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة.

۱۶۵- **فوائد:** اس میں انگلیاں چاٹنے اور برتن صاف کرنے' اسی طرح گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھا لینے کا جو حکم ہے' اس کے متعدد فوائد ہیں' ایک تو یہی کہ ممکن ہے کہ برکت اسی حصے میں ہو جسے انسان انگلیوں یا برتن کے ساتھ لگا چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرے' اس میں تواضع کا اظہار اور متکبرین و مترفین کے طرز عمل سے اجتناب ہے۔ تیسرے' اللہ کے نعمت کی ناقدری اور اس کی اہانت سے گریز ہے۔ چوتھے' شیطان کی تذلیل اور اس کے ہتھکنڈوں کو ناکام بنانا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج کل دعوتوں میں جس طرح کھانا ضائع کیا جاتا اور سڑکوں اور کوڑھوں کے ڈھیروں پر پھینک دیا جاتا ہے' وہ کس طرح اللہ کی نعمت کی ناقدری اور اسلامی تعلیمات کی بے توقیری ہے؟ اعاذنا الله منه

١٦٦ ـ الْعَاشِرُ: عن ابنِ عباسٍ، رضي الله عنهما، قال: قَامَ فِينَا رسولُ الله ﷺ بِمَوْعِظَةٍ فقال: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ تَعَالَى حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤]، أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ﷺ، أَلَا وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ؛ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي؛ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ،

۱۰/ ۱۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں وعظ و نصیحت فرمانے کھڑے ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم (سب) اللہ کی طرف ننگے پاؤں' ننگے بدن اور غیر مختون (جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے) اکٹھے کئے جاؤ گے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ''جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا' ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے' یہ ہمارا وعدہ ہے' ہم یقیناً پورا کرنے والے ہیں'' (الانبیا' ۱۰۴) سنو! قیامت والے دن سب سے پہلے جسے لباس پہنایا جائے گا' ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور سنو! (اس روز) میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے' انہیں بائیں طرف پکڑ لیا جائے

فَأَقُولُ كَمَا قالَ العَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ﴾ إلى قوله: ﴿ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ [المائدة: ١١٧، ١١٨]، فَيُقَالُ لِي: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ» متفقٌ عليه.

«غُرْلًا» أَيْ: غَيْرَ مَخْتُونِينَ.

گا' میں کہوں گا' اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ چنانچہ آپ کو کہا جائے گا۔ اے پیغمبر! تجھے نہیں معلوم' انہوں نے تیرے بعد (دین میں) کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کی تھیں (یہ سن کر) میں کہوں گا' جس طرح عبد صالح (حضرت عیسیٰؑ) نے کہا کہ "میں ان پر گواہ رہا جب تک ان کے اندر موجود رہا....." العزیز الحکیم تک (المائدہ ۱۱۷' ۱۱۸) پس مجھ سے کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑیوں پر (دین اسلام سے) پھر گئے تھے جب سے تو ان سے جدا ہو گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

غرلاً کے معنی ہیں غیر مختون۔ جس کے ختنے نہ ہوئے ہوں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالي ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾ وتفسير سورة المائدة، باب ﴿وكنت عليهم شهيدا...﴾ - وصحيح مسلم، كتاب الجنّة، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة.

۱۶۶- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد کی سزا جہنم ہے۔ کیونکہ یہ کفر کی بدترین قسم ہے' اسی لئے شریعت اسلامیہ میں اس کی دنیوی سزا قتل ہے۔ دوسرا' اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں۔ جیسا کہ ایک گروہ کے یہ باطل عقائد ہیں اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا یا آپ حاضر و ناظر ہوتے تو آپ ان مرتدین کو اپنا ساتھی اور امتی قرار نہ دیتے۔ چنانچہ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپ نے ان سے اسی طرح براء ت کا اظہار فرما دیا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اور اپنی ماں کو معبود ماننے والوں سے فرمایا۔

١٦٧ ـ الحَادِيَ عَشَرَ: عَنْ أَبِي سعيدِ عبدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ، رضي الله عَنه، قَالَ: نَهَى رسولُ الله ﷺ عَنِ الخَذْفِ وقَالَ: «إِنَّهُ لا يَقْتُلُ الصَّيْدَ، وَلا يَنْكَأُ العَدُوَّ، وَإِنَّهُ يَفْقَأُ العَيْنَ، وَيَكْسِرُ السِّنَّ» متفقٌ عليه.

۱۱ / ۱۶۷۔ حضرت ابو سعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی انگلی یا انگوٹھے پر کنکری رکھ کر مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ (کنکری) نہ شکار کو قتل کرتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی۔ البتہ یہ آنکھ کو پھوڑ دیتی اور دانت کو توڑ دیتی ہے (اگر کسی کی آنکھ یا دانت میں لگ جائے) (بخاری و مسلم)

وفي رواية: أَنَّ قَرِيباً لابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ؛ فَنَهَاهُ وقَالَ: إِنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عَنِ الخَذْفِ وَقَالَ: «إِنَّهَا لا تَصِيدُ

ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مغفل کے ایک رشتے دار نے انگلی پر کنکری رکھ کر ماری' تو انہوں نے اسے اس سے روکا اور کہا' کہ رسول اللہ ﷺ نے

صَيْداً» ثُمَّ عادَ فقالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهى عَنْهُ، ثُمَّ عُدْتَ تَخذِفُ!؟ لا أُكَلِّمُكَ أَبَداً.

اس طرح کنکری مارنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کسی شکار کا شکار نہیں کرتا۔ لیکن اس کے باوجود قرابت دار نے دوبارہ یہی کام کیا' تو حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے کہا' میں تجھ سے بیان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو دوبارہ انگلی پر رکھ کر کنکری مار رہا ہے! میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب النهي عن الخذف، وكتاب التفسير، تفسير سورة الفتح، باب ﴿إذ يبايعونك تحت الشجرة﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو وكراهية الخذف.

۱۶۷۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی اور ضد کرنے والوں سے بات چیت بند کر دینا اور ان سے تعلق منقطع کر لینا جائز ہے جیسا کہ صحابہ کا عمل اوپر بیان ہوا۔

١٦٨ ـ وعن عابِسِ بْنِ ربيعةَ قال: رَأَيْتُ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ، رضي الله عنه، يُقَبِّلُ الْحَجَرَ ـ يَعْنِي الأَسْوَدَ ـ وَيَقُولُ: إنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلا تَضُرُّ، وَلَوْلا أَنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ. متفقٌ عليه.

۱۲ / ۱۶۸ ۔ عابس بن ربیعہ کہتے ہیں' میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے' میں جانتا ہوں' تو ایک پتھر ہے' نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے' اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا' تو میں تجھے (کبھی) بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب تقبيل الحجر الأسود في الطواف ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف.

۱۶۸۔ **فوائد:** حضرت عمرؓ نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ جاہل لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ حجر اسود کو اس لئے چوما جاتا ہے کہ اسلام میں بھی پتھر تعظیم کے قابل ہیں جیسے لوگ زمانہ جاہلیت میں یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ بلکہ اس چومنے سے مقصد صرف اتباع رسولؐ ہے۔ (۲) ہر معاملے اور حکم میں اتباع نبوی ضروری ہے چاہے اس کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہیں۔ بعض لوگ اس کی بنیاد پر بزرگوں کی قبروں کو چومنا اور ان کی تعظیم بجا لانا جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حجر اسود کو چومنا تو ایک عبادت اور عبادت کا ایک حصہ ہے اور عبادات توقیفی ہیں (یعنی اللہ یا اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہیں) اس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی نہ ان پر کسی اور چیز کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

١٧ ـ بَـابٌ فِـي وُجُـوبِ الانْقِيَـادِ ۱۷۔ اس بات کا بیان کہ اللہ کے حکم کی

لِحُكْمِ اللهِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ دُعِيَ إِلَى ذٰلِكَ، وَأُمِرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نُهِيَ عَنْ مُنْكَرٍ

اطاعت ضروری ہے اور اس بات کا بیان کہ جس کو اس کی طرف بلایا جائے اور اسے نیکی کا حکم دیا جائے یا برائی سے روکا جائے' تو وہ کیا کہے؟

قال الله تعالى: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ ﴾ [النساء: ٦٥]، وقال تعالى: ﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ ﴾ [النور: ٥١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے پیغمبر!) تیرے رب کی قسم ہے وہ مومن نہیں ہوں گے' یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تجھے اپنا ثالث نہ مان لیں اور پھر تیرے فیصلے پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے دل سے تسلیم کر لیں۔

اور فرمایا: مومنوں کا قول تو' جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں' یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَفِيهِ مِنَ الأَحَادِيثِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمَذْكُورُ فِي أَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهُ، وَغَيْرُهُ مِنَ الأَحَادِيثِ فِيهِ.

باب سے متعلقہ احادیث میں سے ایک وہ حدیثِ ابی ہریرہؓ ہے جو ماقبل کے باب کے شروع میں گزری اور اس کے علاوہ متعدد احادیث ہیں۔ انہی میں سے ایک درج ذیل ہے:

١٦٩ - عن أَبي هريرة رضي الله عنه، قال: لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رسولِ الله ﷺ ﴿ لِّلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ ﴾ الآية [البقرة: ٢٨٤]، اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رسول الله ﷺ، فَأَتَوْا رسولَ الله ﷺ، ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا: أَيْ رسولَ اللهِ! كُلِّفْنَا مِنَ الأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ: الصَّلَاةَ وَالْجِهَادَ وَالصِّيَامَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الآيَةُ

١/١٦٩ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی "اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو وہ جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ' اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا" (البقرة' ۲۸۴)

تو یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بڑی گراں گزری' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا' اے اللہ کے رسول! ہمیں بہت سے اعمال کا مکلف (پابند) کیا گیا جن کی (ادائیگی کی) ہم طاقت رکھتے ہیں' (جیسے) نماز ہے' جہاد ہے' روزہ اور صدقہ ہے اور

وَلا نُطِيقُهَا. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُولُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وإِلَيْكَ الْمَصِيرُ» فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ، وَذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ؛ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي إِثْرِهَا: ﴿ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ ۚ وَقَالُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ﴾ فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللهُ تَعَالَى؛ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ﴾، قَالَ: «نَعَمْ» ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ﴾، قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ﴾، قَالَ: نَعَمْ ﴿وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾، قَالَ: نَعَمْ» رواه مسلم.

(اب) آپ پر یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی ہے' یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا تم اس طرح کہنا چاہتے ہو جس طرح تم سے پہلے دو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے کہا' کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی؟ بلکہ تم کہو' ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی پھرنا ہے"۔ جب لوگوں نے (آپ کے بتلائے ہوئے کلمات) پڑھے اور ان کے ساتھ ان کی زبانیں رواں ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ نازل فرما دیا۔ آمن الرّسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون الآیۃ "رسول اللہ ﷺ اور مومنین اس پر ایمان لائے جو رسول کی طرف نازل کی گئی' سب ایمان لائے اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا' ہم نے سنا اور اطاعت کی' اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے" جب انہوں نے ایسا کر لیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے حصے کو (جو ان پر گراں گزر رہا تھا) منسوخ فرما دیا اور (اس کی جگہ) یہ نازل فرما دیا "اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' جو اچھے کام کرے گا' اس کا فائدہ اسی کو ہو گا اور جو برے کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا' اے ہمارے رب! ہماری بھول اور خطاؤں پر ہماری گرفت نہ فرما" اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اچھا "اے ہمارے رب! ہم پر اس طرح بوجھ نہ ڈالنا جس طرح تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں۔ "اور ہمیں معاف فرما دے' ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما' تو ہی ہمارا کارساز ہے' پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما" اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں۔

(مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنه سبحانه وتعالى لم يكلّف إلا ما يطاق.

۱۶۹- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انسان کے دل میں گزرنے والے خیالات اور وسوسوں پر بھی مواخذے کا حکم نازل ہوا تھا' جن کے روکنے پر کوئی انسان قادر نہیں تھا۔ اس لئے صحابہ بجا طور پر سخت پریشان ہوئے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر جب انہوں نے سمع و طاعت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما دیا اور وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف مالایطاق میں مبتلا نہیں کرتا۔ اس لئے اب ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے تمام حکموں کو بجا لائے' کیونکہ اب اس کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو انسان کی طاقت سے بالا ہو۔

١٨ - بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِدَعِ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ

۱۸- بدعات اور (دین میں) نئے نئے کاموں کے پیدا کرنے کی ممانعت کا بیان

قال الله تعالى: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ ٱلْحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُ﴾ [يونس: ٣٢]، وقال تعالى: ﴿مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَٰبِ مِن شَىْءٍ﴾ [الأنعام: ٣٨]، وقال تعالى: ﴿فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء: ٥٩] أي: الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ﴾ [الأنعام: ١٥٣]، وقال تعالى: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [آل عمران: ٣١] وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' پس نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہم نے کتاب میں کسی چیز (کے بیان کرنے) میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ اور فرمایا: اگر تم کسی چیز کی بابت آپس میں اختلاف و نزاع کرو' تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ یعنی کتاب و سنت کی طرف رجوع کرو۔ اور فرمایا: اور یہ ہے میرا راستہ سیدھا' پس تم اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو ورنہ وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

وَأَمَّا الأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جِداً، وَهِيَ مَشْهُورَةٌ، فَنَقْتَصِرُ عَلَى طَرَفٍ مِنْهَا:

اور اس باب میں اور بہت سی آیات ہیں اور معلوم ہیں اور احادیث بھی بہت زیادہ ہیں اور وہ بھی مشہور ہیں' ہم ان میں سے چند ایک کے بیان پر ہی کفایت کریں گے:

١٧٠ - عن عائشةَ رضي الله عنها،

۱/۱۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول

قالت: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ في أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» متفقٌ عليه.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ہمارے اس دین میں (اپنی طرف سے) کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں' تو وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم)

وفي رواية لمسلم: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ».

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے' تو وہ مردود ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود - وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

۱۷۰- **فوائد:** اس میں ایک نہایت اہم ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ بد قسمتی سے مسلمانوں نے اس حدیث کو اور اس میں بیان کردہ اصول اور ضابطے کو کوئی اہمیت نہیں دی' جس کا نتیجہ ہے کہ بدعات عام ہیں' بلکہ اصل دین ہی بدعات و رسومات کو سمجھ لیا گیا ہے اور نہایت شد و مد سے ان پر عمل کیا اور کرایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو جہالت اور دین سے بے خبری ہے۔ دوسری وجہ اس ضابطے کا عدم فہم ہے۔ حالانکہ یہ ضابطہ نہایت واضح ہے جو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ہر وہ کام جسے نیکی اور ذریعہ تقرب سمجھ کر کیا جائے درآں حالیکہ اس پر کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہ ہو یا نصوص شریعت کی اس تعبیر سے وہ مختلف ہو جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے کی جو اسلام کا بہترین دور ہے اور خیرالقرون کے تعامل کی تائید سے بھی وہ محروم ہو۔ ایسے تمام کام بدعت ہوں گے۔

١٧١ ـ وعن جابرٍ رضي الله عنه قال: كـان رسـولُ الله ﷺ، إذا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلا صَوْتُهُ، واشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: «صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ» ويقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَيقْرِنُ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ؛ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَيقُولُ: «أَمَّا بَعْدُ؛ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ» ثُمَّ يَقُولُ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلأَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ» رواه مسلم.

۲/ ۱۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا غضب شدید ہو جاتا' حتیٰ کہ ایسا ہو جاتے گویا آپ (دشمن کے) کسی لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ فرماتے' وہ تم پر صبح یا شام کو حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے کہ میں اور قیامت ایسے معبوث کئے گئے ہیں' جیسے یہ دو انگلیاں ہیں اور آپ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی دونوں کو ملا لیتے (یعنی جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے سے متصل ہیں' درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں' اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کسی نبی کا فاصلہ نہیں) اور فرماتے' اما بعد' یقیناً بہترین بات' اللہ کی کتاب ہے

اور بہترین راستہ محمد (ﷺ) کا راستہ ہے' اور بدترین کام (دین میں) نئے پیدا کردہ کام ہیں اور (ایسا) ہر نیا کام (بدعت) گمراہی ہے۔ پھر فرماتے' میں ہر مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں (یعنی اس کے معاملات میں اس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں) جو شخص مال چھوڑ جائے' پس وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے جو قرض یا محتاج اہل و عیال چھوڑ کر مر جائے تو (قرض کی ادائیگی) میری ذمے داری اور (بچوں کی نگرانی کا فریضہ) مجھ پر ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة.

۱۷۱- **فوائد:** اس میں نبی ﷺ کے انداز خطابت کا ذکر ہے اور آپ کے وجود گرامی کو قرب قیامت کی علامت بتلایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب و سنت کی اہمیت اور بدعات کی ہلاکت خیزی کے ساتھ یتیموں اور ضرورت مندوں کی کفالت کو حکومت وقت (بیت المال) کی ذمہ داری بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ خلفاء ہی رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہیں اور جو کام آپ اپنی زندگی میں کرتے تھے' اب وہی کام ان کے ذمے ہیں۔ نیز لوگوں کے چھوڑے ہوئے مال کے حق دار' میت کے ورثاء ہی ہیں نہ کہ کوئی اور۔

١٧٢ - وعن الْعِرْبَاضِ بن سَارِيَةَ، رضي الله عنه، حَدِيثُهُ السَّابِقُ في بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ.

۱۷۲/۳ حضرت عرباض ؓ بن ساریہ کی حدیث جو اس حدیث سے ملتی جلتی ہے وہ اس سے پہلے باب "سنت کی حفاظت" میں گزر چکی ہے۔

١٩ ـ بَابٌ فِي مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً

۱۹۔ اس شخص کا بیان جو کوئی اچھا یا برا طریقہ جاری کرے

قال اللهُ تعالى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾ [الفرقان: ٧٤]، وقال تعالى: ﴿وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا ﴾ [الأنبياء: ٧٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ (اللہ کے بندے ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا کر جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں متقیوں کے لئے پیشوا بنا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور بنایا ہم نے ان کو پیشوا' وہ ہمارے حکم کے ساتھ لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

١٧٣ ـ عَنْ أَبِي عَمْرٍو، جَرِيرِ بن عبدِ الله، رضي الله عنه، قال: كُنَّا في

۱۷۳/۱۔ حضرت ابو عمرو جریر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم دن کے شروع میں رسول اللہ ﷺ

صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رسولِ الله ﷺ، فَجاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ، أَو الْعبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ؛ فَتَمَعَّرَ رسولُ الله ﷺ، لِمَا رَأى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ؛ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ؛ فَقَالَ: «﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ﴾ إلَى آخِرِ الآيَة: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾، وَالآيَةَ الأُخرى الَّتِي في آخِرِ الْحَشْرِ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ» حَتَّى قَالَ: «وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ»، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رسولِ الله ﷺ، يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ؛ فقال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ سَنَّ فِي الإِسْلامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الإِسْلامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ» رواه مسلم.

قَوْلُهُ «مُجْتَابِي النِّمَارِ» هُوَ بالجيم وبعد الأَلِفِ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ. وَالنِّمَارُ: جَمْعُ نَمِرَةٍ، وَهِيَ: كِسَاءٌ مِنْ صُوفٍ مُخَطَّطٌ. وَمَعْنَى «مُجْتَابِيهَا» أي: لَابِسِيهَا قَدْ خَرَقُوهَا في رُؤُوسِهِم. وَ«الْجَوْبُ»: الْقَطْعُ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَثَمُودَ ٱلَّذِينَ جَابُوا۟ ٱلصَّخْرَ

کے پاس تھے کہ آپ کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جو ننگے بدن تھے' اون کی دھاری دار چادریں یا کمبل ڈالے ہوئے تھے اور گردنوں میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے' ان کی اکثریت مضر قبیلے سے' بلکہ سارے ہی مضر سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی فاقہ زدگی کا مشاہدہ فرمایا تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا' آپ (گھر کے) اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر آگئے' بلال ؓ کو حکم دیا' انہوں نے اذان دی' پھر (جب لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے تو) تکبیر کہی اور آپ ؐ نے نماز پڑھائی' پھر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اس میں آپ نے فرمایا' لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا.... . (سورۂ نساء' ۱) آخر یعنی رقیبا تک۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد سورۂ حشر کی آیت پڑھی "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور نفس کو چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے جو آگے بھیجا ہے' اسے دیکھے" (اس کے بعد آپ نے صدقہ و خیرات کی ترغیب دی) فرمایا ہر آدمی کو چاہئے کہ صدقہ کرے' دینار و درہم کا' کپڑے کا' گندم کے صاع کا' کھجور کے صاع کا (صاع ایک پیمانہ تھا' ڈھائی کلو کا) حتیٰ کہ فرمایا' گو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ (یعنی تھوڑا یا زیادہ' جس کو جتنی توفیق ہو' صدقہ کرے) چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی ایک تھیلی لے کر آیا (جو اتنی بھاری تھی کہ) اس کی ہتھیلی اس کو اٹھانے سے عاجز آرہی تھی بلکہ عاجز ہو چکی تھی' پھر لوگ (لے لے کر) پے در پے آتے رہے' یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے' ایک سامان خوراک کا اور دوسرا کپڑوں کا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک رہا تھا گویا کہ وہ سونے کا ٹکڑا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے

بِالْوَادِ ﴾ أَيْ: نَحَتُوهُ وَقَطَعُوهُ. وَقَوْلُهُ: «تَمَعَّرَ» هو بالعين المهملة، أَيْ تَغَيَّرَ، وَقَوْلُهُ: «رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ» بفتح الكاف وضمّها؛ أي: صُبْرَتَيْنِ. وَقَوْلُهُ: «كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ» هو بالذال المعجمة، وفتح الهاءِ والباءِ الموحدة. قَالَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَغَيْرُهُ. وَصَحَّفَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: «مُدْهُنَةٌ» بدَالٍ مهملةٍ وضم الهاءِ وبالنونِ، وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِيُّ، وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الأَوَّلُ. وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ والاسْتِنَارة.

لئے اس کا اپنا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہو گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے' بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کے اپنے گناہ کا بوجھ اور ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بوجھ ہو گا جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں کے بوجھ میں کوئی کمی کی جائے۔ (مسلم)

مجتابي النمار۔ جیم کے ساتھ اور الف کے بعد باء موحدہ (ایک نقطے والی باء) اور نمار' نمر کی جمع ہے' اون کی دھاری دار چادریں۔ مجتابیھا' کے معنی ہیں' انہیں پہننے والے۔ انہوں نے وہ چادریں یا کھالیں درمیان سے پھاڑ کر سر سے گزار کر پہن رکھی تھیں یعنی اتنی چھوٹی تھیں کہ نہ قمیض بن سکتی تھی نہ لپیٹی جا سکتی تھیں۔ جوب کے معنی ہیں کاٹنا' ٹکڑے کرنا۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وثمود الذین جابوا الصخر بالواد (اور وہ ثمود' جنہوں نے وادی میں چٹانوں کو تراشا اور کاٹا) تمعر' عین مہملہ کے ساتھ' متغیر ہو گیا۔ کومین' کاف پر زبر اور پیش (دونوں طرح صحیح ہے) دو ڈھیر۔ مذھبۃ' ذال معجمہ اور ہاء اور بائے موحدہ پر زبر کے ساتھ' قاضی عیاض وغیرہ نے اسے اس طرح ضبط کیا ہے۔ بعض نے اس میں تبدیلی کی ہے' انہوں نے اسے مدھنۃ بنایا ہے' دال مہملہ اور ہاء اور نون پر پیش کے ساتھ۔ اسی طرح امام حمیدیؒ نے بھی ضبط کیا ہے اور صحیح اور مشہور پہلا ہے۔ دونوں صورتوں میں مراد چہرۂ مبارک کی صفائی اور چمک دمک ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو بكلمة طيبة.

۱۷۳۔ فوائد: بعض لوگ من سن في الاسلام سنة حسنة کے الفاظ سے بدعت حسنہ کا جواز کشید کرتے ہیں اور یوں بدعت کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں' حسنہ اور سیئہ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ بدعت کوئی بھی

ہو، وہ حسنہ نہیں ہو سکتی۔ بدعت، ہمیشہ بری ہی ہو گی۔ اس لئے کہ بدعت سازی دراصل شریعت سازی ہے جس کا حق کسی انسان کو نہیں ہے۔ شریعت سازی کا تمام تر اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ وہی اصل شارع ہے اور اسی کے حکم اور اجازت سے پیغمبر لوگوں کو احکام شریعت بتلاتا ہے۔ یہ حق اللہ نے پیغمبروں کو بھی نہیں دیا ہے، چہ جائیکہ کسی صاحب قبہ و جبہ کو یہ حق حاصل ہو۔ اس لئے اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو چیز اسلام میں مشروع اور جائز ہے، اس پر عمل کرنے اور اسے فروغ دینے کے لئے جو شخص کوئی نیا طریقہ اختیار کرے گا، جسے بعد میں دوسرے لوگ بھی اختیار کر لیں، تو اسے اپنے عملِ حَسَن کا ثواب تو ملے گا ہی، ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا جو اس طریقے کو اختیار کر کے وہ عمل صالح کریں گے۔ لیکن جس چیز کا سرے سے کوئی ثبوت ہی شریعت میں نہ ہو، اس کا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے، وہ ہر صورت میں سیئہ ہے، وہ حسنہ نہیں ہو سکتا۔ حدیث کے جو دیگر فوائد ہیں، وہ واضح ہیں۔

١٧٤ ـ وعن ابن مسعودٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «ليس مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْماً إلَّا كَان عَلَى ابْنِ آدم الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لأَنَّهُ كَان أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو جان بھی ظلم سے قتل کی جاتی ہے، تو حضرت آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون ناحق کا ایک حصہ ہو گا، اس لئے کہ وہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کا طریقہ جاری کیا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب يعذّب الميّت ببعض بكاء أهله، وكتاب الاعتصام، باب إثم من دعا إلي ضلالة، وغيرهما من كتب الصحيح - وصحيح مسلم، كتاب القسامة، باب بيان إثم من سنّ القتل.

۱۷۴۔**فوائد:** اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خلاف شریعت اور برے کاموں کو پہلے پہل کرنا، جس کی بعد میں لوگ تقلید کریں، کتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت تک اس کام کے کرنے کا گناہ اسے بھی ملتا رہے گا اس لئے امن و سلامتی اسی میں ہے کہ انسان صرف اتباع کرے اور ابتداع سے اجتناب کرے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے بدعات ایجاد نہ کرے۔

٢٠ ـ بَابٌ فِي الدَّلاَلَةِ عَلَى خَيْرٍ وَالدُّعَاءِ إلَى هُدىً أَوْ ضَلاَلَةٍ

۲۰۔ خیر کی طرف رہنمائی کرنے اور ہدایت یا گمراہی کی طرف بلانے کا بیان

قال تعالى: ﴿وَٱدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ﴾ [القصص: ٨٧]، وقالَ تعالى: ﴿ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ﴾ [النحل: ١٢٥]، وقال تعالى: ﴿وَتَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ﴾ [المائدة: ٢]، وقال تعالى: ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ﴾ [آل عمران: ١٠٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اپنے رب کی طرف بلاؤ۔
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور موعظہ حَسَنہ کے ذریعے سے بلاؤ۔
اور فرمایا، نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو۔
اور فرمایا: تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔

١٧٥ ـ وعن أَبي مسعودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرو الأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ» رواه مسلم.

١/ ١٧٥۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی بھلائی پر رہنمائی کی، تو اس کے لئے اس کے کرنے والے کے برابر اجر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره.

١٧٥۔ فوائد: نبی ﷺ نے اس وقت یہ ارشاد فرمایا، جب ایک شخص نے آپ سے سفر کے لئے سواری مانگی، آپ نے فرمایا، میرے پاس تو سواری نہیں ہے۔ ایک شخص نے کہا، میں اسے ایسا آدمی بتلاتا ہوں جو اسے سواری مہیا کردے گا۔ چنانچہ آپ نے بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے کا مذکورہ اجر بیان فرمایا۔ جس سے دلالت علی الخیر کی ترغیب ملتی ہے۔ یعنی خیر کی طرف رہنمائی کرنا بھی باعث اجر ہے۔

١٧٦ ـ وعن أَبي هريرة رضي الله عنه، أَن رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأجرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئاً» رواه مسلم.

٢ / ١٧٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا۔ یہ ان کے اجروں سے کچھ کمی نہیں کرے گا اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا اتنا وبال بھی ہو گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا ہو گا۔ یہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سنّ سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا...

١٧٦۔ فوائد: دعوت دے، بلائے، کا مطلب ہے اپنے عمل یا قول سے دوسروں کو نیکی یا برائی کی ترغیب دے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نیکی یا برائی کا سبب اور ذریعہ بننے والا، عنداللہ ماجور یا ماخوذ ہو گا یعنی اللہ کے ہاں اسے اجر ملے گا یا سزا پائے گا۔ بلکہ نیکی کی ترغیب پر اضعافا مضاعفہ (کئی گنا زیادہ) اجر و ثواب کا مستحق اور برائی کی ترغیب پر متعدد لوگوں کے گناہوں کا بھی ذمے دار ہو گا۔

١٧٧ ـ وعن أَبي العباس سَهْلِ بن سعدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه، أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال يَوْمَ خَيْبَرَ: «لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غداً رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ»، فَبَاتَ

٣ / ١٧٧۔ حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن ارشاد فرمایا۔ میں یہ جھنڈا کل ایسے آدمی کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے

النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رسولِ الله ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فقال: «أَيْنَ عَلِيُّ بن أَبِي طالبٍ؟»، فَقِيلَ: يارسولَ الله! هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْه، قال: «فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ»، فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رسولُ الله ﷺ في عَيْنَيْهِ، ودَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. فقال عَلِيٌّ رضي الله عنه: يارسولَ الله! أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: «انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلام، وأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ تَعَالَى فِيهِ، فَوَاللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ» متفقٌ عليه. قوله «يَدُوكُونَ»: أَيْ يَخُوضُونَ وَيَتَحَدَّثُونَ، قَوْلُهُ: «رِسْلِكَ» بكسر الراءِ وَبِفَتْحِها لُغَتَانِ، والْكَسْرُ أَفْصَحُ.

محبت کرتا ہے۔ پس لوگوں نے رات یہ بحث کرتے ہوئے گزاری کہ کون وہ (خوش نصیب) ہو گا جسے ان میں سے جھنڈا دیا جائے گا؟ جب لوگوں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' سب کے سب امید رکھتے تھے کہ انہیں جھنڈا دیا جائے گا' آپ نے پوچھا' علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ اللہ کے رسول کو بتلایا گیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں' آپ نے فرمایا' ان کی طرف پیغام بھیجو' چنانچہ وہ لائے گئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور ان کے حق میں دعا فرمائی' پس وہ اس طرح ٹھیک ہوئے' جیسے ان کو کوئی درد ہی نہیں تھا۔ آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ! میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہم جیسے (مسلمان) ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا (ہاں) آرام و سکون کے ساتھ چلو' یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں پڑاؤ ڈالو! پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتلاؤ کہ تم پر اللہ کے یہ یہ حق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے سے کسی ایک آدمی کا ہدایت یافتہ ہو جانا' تمہارے لئے (بیش قیمت) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

یدوکون' کے معنی ہیں غور و خوض اور بحث کرتے رہے۔ رسلک' راء کے زیر اور زبر کے ساتھ' دونوں لغتیں ہیں۔ زیر کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب على بن أبي طالب رضي الله عنه، وكتاب الجهاد، باب فضل من أسلم على يديه رجل، وغيرهما من كتب الصحيح ـ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على رضى الله عنه.

۱۷۷- فوائد: اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور نبی ﷺ کے معجزے کے علاوہ' جہاد کے طریقے کا بیان ہے کہ پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جائے' اگر وہ اسے رد کر دیں تو پھر جہاد کیا جائے۔ جہاد بھی ایسا عمل ہے کہ اگر اس کے ذریعے سے یا اس کے آغاز میں دعوت دینے سے کچھ لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جائے تو جہاد میں شریک لوگوں کو نو مسلموں کے اعمال خیر کا اجر بھی ملے گا۔

١٧٨ - وعن أنس رضي الله عنه، أنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قال: يا رسُولَ اللهِ! إنِّي أُرِيدُ الْغَزْوَ ولَيْسَ مَعِي مَا أتجَهَّزُ بِهِ؟ قَالَ: «ائْتِ فُلاناً فإنهُ قَدْ كانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ» فَأَتَاهُ فقال: إنَّ رسولَ الله ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلامَ ويقُولُ: أَعْطِنِي الَّذي تجهَّزْتَ بِهِ، فقال: يَافُلانَةُ! أَعْطِيهِ الَّذي تجهزْتُ بِهِ، ولا تحْبِسِي مِنْه شَيْئاً، فَواللهِ لا تحْبِسِين مِنْه شَيْئاً فَيُبَارَكَ لَكِ فِيهِ. رواه مسلم.

۴ / ۱۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلم قبیلے کے ایک نوجوان نے کہا' یا رسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں' لیکن میرے پاس وہ سامان نہیں جس کے ساتھ میں جہاد کی تیاری کروں۔ آپ نے فرمایا' فلاں شخص کے پاس جاؤ' اس نے جہاد کی تیاری کی تھی لیکن وہ بیمار ہو گیا۔ (یعنی اس سے سامان جہاد لے لو) چنانچہ وہ (نوجوان) اس کے پاس گیا اور جا کر کہا' رسول اللہ ﷺ تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مجھے وہ سامان دے دو جس کے ساتھ تم نے جہاد کی تیاری کی ہے' اس شخص نے (اپنی بیوی سے کہا) اے فلانی! اس کو وہ سامان دے دے جس کے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا اللہ کی قسم' تو اس میں سے کوئی چیز روک کر نہیں رکھے گی کہ پھر تمہارے لئے اس میں برکت ہو (یعنی سامان کا روکنا بے برکتی کا باعث ہو گا) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره وخلافته في أهله بخير.

۱۷۸۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ کسی نیکی کے کام کے لئے انسان نے تیاری کی ہو لیکن بیماری اور عذر کی وجہ سے اس پر عمل کرنے سے وہ قاصر رہے تو وہی ساز و سامان اگر وہ کسی اور کو دے دے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ عمل خیر یا اجر جہاد میں برابر کا شریک رہے گا۔

(۲) اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بجائے' مال کو اپنے پاس روکے رکھنا' بے برکتی اور اللہ کی ناراضی کا باعث ہے۔

٢١ - بَابٌ فِي التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى

۲۱۔ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنے کا بیان

قال اللهُ تعالى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ [المائدة: ٢]، وقال تعالى: ﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر: ١-٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

اور فرمایا: قسم ہے زمانے کی' یقیناً انسان خسارے میں ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے' جنہوں نے عمل صالح کئے' ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔

قال الإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَه الله كَلَاماً مَعْنَاهُ: إِنَّ النَّاسَ أَوْ أَكْثَرَهُمْ فِي غَفْلَةٍ عَنْ تَدَبُّرِ هٰذِهِ السُّورَةِ.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ یا ان میں سے اکثر اس سورت میں غور و فکر اور تدبر کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔

۱۷۹ ـ عن أبي عبدِ الرحمٰنِ زيدِ بنِ خالدٍ الْجُهَنِيِّ رَضيَ الله عنه قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۹۔ ابو عبدالرحمٰن زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے اللہ کے راستے میں کسی جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا، بلاشبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو کبھی جہاد کرنے والے کا، اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین (نگرانی اور خبر گیری کرنے والا) بنا، یقیناً اس نے (بھی) جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب من جهز غازيا أو خلفه ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی . . .

۱۷۹۔ فوائد: اس حدیث میں ایسا طریق کار بتلایا گیا ہے جس پر عمل کر کے جہاد کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے اور جہاد کے اجر و ثواب میں سب لوگ برابر کے شریک ہو سکتے ہیں۔ معاشرے میں بہت سے تنومند، قوی اور جوان ہوتے ہیں، لیکن ان کے پاس وسائل نہیں ہوتے، اس لئے وہ جہاد میں حصہ لینے سے محروم رہ سکتے ہیں اور یوں ایک نہایت کارآمد عنصر عضو معطل بنا رہ سکتا ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس وسائل کی فراوانی ہے لیکن ان کے پاس صحت، قوت اور جوانی نہیں ہے جو جہاد کے لئے ضروری ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ طریق کار پر عمل کرنے سے رجال کار اور وسائل دونوں باہم جمع بھی ہو جاتے ہیں اور جہاد کے اجر میں بھی سب برابر کے شریک۔ خیال رہے، کہ قرون اولیٰ میں جہاد میں حصہ لینے والے مجاہدین، مستقل باقاعدہ تنخواہ دار نہیں ہوتے تھے، جیسے آجکل فوج کا ایک نہایت وسیع ادارہ ہے۔ بلکہ رضا کارانہ طور پر حصہ لیتے تھے، جیسے آج کل بھی بعض تنظیموں کے تحت لوگ جہاد میں رضاکارانہ حصہ لے رہے ہیں یہ حدیث ایسے ہی رضا کار مجاہدین کے بارے میں ہے۔ تاہم باقاعدہ فوجی بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں اور ان کی امداد اور ان کے گھر والوں کی خبر گیری بھی اس اجر کا مستحق بنا سکتی ہے۔ والله ذوالفضل العظیم

۱۸۰ ـ وعن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ رضي الله عَنْهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ، بَعَثَ بَعْثاً إلى بَنِي لَحْيانَ مِنْ هُذَيْلٍ فقالَ: «لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُما وَالأَجْرُ بَيْنَهُمَا» رواه مسلم.

۲/ ۱۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہذیل قبیلے کی شاخ بنو لحیان کی طرف (جب کہ وہ مشرک تھے) ایک لشکر (ان سے جہاد کرنے کے لئے) بھیجا، اور فرمایا۔ ہر دو آدمیوں میں سے ایک ضرور جائے اور ثواب دونوں کے درمیان ہو گا (یعنی دونوں اجر کے مستحق ہوں گے، جہاد میں جانے والا

اور دوسرا' اس کے گھر والوں کی خبر گیری کرنے والا)
(مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازى في سبيل الله بمركوب وغيره...

۱۸۰۔ **فوائد:** اس میں بھی وہی مذکورہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ سب لوگ تو جہاد میں نہیں جا سکتے۔ تاہم نہ جانے والے اگر مجاہدین کے بال بچوں کی حفاظت اور ان کی ضروریات کی فراہمی کا کام سرانجام دیں گے تو ان کو بھی جہاد کا اجر مل جائے گا۔

١٨١ ـ وعن ابن عباسٍ رضي الله عنهما: أنَّ رسُولَ الله ﷺ لَقِيَ رَكْباً بالرَّوْحَاءِ فقال: «مَنِ الْقَوْمُ؟»، قَالُوا: المُسْلِمُونَ، فَقَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قال: «رسولُ الله»، فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيّاً فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قال: «نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ» رواه مسلم.

۳ / ۱۸۱ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ روحاء جگہ پر ایک قافلے کو ملے' آپ نے پوچھا' کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا' مسلمان۔ انہوں نے پوچھا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' رسول اللہ۔ تو ایک عورت نے آپ کی طرف ایک بچہ اٹھا کر پوچھا' کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحج، باب صحة حج الصبيّ وأجر من حجَّ به.

۱۸۱۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا لباس اور وضع و ہیئت اتنی سادہ تھی کہ عام صحابہ کے درمیان لوگوں کا آپ کو پہچاننا آسان نہیں ہوتا تھا۔ (۲) والدین کے ساتھ اگر بچہ حج کرے گا تو اس کا اجر والدین کو ملے گا' کیونکہ ابھی وہ خود حج کا مکلف نہیں ہے۔ اسی لئے بلوغت کے بعد' اگر یہ بچہ صاحب استطاعت ہوا' تو اس پر حج کرنا فرض ہوگا۔ صغر سنی میں کیا ہوا حج کافی نہیں ہوگا۔

١٨٢ ـ وعَنْ أَبِي موسى الأشْعَرِيِّ رضي الله عنه عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «الخَازِنُ المُسْلِمُ الأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ ما أُمِرَ بِهِ، فَيُعْطِيهِ كامِلاً مُوَفَّراً، طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ المُتَصَدِّقِينَ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۸۲ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مسلمان امانت دار خزانچی' جو اس پر عمل کرے جس کا اس کو حکم دیا جائے اور پوری خوش دلی سے اس کو کامل اور پورا پورا (مال) دے جس کی بابت اسے حکم دیا گیا ہے' تو وہ بھی دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک (شمار) ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

وفي رواية: «الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ» وضبطُوا «المُتَصَدِّقَيْنِ» بفتح القاف مع

ایک اور روایت میں ہے "وہ جو دے' وہ چیز جس کا اس کو حکم دیا گیا ہو" اور متصدقین کو محدثین نے قاف کے زبر اور نون کے زیر کے ساتھ' تثنیہ بھی ضبط

كسر النون على التَّثْنِيَةِ، وَعَكْسُهُ عَلَى الجَمْعِ وكِلاهُمَا صَحِيحٌ.

کیا ہے اور اس کے برعکس جمع بھی (قاف کے زیر اور نون کے زبر کے ساتھ) اور دونوں طرح صحیح ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكوٰة، باب أجر الخادم - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب أجر الخازن الأمين والمرأة إذا تصدّقت.

۱۸۲- **فوائد:** اس میں بھی ایک نہایت ہی اہم اصول کا بیان ہے کہ جس شخص کو جس کام کا ذمے دار یا بیت المال کا امین بنایا جائے' تو وہ اپنی ذمے داری خوش دلی سے نبھائے' کسی پر حسد نہ کرے' ایذا نہ دے اور تنگ دلی کا مظاہرہ نہ کرے تو اسے بھی اس شخص کی طرح برابر کا اجر ملے گا' جس نے اس کے ذمے کوئی کام لگایا' یا اسے خزانچی بنایا۔ اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ ہر شخص کو اپنی مفوضہ (سپرد کی گئی) ذمہ داری پوری خوش دلی اور رغبت سے ادا کرنی چاہیے۔

٢٢ - بَابٌ فِي النَّصِيحَةِ

۲۲۔ خیر خواہی کرنے کا بیان

قال تعالى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]، وقال تعالى إخباراً عن نُوحٍ ﷺ: ﴿وَأَنصَحُ لَكُمْ﴾ [الأعراف: ٦٢]، وعَنْ هُودٍ ﷺ: ﴿وَأَنَا۠ لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ﴾ [الأعراف: ٦٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن تو سب بھائی بھائی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کا قول نقل فرمایا: اور میں تمہارے لئے خیر خواہ اور امانت دار ہوں۔

وَأَمَّا الأَحَادِيث

١٨٣ - فَالأَوَّلُ: عن أبي رُقَيَّةَ تميم بنِ أوسِ الدَّارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ»، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «للهِ وَلِكتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئمَّةِ المُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ» رواه مسلم.

۱/ ۱۸۳۔ حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دین خیر خواہی کرنے (کا نام) ہے' ہم نے پوچھا' کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی' اس کی کتاب کی' اس کے رسول کی' مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں کی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة.

۱۸۳- **فوائد:** اس میں خیر خواہی کی اہمیت و فضیلت اور اس کی عمومیت کا بیان ہے۔ اللہ کی خیر خواہی کا مطلب ہے' اس پر صحیح طور پر ایمان رکھا جائے اور اس کی عبادت اخلاص سے کی جائے' کتاب اللہ کی خیر خواہی' اس کی تصدیق' تلاوت کا التزام' اس کی تحریف سے اجتناب اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی رسالت کی تصدیق' اس کے حکم کی اطاعت اور اس کی سنتوں کی پابندی کی جائے۔ مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کا مطلب ہے' حق میں ان کی اعانت' غیر معصیت میں ان کی اطاعت کی جائے' وہ سیدھے راستے سے انحراف کریں تو انہیں معروف کا حکم دیا جائے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت سے گریز کیا جائے اِلاَّ یہ کہ ان سے کفر صریح کا اظہار ہو اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی دنیا و آخرت کی اصلاح کے

لئے' ان کی صحیح رہنمائی کی جائے' انہیں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

١٨٤ ـ الثَّانِي: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عبد الله رضي الله عنه قال: بَايَعْتُ رَسولَ الله ﷺ عَلى إِقَامِ الصَّلاةِ، وإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. متفقٌ عليه.

۲/ ۱۸۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے' نماز کے قائم کرنے' زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ "الدين النصيحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم" وغيره ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة.

۱۸۴۔ **فوائد:** اس سے بھی باہم خیر خواہی کی اہمیت واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اور زکوٰۃ جیسے اہم ترین فرائض کی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم سے' ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے کی بیعت لیتے تھے۔

١٨٥ ـ الثَّالِثُ: عَن أَنَس رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» متفق عليه.

۳/ ۱۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا' جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه.... ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير.

۱۸۵۔ **فوائد:** یہ حدیث بھی مسلمانوں کی باہمی خیر خواہی کی فضیلت اور اس کی ترغیب کے بیان میں ہے۔ اگر مسلمان اس حدیث کے مُقتضیٰ پر عمل کریں تو مسلمان معاشروں میں جو لوٹ کھسوٹ' رشوت' بددیانتی' جھوٹ' فریب اور جعل سازی وغیرہ اخلاقی بیماریاں عام ہیں' یک لخت ختم ہو جائیں۔ مسلمانوں کو تو ان کے دین نے بڑے سنہری اصول بتلائے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان ان سب سے غافل ہیں اور یوں ذلت اور بداخلاقی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے ہیں۔ هداهم الله تعالى

٢٣ ـ بَابٌ فِي الأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْي عَنِ الْمُنْكَرِ

۲۳۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بیان

قال اللهُ تعالى: ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝١٠٤﴾ [آل عمران: ١٠٤]، وقال تعالى: ﴿كُنتُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے' نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور فرمایا: تم بہترین امت ہو' جنہیں لوگوں کی (ہدایت)

خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ﴾ [آل عمران: ١١٠]، وقال تعالى: ﴿ خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ ﴾ [الأعراف: ١٩٩]، وقال تعالى: ﴿ وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ﴾ [التوبة: ٧١]، وقال تعالى: ﴿ لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا۟ لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴾ [المائدة: ٧٨، ٧٩]، وقال تعالى: ﴿ وَقُلِ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ ﴾ [الكهف: ٢٩]، وقال تعالى: ﴿ فَٱصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ﴾ [الحجر: ٩٤]، وقال تعالى: ﴿ أَنجَيْنَا ٱلَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ ٱلسُّوٓءِ وَأَخَذْنَا ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ بِعَذَابٍۭ بَـِٔيسٍۭ بِمَا كَانُوا۟ يَفْسُقُونَ ﴾ [الأعراف: ١٦٥] وَالآياتُ في الباب كَثِيرَةٌ مَعلومَةٌ.

کے لئے نکالا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔

اور فرمایا: اے پیغمبر! عفو و درگزر اختیار کر، نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

اور فرمایا: مومن مرد اور مومن عورتیں، ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود ؑ اور عیسیٰ بن مریم ؑ کی زبانی لعنت کی گئی، یہ اس سبب سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے، وہ ایک دوسرے کو ان برائیوں سے نہیں روکتے تھے جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے، البتہ برا ہے، جو وہ کرتے تھے۔

اور فرمایا: کہہ دے! حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، بس جو چاہے، ایمان لائے اور جو چاہے، کفر کرے۔

اور فرمایا: جس چیز کا تجھے حکم دیا جاتا ہے، اسے کھول کر بیان کر دے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ظالموں کی سخت عذاب کے ساتھ گرفت کی، بہ سبب اس کے جو وہ نافرمانی کرتے تھے۔

اس باب میں اور بہت سی آیات ہیں اور معلوم ہیں۔ اب متعلقہ احادیث ملاحظہ ہوں:

وَأَمَّا الأَحاديثُ:

١٨٦ ـ فالأوَّلُ: عن أبي سعيدٍ الخُدريِّ رضيَ الله عنه قالَ: سَمِعْتُ رسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمانِ» رواه مسلم.

١/ ١٨٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے، تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے۔ اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی کو واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور

یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان.

۱۸۶۔ **فوائد:** دیکھنے سے مطلب ہے' علم میں آنا' چاہے آنکھوں سے دیکھے یا نہ دیکھے۔ اس میں اسلامی معاشرے کو منکرات سے روکنے کے لئے ایک نہایت اہم حکم دیا گیا ہے۔ مسلمان جب تک اس پر عمل کرتے رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بلا خوف لومۃ لائم اور بغیر کسی مفاد کے ادا کرتے رہے' مسلمان معاشرہ بہت سی قباحتوں' برائیوں اور گناہوں سے محفوظ رہا اور جب مسلمانوں نے اس فریضے کو فراموش کر دیا' تو ان کا معاشرہ منکرات کے سیلاب بے پناہ کی زد میں آگیا۔ کاش مسلمان پھر اس فریضے کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں تاکہ اس سیلاب کے آگے بند باندھا جا سکے۔

۱۸۷ ـ الثاني: عنِ ابنِ مسْعُودٍ رضي الله عنه، أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «مَا مِنْ نَبيٍّ بَعَثَهُ الله في أُمَّةٍ قَبْلي إلَّا كان لَه مِنْ أُمَّتِهِ حَوارِيُّون وَأَصْحابٌ يَأْخُذُون بِسُنَّتِهِ ويَقْتَدُون بِأمْرِهِ، ثُمَّ إنها تخلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يقُولُون مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لا يُؤْمَرُون، فَمَنْ جَاهَدَهُم بِيَدِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ، ومَنْ جَاهَدهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ، ومَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ، وليس وراء ذلِك مِن الإِيمانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ» رواه مسلم.

۲ / ۱۸۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے اللہ نے جو نبی بھی بھیجا' اس کے اس کی امت میں سے حواری اور ساتھی ہوتے' جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے' پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ کام تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو شخص ان سے دل کے ساتھ جہاد کرے گا' وہ مومن ہے' جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا' وہ مومن ہے اور اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا (درجہ) نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب کون بیان النھی عن المنکر من الإیمان.

۱۸۷۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ منکرات کے ازالے کا' حسب طاقت' ہر مسلمان ذمے دار ہے' بلکہ یہ اس کے ایمان کی کسوٹی ہے۔ اگر ایک مسلمان منکر کے ازالے اور خاتمے کے لئے سعی کرتا یا کم از کم اسے برا سمجھتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی دلیل ہے اور اگر برائی کو دل میں بھی برائی نہیں سمجھتا تو سمجھ لو کہ اس کا دل ایمان کے کمزور ترین درجے سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۱۸۸ ـ الثالثُ: عن أبي الوليدِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قال: بَايَعْنَا رسولَ الله ﷺ عَلى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ في العُسْرِ وَاليُسْرِ وَالمَنْشَطِ وَالمَكْرَهِ، وَعَلى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَعَلى أَنْ لَا نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا

۳ / ۱۸۸۔ حضرت ابو الولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی میں' خوشی اور ناگواری میں (ہر حالت میں) سمع و طاعت کریں گے اور خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور اس بات پر کہ ہم اقتدار

أَنْ تَرَوْا كُفْراً بَوَاحاً عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ تَعَالَى فِيهِ بُرْهَانٌ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. متفقٌ عليه.

کے معاملے میں مسلمان حکمرانوں سے نہ لڑیں۔ مگر یہ کہ تم ان میں کفر صریح دیکھو' جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو اور اس بات پر کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں' حق بات کہیں' اللہ کے (دین کے) بارے میں ہم کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں۔ (بخاری و مسلم)

«المَنْشَط والمَكْره» بِفَتْحِ مِيمِيهِما، أَيْ: في السَّهْلِ والصَّعْبِ. و«الأَثَرَةُ»: الاخْتِصاصُ بالمُشْتَرَكِ وقد سَبَقَ بَيَانُها. «بَوَاحاً»: بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهَا وَاوٌ ثُمَّ أَلِفٌ ثم حاءٌ مُهْمَلَةٌ: أي ظاهِراً لَا يَحْتَمِلُ تَأْوِيلاً.

منشط اور مکرہ' دونوں کی میم پر زبر۔ یعنی آسانی (سہولت) اور سختی (صعوبت) میں۔ الاثر کا مطلب ہے' مشترک چیزوں میں خود ہی مالک بن جانا یا چند مخصوص افراد کو ترجیح دینا اور دوسروں کو ان سے محروم رکھنا' اس کا بیان پہلے (بھی) گزر چکا ہے۔ بواحا بائے موحدہ کی زبر کے ساتھ' اس کے بعد واؤ' پھر الف' پھر حائے مہملہ' معنی ہیں' ظاہر اور واضح' جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب "سترون بعدى أمورا تنكرونها"، كتاب الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية.

۱۸۸۔ فوائد: اس میں اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ مسلم حکمران' فاسق اور ظالم بھی ہوں' تب بھی ان کی اطاعت سے انحراف نہ کیا جائے' اِلّا یہ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں۔ اس میں اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح' جب تک ان سے کفر صریح کا اظہار نہ ہو' ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے' کیونکہ خروج و بغاوت میں نقصان کا زیادہ امکان ہے۔ نیز ہر موقعے پر حق کا اظہار ضروری اور دین کے تقاضوں پر عمل کرنا امر لازم ہے' چاہے دنیا کچھ بھی کہے اور سمجھے۔

١٨٩ ـ الرَّابِع: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنهما عن النبيِّ ﷺ قال: «مَثَلُ القَائِمِ في حُدودِ اللهِ، وَالْوَاقِعِ فيها كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَصَارَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، وَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الماءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقاً وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ

۱۸۹/۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدوں میں مبتلا ہونے والا ہے' ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی پر سوار ہوئے) انہوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی' پس ان میں سے بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر

تَرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعاً، وإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا ونَجَوْا جَمِيعاً» رواه البخاري. «القَائِمُ فِي حُدُودِ اللهِ تَعالى» مَعْنَاهُ: المُنْكِرُ لَهَا، القَائِمُ فِي دفْعِهَا وإزالَتِهَا، والمُرادُ بِالحُدُودِ: مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ. «اسْتَهَمُوا»: اقترعُوا.

آتے اور بالا نشینوں پر سے گزرتے (جو انہیں ناگوار گزرتا) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے (نچلے) حصے میں سوراخ کر لیں (تاکہ اوپر جانے کی بجائے' سوراخ سے ہی پانی لے لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (تو کیا اچھا ہو)۔ پس اوپر والے' نیچے والوں کو ان کے اس ارادے سمیت' چھوڑ دیں' (انہیں سوراخ کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کر لیں) تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے (کیونکہ سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہو جائے گا' جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہو جائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے (سوراخ نہیں کرنے دیں گے) تو وہ خود بھی اور دوسرے تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔ (بخاری)

اللہ کی حدوں کو قائم کرنے والے کا مطلب ہے' اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کا انکار کرنے والا اور ان کے ازالہ و رفع کی کوشش کرنے والا۔ استھموا' کے معنی ہیں' انہوں نے قرعہ اندازی کی۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشركة، باب هل يقرع في القسمة؟ وكتاب الشهادات، باب القرعة فى المشكلات.

۱۸۹۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرے میں منکرات کے ارتکاب کے نتائج' مرتکبین کی ذات تک محدود نہیں رہتے۔ بلکہ ان کے اثرات بد پورے معاشرے کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ اس لئے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ فسق و فجور کا ارتکاب کرنے والوں کو اللہ کی نافرمانی کرنے سے روکا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو سارا معاشرہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آسکتا ہے۔

١٩٠ ـ الخامسُ: عَنْ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أُمِّ سَلَمَةَ هِنْدِ بنتِ أَبِي أُمَيَّةَ حُذيفَةَ رضي الله عنها عن النبيِّ ﷺ أنه قال: «إنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِىءَ، وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، ولٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ» قالوا: يَا رَسُولَ

۵ / ۱۹۰۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ حذیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً تم پر عنقریب ایسے لوگ حکمران بنائے جائیں گے' جن کے (کچھ کاموں کو) تم پسند کرو گے اور کچھ کو ناپسند۔ پس جس نے (ان کے برے کاموں کو) برا سمجھا' وہ بری ہوگیا' جس نے انکار کیا (نقد کیا) وہ بچ گیا' لیکن جو راضی

اللهِ! أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: «لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ» رواه مسلم.

ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے قتال نہ کریں؟ آپ ؐ نے فرمایا' نہیں' جب تک وہ تمہارے اندر نماز کو قائم رکھیں۔ (مسلم)

مَعْنَاهُ: مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَلَمْ يَسْتَطِعْ إِنْكَاراً بِيَدٍ وَلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الإِثْمِ، وَأَدَّى وَظِيفَتَهُ، وَمَنْ أَنْكَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهِ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ المَعْصِيَةِ، وَمَنْ رَضِيَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ، فَهُوَ العَاصِي.

اس کے معنی ہیں' جس نے دل سے برا سمجھا اور اس کے پاس ہاتھ یا زبان سے انکار کی طاقت نہیں تھی' پس وہ گناہ سے بری ہو گیا اور اپنا فرض ادا کر دیا اور جس نے اپنی طاقت کے مطابق انکار کیا' وہ اس معصیت سے بچ گیا اور جو ان کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی متابعت کی' پس وہ گناہ گار ہے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع.

۱۹۰۔ **فوائد:** مسلم حکمرانوں کی اطاعت کو نماز کے ساتھ مشروط کر کے اس امر کی وضاحت فرما دی کہ نماز ہی کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔ (۲) اگر طاقت ہو تو حکمرانوں کو برائی سے ضرور روکے' بصورت دیگر دل سے برا جانے۔ برائی میں ان کے ساتھ شرکت و رضا مندی' نہایت خطرناک ہے۔ اس لحاظ سے آج کل سیاسی پارٹیوں میں شرکت بہت خطرناک معاملہ ہے' کیونکہ یہ پارٹیاں جب اقتدار میں آتی ہیں تو پارٹی ممبران کو ان کے ہر اچھے برے کام میں ان کی ہمنوائی اور متابعت کرنی پڑتی ہے۔

١٩١ ـ السَّادِسُ: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعاً يَقُولُ: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ» وَحَلَّقَ بِأُصْبُعَيْهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ» متفقٌ عليه.

۶/ ۱۹۱۔ ام المومنین ام حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (ایک روز) ان کے پاس بڑے گھبرائے ہوئے تشریف لائے' آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' عربوں کے لئے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے' جو قریب آگئی ہے' آج یاجوج وماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں (انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی) سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا' یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے' جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' ہاں جب برائی عام ہو جائے۔ (تو پھر نیک بھی بدوں کی صف میں شمار کر لئے جاتے ہیں)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، وكتاب الفتن، باب قصة يأجوج ومأجوج وغيرهما من الكتب ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب اقتراب الفتن وفتح ردم يأجوج ومأجوج.

۱۹۱۔ فوائد: اس میں بھی فسق و فجور اور معصیت کی نحوست کا بیان ہے کہ جب برائی اور معصیت عام ہو جائے تو پھر بعض نیک لوگوں کے باوجود اس قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ تاہم نیک لوگوں نے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا ہو گا تو قیامت والے دن' یہ برائی کا ارتکاب کرنے والوں سے الگ ہوں گے۔ اس میں انکار علی المعاصی کی ترغیب ہے۔

١٩٢ ـ السَّابِعُ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي اللهُ عنه عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ» فَقَالُوا: يَا رَسولَ الله! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ؛ نَتَحَدَّثُ فِيهَا! فقال رسول الله ﷺ: «فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ» قالوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رسولَ الله؟! قال: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلامِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ» متفقٌ عليه.

۷ / ۱۹۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمارے لئے ان مجلسوں کے بغیر چارہ نہیں' ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم نے وہاں ضرور بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' یا رسول اللہ' راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' نگاہوں کو پست رکھنا' تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹا دینا (یا خود تکلیف پہنچانے سے باز رہنا) سلام کا جواب دینا' نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس فيها على الصعدات و كتاب الاستئذان ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن الجلوس فى الطرقات.

۱۹۲۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عام راستے اور سڑکیں' جو لوگوں کی گزر گاہیں ہوں' ان پر ایسے انداز سے بیٹھنا کہ جن سے آنے جانے والے مردوں اور عورتوں کو تکلیف ہو' جائز نہیں ہے اور جب صرف بیٹھنا ہی جائز نہیں ہے تو پھر ان پر تجاوزات قائم کر کے یا شادی بیاہ کے موقعوں پر ان کو بند کر کے ہزاروں لوگوں کو پریشان کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ جو بدقسمتی سے ہمارے ملک میں عام ہے۔ (۲) تاہم اگر ایسا کرنا ناگزیر ہو تو پھر مذکورہ آداب و شرائط کے ساتھ اس کا جواز ہو گا۔ اس کے مزید کچھ اور آداب دیگر احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً' اچھی گفتگو کرنا' کوئی زیادہ بوجھ لادے ہوئے جا رہا ہو تو اس کی مدد کرنا' مظلوم اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا' بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کرنا' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا وغیرہ۔

١٩٣ ـ الثَّامِنُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أن رسولَ الله ﷺ رَأَى

۸ / ۱۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی

خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ!» فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رسولُ الله ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ؛ انْتَفِعْ بِهِ. قَالَ: لا وَاللهِ! لا آخُذُهُ أَبَداً وَقَدْ طَرَحَهُ رسولُ الله ﷺ. رواه مسلم.

انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا' تم میں سے ایک شخص آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے! (آپ نے اس انگوٹھی کو انگارہ قرار دیا جو ہاتھ میں رکھا گیا) رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا' اپنی انگوٹھی پکڑ لو اور اس (کو بیچ کر یا ہبہ کر کے اس) سے فائدہ اٹھا لو! اس نے جواب دیا' نہیں' اللہ کی قسم! میں اس چیز کو کبھی نہیں لوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجل.

۱۹۳۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے جس طرح سونے کا زیور حرام ہے' اسی طرح ایک انگوٹھی پہننا بھی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل منگنی کی خود ساختہ رسم میں مردوں کو سونے کی انگوٹھی دینے کا عام رواج ہے اور مرد اسے بڑے فخر سے پہنتے ہیں۔ یہ رواج نہایت خطرناک ہے' اسے بالکل ختم کر دینا چاہیے۔ اول تو منگنی کے موقع پر لینے دینے اور بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام' خواہ مخواہ کا بوجھ اور تکلف ہے' جو شرعاً محل نظر ہے' پھر حرام چیزوں کا لینا دینا تو اس پر مزید ظلم اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان قوم کو ہدایت نصیب فرمائے۔ (۲) اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ اطاعتِ رسول کا جو نمونہ ہے' وہ بھی بے مثال ہے۔

١٩٤ ـ التَّاسِعُ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ عَائِذَ بنَ عَمْرٍو رضي الله عنه دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللهِ بن زِيَادٍ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ» فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فقال: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ، إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِي غَيْرِهِمْ! رواه مسلم.

۹ / ۱۹۴۔ حضرت ابو سعید حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ ' عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے' اور فرمایا' اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ حکمران سب سے بدتر ہیں جو اپنی رعایا پر سختی کرتے ہیں' تو ان میں سے ہونے سے بچ! اس نے ان سے کہا' آپ بیٹھیے' آپ تو اصحاب رسول کا بھوسا (چھان بورا) ہیں' انہوں نے فرمایا' کیا اصحاب رسول میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں بوسا کہا جا سکے؟ (نہیں' بلکہ) بھوسا تو وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے اور ان کے علاوہ ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل.

۱۹۴۔ **فوائد:** اس میں صحابی رسول حضرت عائذ.. رضی اللہ عنہ کی جرات و حق گوئی کا ایک نمونہ ہے جس کا اظہار انہوں

نے بصرے کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے کیا جو ظالم قسم کا حاکم تھا۔ اس نے ان کی صاف گوئی سے ناراض ہو کر ان کا استخفاف کیا' جس پر انہوں نے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان اور ان کی عظمت و فضیلت بیان فرمائی کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا کم تر نہیں جسے بھوسا کہا جا سکے۔

١٩٥ ـ الْعَاشِرُ: عَنْ حُذَيْفَةَ رضيَ اللهُ عنهُ عَنِ النبيِّ ﷺ قال: «وَالَّذي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَاباً مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلا يُسْتَجَابُ لَكُمْ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۰ / ۱۹۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے' پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: جامع ترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

۱۹۵۔ **فوائد**: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کرنے سے ایک تو اللہ کے عذاب کا اندیشہ ہے اور دوسرا دعاؤں کی عدم قبولیت کا۔

١٩٦ ـ الْحَادِيَ عَشَرَ: عَنْ أبي سَعِيدِ الْخُدريِّ رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۱ / ۱۹۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد' ظالم بادشاہ کے سامنے' کلمہ حق کہنا ہے۔ (اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: جامع ترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء في أفضل الجهاد. . ـ وسنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي.

۱۹۶۔ **فوائد**: جہاد کے مراتب ہیں' نیکی کا حکم دینا بھی جہاد ہے اور افضل الجہاد ظالم حکمرانوں کو اللہ کا پیغام سنانا ہے اور اسی طرح اگر کوئی سماج' یا معاشرہ کسی برائی میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے خلاف لب کشائی کی کسی کو ہمت نہ ہو تو اس برائی کے خلاف آواز بلند کرنا بھی افضل الجہاد ہو سکتا ہے۔

١٩٧ ـ الثَّانِيَ عَشَرَ: عَنْ أبي عبدِ الله طَارِقِ بنِ شِهَابٍ الْبَجَلِيِّ الأَحْمَسِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَه في الْغَرْزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ

۱۲ / ۱۹۷۔ ابو عبداللہ طارق بن شہاب بجلی احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ اپنا قدم مبارک (اپنی سواری کے) رکاب پر رکھ چکے تھے' کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔ (اس

سُلْطَانٍ جَائِرٍ» رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. «الْغَرز» بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ زَايٍ، وَهُوَ رِكَابُ كَوْرِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ أَوْ خَشَبٍ، وَقِيلَ: لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَخَشَبٍ.

کو نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔)
الغرز' غین معجمہ پر زبر' پھر راء ساکن' پھر زاء۔ معنی ہیں اونٹ کے تیچ کی رکاب' جب وہ چمڑے یا لکڑی کی ہو اور بعض کے نزدیک (یہ عام ہے) چمڑے اور لکڑی کے ساتھ خاص نہیں۔

تخريج: سنن نسائی، کتاب البیعة، باب فضل من تکلّم بالحق عند إمام جائر.

١٩٨ ـ الثَّالِثَ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ: يَا هٰذَا! اتَّقِ اللهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وهُوَ عَلَى حَالِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ» ثُمَّ قال: ﴿لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا۟ لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ﴾ إِلَى قوله: ﴿فَٰسِقُونَ ﴿٨١﴾﴾ [المائدة: ٧٨ ـ ٨١] ثُمَّ قَالَ: «كَلَّا، وَاللهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْراً، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْراً، أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ» رواه أبو داود

۱۳ / ۱۹۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے پہلی (دین میں) کوتاہی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی' وہ یہ تھی کہ آدمی' دوسرے آدمی سے ملتا اور اس سے کہتا' اے شخص اللہ سے ڈر اور جو کام تو کرتا ہے' اسے چھوڑ دے' اس لئے کہ وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ پھر جب کل کو (دوبارہ) اس سے ملتا جب کہ وہ اسی حال پر ہوتا تو اس کا یہ (گناہ پر اصرار) اسے اس کا ہم نوالہ' ہم پیالہ اور ہم مجلس بننے سے نہ روکتا (جب کہ گناہ پر اصرار کا تقاضا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے اور ہم نشینی سے گریز کرتا) پس جب انہوں نے ایسا کیا (یعنی یہ کوتاہی عام ہو گئی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں "بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داوٗدؑ اور عیسیٰؑ کی زبانی لعنت کی گئی۔ یہ اس سبب سے' جو انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے' وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے جس کا ارتکاب وہ کرتے' یقیناً برا ہے جو وہ کرتے تھے' تو ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھے گا کہ یہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں' البتہ برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے آگے بھیجا"۔ فاسقون تک۔ پھر فرمایا' ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو اور ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو اور ان کو زبردستی (خوب

والترمذي وقال: حديث حسن. هذا لفظ أَبي داود، وَلفظ الترمذي: قال رسول الله ﷺ: «لمَّا وَقَعَتْ بَنُو إسْرَائِيلَ في الْمَعَاصِي نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا، فَجَالَسُوهُمْ في مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ، فَضَرَبَ الله قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وكَانُوا يَعْتَدُونَ» فَجَلَسَ رسولُ الله ﷺ، وَكَانَ مُتَّكِئاً فَقَالَ: «لا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! حَتَّى تَأْطِرُوْهُمْ عَلَى الحَقِّ أطْراً». قَوْلُهُ: «تَأْطِرُوهم» أَيْ: تَعْطِفُوهُمْ. و«لتَقْصُرُنَّهُ» أَيْ: لَتَحْبِسُنَّهُ.

کوشش کر کے) حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پر مجبور کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کے دلوں کو یکساں کر دے گا‘ پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔ الفاظ روایت ابوداؤد کے ہیں۔)

اور ترمذی کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جب بنو اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کو ان کے علماء نے روکا‘ لیکن وہ باز نہیں آئے۔ پس وہ علماء بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگ گئے اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں انہوں نے کوئی حجاب محسوس نہیں کیا۔ پس اللہ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا اور ان پر حضرت داؤد اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت فرمائی‘ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے جب کہ (اس سے پہلے) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور فرمایا‘ نہیں‘ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تمہاری نجات نہیں) یہاں تک کہ تم انہیں (کوشش کر کے) حق کی طرف موڑو۔

تاطروھم کے معنی ہیں‘ انہیں موڑو اور ولتقصرنہ کا مطلب ہے انہیں روکو‘ مجبور کرو۔

تخريج: سنن أبي داوٗد، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي - وسنن ترمذي، أبواب التفسير، تفسير سورة المائدة.

۱۹۸- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا منصب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو برائیوں سے روکتے رہیں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے گریز کریں کہ یہ دینی اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔ اگر وہ اس غیرت کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو وہ بھی نافرمانوں کی طرح ملعون قرار پائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٩٩ - الرَّابعَ عَشَرَ: عن أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رضي الله عنه، قال: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَتَقْرَؤُونَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيۡكُمۡ أَنفُسَكُمۡۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا

۱۴ / ۱۹۹ ـ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو ”اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کو لازم پکڑو‘ جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے“ اور میں نے رسول

ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] وإني سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ الله بِعِقَابٍ مِنْهُ» رواه أبو داود، والترمذي، والنسائي بأسانيد صحيحة.

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں (یعنی ظلم سے نہ روکیں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔ (اس کو ابو داوٗد' ترمذی اور نسائی نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي - وسنن ترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في نزول العذاب إذا لم يغيّر المنكر.

۱۹۹۔ **فوائد:** حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ تم آیت کا مفہوم یہ سمجھتے ہو کہ جب انسان خود راہ راست پر ہو تو اس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے' کیونکہ دوسروں کی گمراہی اور معصیت کاری سے اسے کوئی اندیشہ ہے نہ اس سے اس کی بابت باز پرس ہو گی۔ یوں گویا امت مسلمہ زمین میں شریعت الٰہیہ کے نفاذ کی ذمے دار نہیں ہے' صرف اپنی ذات کی اصلاح کی مکلف ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث مذکور بیان فرما کر اس مفہوم کی تردید فرمائی جس سے یہ واضح ہوا کہ حتی الامکان برائی کو روکنا امت کی ذمے داری اور ہر ہر فرد کا منصب ہے' حتیٰ کہ قدرت رکھتے ہوئے ہاتھ سے یا زبان سے نہ روکنا اللہ کے عتاب و غضب کا باعث ہے۔ آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو کہیں گمراہ لوگوں کی گمراہی کا تم پر بھی اثر نہ ہو جائے اور تم ہدایت کے بعد دوبارہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ گمراہ لوگوں کو مسلسل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ تم خود ان سے متاثر ہو جاؤ گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کر کے اس آیت کا اصل مفہوم واضح فرما دیا۔

٢٤ - بَابُ تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ وَخَالَفَ قَوْلُهُ فِعْلَهُ

۲۴۔ اس بات کا بیان کہ جو شخص نیکی کا حکم دے یا برائی سے روکے لیکن اس کا اپنا فعل اس کے قول کے مخالف ہو تو اس کی بڑی سخت سزا ہے

قال اللهُ تعالى: ﴿ أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ [البقرة: ٤٤] وقال تعالى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُوا۟ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٣﴾ ﴾ [الصف: ٢، ٣] وقال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو' حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو' کیا پس تم نہیں سمجھتے؟

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو' اللہ کے ہاں یہ بات بڑی ناراضی والی ہے کہ تم وہ باتیں کہو جو تم نہ کرو۔

تعالى إخباراً عن شعيب ﷺ: ﴿ وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ﴾ [هود: ٨٨].

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا کہ ”میں نہیں چاہتا کہ میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں، میں خود وہ کر کے تمہاری مخالفت کروں“

اب احادیث ملاحظہ ہوں:

٢٠٠ - وعن أبي زيدٍ أُسامَةَ بنِ زيدِ بن حَارِثَةَ، رضي الله عنهما قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ، يقولُ: «يُؤْتَى بالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيامَةِ فَيُلْقَى في النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ، فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ في الرَّحَا، فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: يَا فُلانُ! مَا لَكَ؟ أَلَمْ تَكُ تَأْمُرُ بالمَعْرُوفِ وَتَنْهى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، كُنْتُ آمُرُ بالمَعْرُوفِ وَلا آتِيهِ، وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ» متفق عليه.

١/ ٢٠٠ - حضرت ابو زید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ’قیامت والے دن آدمی لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا‘ پس اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی‘ وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا‘ چکی میں گھومتا ہے‘ پس اس کے گرد جہنمی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے‘ اے فلان‘ تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا‘ ہاں یقیناً (میں وہی ہوں) لیکن (میرا حال یہ رہا) کہ میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا‘ لیکن خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

قولُهُ: «تَنْدَلِقُ» هُوَ بالدَّالِ المهملةِ، ومَعْنَاهُ تَخْرُجُ. وَ«الأَقْتَابُ» الأَمْعَاءُ، وَاحِدُهَا قِتْبٌ.

تندلق‘ دال مہملہ کے ساتھ۔ معنی ہیں‘ نکل آئیں گی۔ اقتاب‘ قتب کی جمع ہے‘ بمعنی انتڑیاں

تخریج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله...

۲۰۰۔ **فوائد**: اس میں علماء و داعیان حق اور مصلحین امت کے لئے سخت تنبیہ ہے جن کا اپنا عمل اس وعظ و نصیحت کے خلاف ہوتا ہے جو اسٹیج پر اور منبر و محراب پر وہ لوگوں کو کرتے ہیں۔ اس حدیث میں والدین‘ اساتذہ‘ پیروں فقیروں اور مذہبی و سیاسی لیڈروں کے لئے بھی انتباہ ہے جو دوسروں کو اچھی باتیں کہتے ہیں مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے۔

٢٥ - بَابُ الأَمْرِ بِأَدَاءِ الأَمَانَةِ

۲۵۔ ادائے امانت کے حکم کا بیان

قال الله تعالى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَـٰنَـٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا ﴾ [النساء: ٥٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں‘ امانت والوں کو ادا کرو۔

وقال تعالى: ﴿ إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ ﴾ [الأحزاب: ٧٢].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا' پس انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا' بے شک وہ بڑا ظالم اور سخت نادان ہے۔

فائدۂ آیات: اس آیت میں امانت سے مراد' اللہ تعالیٰ کے احکامات امر و نہی ہیں' اس لحاظ سے شریعت تمام کی تمام امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں میں خاص شعور و ادراک پیدا کیا ہے جس کی بنا پر وہ پیش کردہ امر کو اٹھانے سے ڈر گئے۔ جس طرح حدیث میں اس تنے کے رونے کا واقعہ آتا ہے جس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

اب اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

٢٠١ ـ عن أَبي هريرة رضي الله عنه، أَنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: «آيَةُ المُنَافِقِ ثَـلاثٌ: إِذَا حَـدَّثَ كَـذَبَ، وَإِذَا وَعَـدَ أَخلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ» متفقٌ عليه.

١/٢٠١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں' جب وہ بات کرے' جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے' اس کے خلاف کرے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری و مسلم)

وفي روايـة: «وَإِنْ صَـامَ وَصَلَّـى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ».

اور ایک اور روایت میں ہے۔ اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ (پھر بھی وہ منافق ہے)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان خصال المنافق.

۲۰۱۔ فوائد: منافق وہ ہے جو زبان سے اہل اسلام کے سامنے' اسلام کا اظہار کرے لیکن دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد رکھے۔ یہ نفاق' کفر بلکہ کفر سے بھی بڑھ کر ہے' اسی لئے قرآن میں کہا گیا ہے۔ ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار (النساء' ۱۴۵) "منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے" یہ منافقین نبی ﷺ کے زمانے میں تھے جن کا علم آپ کو بذریعہ وحی دیا گیا تھا۔ اب ایسے منافقین کا پہچاننا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے اب کسی کو منافق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس اعتقادی نفاق کا علم اب تقریباً ناممکن ہے۔ البتہ نفاق عملی' مسلمانوں میں عام ہے یعنی منافقین کے طور طریقے' جو حدیث میں بیان کئے گئے' مسلمانوں نے اپنا لئے ہیں۔ ان اطوار کو منافقین کی صفات اس لئے بتلایا گیا ہے کہ عام طور پر یہ صفات انہی میں پائی جاتی تھیں' تاہم یہ عملی نفاق' کفر نہیں ہے' جیسا کہ اعتقادی نفاق کفر ہے۔ لیکن یہ بھی بہت خطرناک ہے جس سے بچنا چاہیے۔

٢٠٢ ـ وعن حُذَيْفَةَ بنِ اليَمانِ

۲/۲۰۲۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رضي الله عنه، قال: حدثنا رسولُ الله ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا، وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ: حَدَّثَنَا أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الأَمَانَةِ فَقَالَ: «يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُها مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّومَةَ فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ، فَنَفِطَ فَتَرَاه مُنْتَبِراً وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ» ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهُ عَلَى رِجْلِهِ «فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ: إنَّ فِي بَنِي فُلانٍ رَجُلاً أَمِيناً، حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا أَجْلَدَهُ، مَا أَظْرَفَهُ، مَا أَعْقَلَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ؛ لَئِنْ كانَ مُسْلِماً لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ، وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِياً أَوْ يَهودِياً لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ مِنْكُمْ إِلَّا فُلاناً وَفُلاناً. متفقٌ عليه.

کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں (باتیں) بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا ہے اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے ہم سے بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ (گہرائی) میں اتری (یعنی اسے فطرت کا حصہ بنایا) پھر قرآن نازل ہوا اور انہوں نے اسے قرآن اور سنت سے جانا (یعنی فطرت کا یہ سبق قرآن و حدیث کے علم سے تازہ ہوا) پھر آپ نے ہم سے بیان کیا کہ امانت اٹھ جائے گی' آپ نے فرمایا (اس طرح کہ) آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کر لی (اٹھالی) جائے گی' پس اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا' پھر وہ سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی' پس اس کا اثر آبلے کی مانند باقی رہ جائے گا۔ جیسے ایک انگارہ ہو' جسے تو اپنے پیر پر لڑھکائے تو اس سے چھالہ نمودار ہو جائے' پس تو اسے ابھرا ہوا تو دیکھتا ہے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے ایک کنکری لی (اور مثال سمجھانے کے لئے) اسے پیر پر لڑھکایا۔ پس لوگ صبح کے وقت باہم خرید و فروخت کرتے ہوں گے' ان میں سے کوئی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکتا ہو گا۔ حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں شخص کی اولاد میں ایک امانت دار آدمی تھا (یعنی امانت دار بالکل کمیاب ہو جائیں گے)۔ (اور ایمان بھی اس طرح عنقا ہو جائے گا) حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ (فلاں شخص) کس قدر مضبوط' کس قدر ہشیار اور کس قدر عقل مند ہے حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہو گا (راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) بلاشبہ مجھ پر ایک وقت ایسا گزر چکا ہے کہ مجھے یہ پروا نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کروں' اس لئے کہ (مجھے یقین ہوتا تھا کہ) اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دین مجھ پر میری چیز

لوٹا دے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہے تو اس کا ذمے دار نگران مجھے میری چیز واپس کر دے گا (یعنی امانت و دیانت عام ہونے کی وجہ سے کسی سے بھی نقصان کا اندیشہ نہیں تھا) لیکن آج (اس کے برعکس معاملہ ہو جانے کی وجہ سے) میں تم میں سے صرف فلاں فلاں آدمی سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔

(بخاری و مسلم)

قوله: «جَذر» بفتح الجيم وإسكان الذّال المُعْجَمَة: وَهُوَ أَصْلُ الشيْءِ. و«الوَكْتُ» بالتّاءِ المُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ: الأثَرُ اليَسِيرُ. وَ«المَجْلُ» بفتح الميم وإسكان الجيم، وَهُوَ تَنَفُّطٌ في اليَدِ وَنَحْوِها مِنْ أثَرِ عَمَلٍ وَغَيْرِهِ. قوله: «منتبراً»: مرتفعاً. قوله: «سَاعِيهِ»: الْوَالِي عَلَيْهِ.

جذر' جیم پر زبر اور ذال معجمہ ساکن۔ کسی چیز کی اصل اور جڑ۔ وکت (تاء کے ساتھ) معمولی سا اثر۔ مجل' میم پر زبر اور جیم ساکن' کام وغیرہ کرنے سے ہاتھوں پیروں میں چھالے پڑ جانا ہے۔ منتبرا کے معنی ہیں بلند' ابھرا ہوا' ساعیہ اس کا ذمے دار اور نگران۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب رفع الإمانة، وكتاب الفتن، باب رفع الأمانة والإيمان ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب رفع الأمانة.

۲۰۲۔ **فوائد:** امانت کا لفظ بڑا جامع ہے' اس میں' احکام شرعیہ کی حفاظت' معاملات میں راست بازی اور اصحاب حقوق کو ان کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ سب شامل ہیں۔ حدیث کے مطابق اخلاق و کردار کے روز افزوں زوال کی وجہ سے یہ امانت آہستہ آہستہ ختم ہوتی جائے گی' حتیٰ کہ اس کا اس حد تک فقدان ہو جائے گا جس کی صراحت حدیث میں کی گئی ہے۔ ہمارے اس زمانے میں بھی امانت نہایت ہی کمیاب ہے اور دن بدن اس میں مزید کمی ہی واقع ہو رہی ہے۔ جس سے نبی ﷺ کی پیش گوئی کی صداقت واضح تر ہو رہی ہے۔

٢٠٣ ـ وعن حُذَيْفَةَ، وأبي هريرة، رضي الله عنهما قالا: قال رسولُ الله ﷺ: «يَجْمَعُ الله، تَبَارَكَ وَتَعَالَى، النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُونَ آدَمَ، صَلَوَاتُ الله عَلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: يَاأَبَانَا! اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: وَهَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إلّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ! لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الله، قال: فَيَأْتُونَ إبْراهِيمَ، فَيَقُولُ إِبْراهِيمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلاً مِنْ

۳ / ۲۰۳ ۔ حضرت حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت والے دن) لوگوں کو جمع فرمائے گا' پس مومن کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ (جس سے ان کی خواہش جنت تیز تر ہو جائے گی) پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے' ابا جان! ہمارے لئے جنت کھلوا دیجئے! وہ فرمائیں گے' (تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ) تمہیں تمہارے باپ کی غلطی نے ہی جنت سے نکلوایا تھا' اس لئے میں اس (سفارش کرنے کا) اہل نہیں ہوں' تم

وَرَاءَ وَرَاءَ، اعْمِدُوا إِلَى مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللهُ تَكْلِيماً، فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذلكَ؛ اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةِ اللهِ وَرُوحِهِ. فَيَقُولُ عيسَى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذلكَ. فَيَأْتُونَ مُحَمَّداً ﷺ، فَيَقُومُ فَيُؤْذَنُ لَهُ، وَتُرْسَلُ الأَمَانَةُ والرَّحِمُ فَيَقُومَانِ جَنْبَتَي الصِّرَاطِ يَمِيناً وَشِمَالاً، فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ» قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قال: «أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ يَمرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ؟ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيحِ، ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ، وشدِّ الرِّجال تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ، وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْجِزَ أعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ لا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إلَّا زَحْفاً، وَفِي حَافَتَي الصِّرَاطِ كَلالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أُمِرَتْ بِهِ، فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ، وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ» والَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّم لَسَبْعُونَ خَرِيفاً. رواه مسلم.

میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ (اور ان سے درخواست کرو) پس وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' وہ بھی کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ میں یقیناً اللہ کا خلیل تھا' لیکن یہ منصب اس سے ماوراء ہے۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ نے کلام فرمایا' پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے' آپ بھی معذرت کر دیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں' تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں' عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پس لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے' چنانچہ آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو اجازت دی جائے گی اور امانت اور صلہ رحمی' ان دونوں کو چھوڑا جائے گا پس وہ دونوں پل صراط کے دونوں طرف' دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی (پھر لوگ پل صراط سے گزرنے شروع ہوں گے) پس تمہارا پہلا گروہ بجلی کی طرح (نہایت تیز رفتاری سے) گزر جائے گا (راوی حدیث کہتے ہیں) میں نے کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بجلی کی طرح گزرنے کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا' کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بجلی کس طرح پلک جھپکتے میں گزر جاتی اور واپس آجاتی ہے' پھر (دوسرا گروہ) ہوا کے گزرنے کی طرح' پھر پرندے کے گزرنے کی طرح (لوگ گزر جائیں گے) اور پیادہ تیز دوڑنے والے مضبوط ترین آدمیوں کو ان کے اعمال لے جائیں گے اور تمہارے پیغمبر (ﷺ) پل صراط پر کھڑے ہوں گے اور فرماتے ہوں گے' اے میرے رب بچا' بچا! یہاں تک کہ بندوں کے (نیک) اعمال (انہیں تیز رفتاری کے ساتھ لے جانے سے) عاجز آجائیں گے' یہاں تک کہ آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت ہی نہیں رکھے گا' وہ صرف گھسٹ کر چلے گا اور پل صراط کے

دونوں کناروں پر کانٹے (آگے سے مڑے ہوئے سریے جن پر گوشت لٹکایا جاتا ہے) لٹکے ہوئے ہوں گے جنہیں اس بات کا حکم دیا ہوا ہے' کہ جن کی بابت حکم دیا جائے ان کو وہ پکڑ لیں' پس بعض (گزرنے والے) زخمی ہوں گے لیکن نجات پا جائیں گے اور بعض کو اندھا کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے' یقیناً جہنم کی گہرائی ستر سال (کی مسافت کے برابر) ہے۔ (مسلم)

قوله: «وَرَاءَ وَرَاءَ» هُو بالفَتْحِ فِيهِمَا. وَقِيلَ: بِالضَّمِّ بِلا تَنْوِينٍ، وَمَعْنَاهُ: لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ، وَهِي كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلَى سَبِيلِ التَّوَاضُعِ. وَقَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِي شَرْحِ صحيحِ مسلمٍ، والله أعلم.

وراء وراء' دونوں میں زبر۔ اور بعض کے نزدیک یہ پیش کے ساتھ ہے بغیر تنوین کے اور معنی اس کے ہیں کہ میں اس بلند درجے کا اہل نہیں ہوں۔ یہ کلمہ بطور تواضع ذکر کیا جاتا ہے' میں نے اس کے معنی شرح مسلم میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها.

۲۰۳۔ فوائد: اس میں ایک تو میدان محشر کی ہولناکیوں کا بیان ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے اور کچھ عرض کرنے سے خوف زدہ ہوں گے' حتیٰ کہ انبیاء کے سردار حضرت نبی کریم ﷺ بھی رب سلم سلم فرما رہے ہوں گے۔ دوسرے' نبی ﷺ کی شان کا تذکرہ ہے کہ آپ شفاعت عامہ فرمائیں گے نیز پل صراط سے گزرنے کا اور امانت و رحم کی فضیلت کا بیان ہے۔

٢٠٤ - وعن أبي خُبَيْبٍ - بضم الخاءِ المعجمة - عبدِ الله بن الزُّبَيْرِ، رضيَ الله عنهما، قال: لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَابُنَيَّ! إِنَّهُ لا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنِّي لا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوماً، وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي، أَفَتَرَى دَيْنَنَا يُبْقِي مِنْ مَالِنَا شَيْئاً؟ ثُمَّ قَالَ: يَابُنَيَّ! بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِي، وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ، وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ -يعْنِي لِبَنِي عَبْدِ الله بنِ الزُّبير ثُلُثُ الثُّلُثِ- قَالَ: فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا بَعْدَ

۴/ ۲۰۴۔ حضرت ابو خبیب (خائے معجمہ کے پیش کے ساتھ) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب (میرے والد' زبیر رضی اللہ عنہ) جنگ جمل والے دن کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا' چنانچہ میں آکر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' آپ نے فرمایا' بیٹے! آج جو لوگ قتل ہوں گے' وہ ظالم ہوں گے یا مظلوم۔ میرا اپنی بابت بھی گمان ہے کہ آج میں مظلومانہ قتل ہو جاؤں گا' میرے لئے سب سے زیادہ فکر والی بات میرا قرض ہے (جو میرے ذمے ہے) تیرا کیا خیال ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال کو کچھ باقی چھوڑے گا؟ (یعنی ادائیگی قرض کے بعد کچھ مال بچے گا؟) پھر فرمایا' اے بیٹے' ہمارے مال کو بیچ کر میرا قرض

قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِبَنِيكَ، قال هِشامٌ: وكانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ الله قَدْ وازَى بَعْضَ بَني الزُّبَيْرِ خُبَيْبٍ وَعَبَّادٍ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ الله: فَجَعَلَ يُوصِينِي بدَيْنِهِ وَيَقُولُ: يَا بُنَيَّ! إِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَوْلايَ. قَالَ: فَوَالله مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَاأَبَتِ! مَنْ مَوْلاكَ؟ قَالَ: الله. قَالَ: فَوَالله مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ! اقْضِ عَنْه دَيْنَهُ، فَيَقْضِيه. قَالَ: فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِينَاراً وَلا دِرْهَماً إِلَّا أَرَضِينَ، مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَاراً بِالْمَدِينَة، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَاراً بِالْكُوفَة، وَدَاراً بِمِصْرَ. قال: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالمالِ، فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لَا وَلكِنْ هُوَ سَلَفٌ إِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ. وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلا جِبَايَةً ولا خَرَاجاً وَلا شَيْئاً إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوٍ مَعَ رسولِ الله ﷺ، أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضي الله عنهم، قَالَ عَبْدُ الله: فَحَسَبْتُ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ! فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ الله بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَاابْنَ أَخِي! كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ؟ فَكَتَمْتُهُ وَقُلْتُ: مِائَةُ أَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيمٌ: وَالله! مَا أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ هٰذِه! فَقَالَ عَبْدُ الله: أَرَأَيْتُكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ؟ قَالَ: مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هٰذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ

ادا کر دینا اور تہائی مال (۱/۳) کی وصیت فرمائی اور تہائی میں سے تہائی مال کی وصیت (اپنے بیٹے) عبداللہ کے بیٹوں کے لئے فرمائی۔ پھر کہا' اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں سے کچھ بچ جائے تو اس میں سے ثلث (تہائی حصہ ۱/۳) تیرے بیٹوں کے لئے ہے۔ ہشام (حدیث کے ایک راوی) نے کہا کہ عبداللہ کے لڑکے خبیب اور عباد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بعض بیٹوں کے ہم عمر تھے۔ (یا حصوں میں مساوی ہوئے) اور اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ نے مجھے اپنے قرض کی بابت وصیت کرنی شروع کی اور فرماتے تھے' بیٹے! اگر تو اس ادائیگی قرض سے کچھ عاجز آجائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا (حضرت عبداللہ نے) کہا' اللہ کی قسم' میں نہیں سمجھا کہ مولیٰ سے آپ کی مراد کیا ہے؟ حتیٰ کہ میں نے پوچھا' ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ آپ نے جواب دیا' "اللہ!" عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' پس اللہ کی قسم! آپ کے قرض کے بارے میں میں جب بھی کسی پریشانی سے دوچار ہوتا تو میں کہتا' اے زبیر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ! اس کا قرض اس کے ذمے سے ادا فرما دے! پس وہ ادا فرما دیتا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا (میرے والد) زبیر قتل ہو گئے اور (نقدی کی صورت میں) کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا' سوائے زمینوں کے۔ ان ہی میں سے غابہ کی زمین تھی اور گیارہ گھر مدینے میں' دو گھر بصرے میں' ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر مصر میں چھوڑا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور آپ پر جو قرض تھا' اس کی شکل (دراصل) یہ تھی کہ آدمی اپنا مال آپ کے پاس لاتا اور اسے امانت کے طور پر آپ کے سپرد کر دیتا۔ آپ فرماتے' نہیں۔ یہ امانت کے طور پر نہیں' بلکہ یہ (میرے ذمے) قرض ہے۔ اس لئے کہ مجھے اس کے

شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي. قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدِ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ ومِائَةِ أَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فقال: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ شَيْءٌ فَلْيُوافِنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: لا، قال: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ، فقال عَبْدُ اللهِ: لا، قال: فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً، قال عَبْدُ اللهِ: لَكَ مِنْ هٰهُنَا إِلَى هٰهُنَا. فَبَاعَ عبدُ اللهِ مِنْهَا، فَقَضَى عَنْه دَيْنَهُ، وَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بن عُثْمَانَ، وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ زَمْعَةَ. فقال لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ قال: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ أَخَذْتُ مِنهَا سَهْماً بِمِائَةِ أَلْفٍ. قالَ عَمْرُو بن عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ مِنْهَا سَهْماً بِمِائَةِ أَلْفٍ. وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْماً بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قالَ: سَهْمٌ وَنِصْفُ سَهْمٍ، قالَ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ. قالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ. فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا. قالَ: وَاللهِ! لا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالمَوسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ: أَلا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ.

ضائع ہونے کا اندیشہ ہے (اور امانت کے ضائع ہونے کی صورت میں' اس کی ادائیگی ضروری نہیں' جب کہ قرض کی ادائیگی ہر صورت میں ضروری ہے) اور آپ کبھی کسی امارت (گورنری وغیرہ) پر فائز نہیں ہوئے' نہ کوئی ٹیکس یا کچھ اور وصول کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ (جس سے یہ شبہ ہو سکتا ہو کہ شاید یہ مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو) البتہ نبی ﷺ کے ساتھ اور حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے رہے۔ (گویا یہ مال غنیمت سے حاصل شدہ تھا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ان پر جو قرض تھا' اسے میں نے شمار کیا تو وہ بائیس لاکھ تھا۔ پس حکیم بن حزام' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملے اور ان سے کہا' اے بھتیجے! میرے بھائی (زبیر رضی اللہ عنہ) کے ذمے کتنا قرضہ ہے؟ میں نے اسے چھپایا اور کہا' ایک لاکھ۔ حضرت حکیم نے کہا' اللہ کی قسم' میری رائے میں تو تمہارا مال (متروکہ) اس قرض (کی ادائیگی) کی گنجائش نہیں رکھتا۔ عبداللہ نے کہا' ذرا بتلاؤ' اگر یہ ۲۲ لاکھ ہو؟ انہوں نے کہا' میری رائے میں تو (اتنے بڑے قرضے کی ادائیگی) کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ پس اگر تم اس سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد طلب کرنا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (میرے والد) زبیر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی' پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۶ لاکھ میں بیچا' پھر وہ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ جس کا (میرے والد) زبیر پر کچھ قرض ہو تو ہمیں غابہ کی زمین پر ملے اور اپنا قرض وصول کر لے۔ پس ان کے پاس عبداللہ بن جعفر آئے' ان کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر چار لاکھ قرضہ تھا' انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا' اگر تم چاہو تو یہ قرضہ تمہارے لئے معاف کر دوں؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم

فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي فِي الْمَوسِمِ، فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسم بَيْنَهُمْ وَدَفَعَ الثُّلُثَ. وكَان للزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ، فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفِ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ، رواه البخاري.

چاہو تو اس قرضے کو (فوری ادائیگی کی بجائے) بعد میں ادا کرنے والوں میں شمار کر لو' اگر تم مہلت کے خواستگار ہو۔ عبداللہ نے کہا' نہیں۔ انہوں نے کہا (اچھا تو پھر) مجھے اس زمین میں سے ایک حصہ دے دو' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' یہاں سے یہاں تک زمین کا حصہ تمہارے لئے ہے۔ پس عبداللہ نے اس زمین کا کچھ حصہ بیچ دیا اور اس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا کر دیا اور اسے دے دیا اور اس میں سے ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔ پس عبداللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان کے پاس عمرو بن عثمان' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے ہوئے تھے' عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' غابہ (زمین) کی کتنی قیمت لگی؟ انہوں نے جواب دیا' ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ انہوں نے پوچھا' اس کے کتنے حصے باقی رہ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا' ساڑھے چار حصے۔ پس منذر بن زبیر نے کہا' اس کا ایک حصہ ایک لاکھ کے عوض میں لیتا ہوں۔ عمرو بن عثمان نے کہا' ایک حصہ ایک لاکھ کا میں نے لے لیا' اسی طرح ایک حصہ ایک لاکھ میں ابن زمعہ نے لینے کا اعلان کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا' اب کتنے حصے باقی رہ گئے؟ انہوں نے کہا ڈیڑھ حصہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ زمین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قرض کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کرو' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے بھائیوں کو) جواب دیا' اللہ کی قسم! میں (ابھی) تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا' یہاں تک کہ میں موسم حج میں (مسلسل) چار سال اعلان کروں گا کہ

جس شخص کا بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے' ہم اس کا قرضہ ادا کریں گے۔ چنانچہ وہ ہر سال حج کے موسم میں اعلان فرماتے۔ جب چار سال گزر گئے تو (بقیہ مال) ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور تہائی (۳/۱) مال بھی (حسب وصیت) متعلقہ لوگوں کے سپرد کر دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں' پس ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ ملے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تمام مال متروکہ پانچ کروڑ دو لاکھ تھا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب فرض الخمس، باب برکة الغازي في ماله.

۲۰۴۔ **فوائد**: جہاد کے موقعے پر یا اس قسم کے دیگر حالات میں جب کہ زندگی یکسر غیر یقینی ہو وصیت کرنے کا استحباب۔ (۲) انفاذ وصیت اور تقسیم میراث سے قبل' میت کے ذمے قرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ (۳) حسب ضرورت و اقتضاء پوتوں کے لئے وصیت کرنا جائز ہے' جب کہ آباء کی صورت میں حاجب موجود ہوں۔ (۴) جو قرض کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو' اس کے لئے قرض لینے کا جواز۔ (۵) زمینیں' مکانات اور مال و دولت کا جمع کر کے رکھنا جائز ہے' چاہے یہ جائیداد کتنی بھی ہو' بشرطیکہ حلال ذرائع سے حاصل کردہ ہو۔ (۶) مومن کو اللہ کی ذات پر اعتماد اور وثوق رکھنا چاہئے' جیسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اللہ پر اعتماد کیا۔ (۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکارم اخلاق کا بیان' بعض نے معاونت کی' بعض نے قرض معاف یا موخر کر دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی زیادہ بلندی اخلاق کا ثبوت پیش کیا کہ کسی کی بھی پیش کش قبول نہیں فرمائی۔ (۸) غازی اور متوکل علی اللہ شخص کے مال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے۔ جیسے حضرت زبیر کی زمین کئی گنا زیادہ قیمت پر فروخت ہوئی۔ اور سارا قرض اتر کر بھی کافی دولت بچ رہی (۹) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کمال اخلاق و اخلاص اور خیر خواہی کا جذبہ بے مثال کہ لوگوں کی امانتوں کو بطور قرض اپنے پاس رکھتے' تاکہ نقصان ہو تو ان کا اپنا ہو' امانت رکھوانے والا نقصان سے محفوظ رہے۔ (۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا کردار کس قدر قابل رشک ہے کہ پہلے والد کا قرض اتارا پھر ترکہ ورثاء میں تقسیم فرمایا اور امانت و دیانت کا شاندار مظاہرہ فرمایا۔ (۱۱) ورثاء نے چار سال تک انتظار کیا تاکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بوجھ ہلکا ہو جائے اور بار بار وراثت کا مطالبہ نہ کیا۔

٢٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَالْأَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

۲۶۔ ظلم کے حرام ہونے کا اور مظالم کے دفع کرنے کے حکم کا بیان

قال الله تعالى: ﴿مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ [غافر: ١٨]. وقال تعالى: ﴿وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ظالموں کا کوئی دوست ہو گا اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے' ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

[الحج : ٧١].

وأَمَّا الأَحَادِيثُ فَمِنْهَا حَدِيثُ أَبي ذَرٍّ رضي الله عنه الْمُتَقَدِّمُ في آخِرِ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ.

لیکن احادیث' ان میں سے ایک حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ ہے جو باب المجاہدۃ کے آخر میں گزر چکی ہے (ملاحظہ ہو رقم ۱۷/۱۱۱)

کچھ اور احادیث درج ذیل ہیں:

٢٠٥ - وعن جابرٍ رضي الله عنه أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «اتَّقُوا الظُّلْمَ؛ فَإنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ؛ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُم وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ» رواه مسلم.

۱/ ۲۰۵ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو! اس لئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہو گا اور بخل سے بچو! اس لئے کہ بخل نے ہی ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ اس بخل نے انہیں اپنوں کا خون بہانے پر اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے پر آمادہ کیا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الظلم.

۲۰۵- فوائد: شح' مال کی شدید محبت کو کہتے ہیں' جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو پھر انسان حرام حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں ہے' یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

٢٠٦ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ» رواه مسلم.

۲ / ۲۰۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں قیامت والے دن حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کی سینگ والی بکری سے' بغیر سینگوں والی بکری کو بدلہ دلوایا جائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الظلم.

۲۰۶- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قیامت والے دن بے لاگ عدل ہو گا' حتیٰ کہ جانوروں نے بھی ایک دوسرے پر ظلم کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ مظلوم جانور کی داد رسی فرمائے گا۔ اس میں انسانوں کے لئے سخت تنبیہہ ہے کہ جب بے شعور جانوروں کو معاف نہیں کیا جائے گا تو عقل و شعور سے بہرہ ور ظالم انسانوں کی کس طرح معافی ہو سکتی ہے؟ اگر انہوں نے دنیا میں ظلم سے توبہ کر کے اس کی تلافی نہ کی ہو گی۔

٢٠٧ - وعن ابن عمرَ رضي الله عنهما قال: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَلا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ، حَتَّى حَمِدَ اللهَ رسولُ الله ﷺ وَأَثْنَى

۳ / ۲۰۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کرتے تھے جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ یہاں تک کہ رسول

عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ، وقَالَ: «مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهُ أُمَّتَهُ: أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنَّهُ إِنْ يَخْرُجْ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. أَلَا إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اشْهَدْ - ثَلَاثاً - وَيْلَكُمْ، أَوْ: وَيْحَكُمْ، انْظُرُوا: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّاراً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ» (رواه البخاري وروى مسلم بعضه)

اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر مسیح دجال کا ذکر فرمایا اور اس میں تفصیل سے کام لیا' آپ نے فرمایا' جس نبی کو بھی اللہ نے بھیجا' اس نے اپنی امت کو اس (دجال) سے ضرور ڈرایا' نوح علیہ السلام نے اس سے ڈرایا اور ان کے بعد آنے والے نبیوں نے ڈرایا اور اگر وہ تم میں نکلے تو تم پر اس کا حال پوشیدہ نہ رہے (تاکہ اسے آسانی سے پہچان لو) پس تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے (جب کہ) اس (دجال) کی دائیں آنکھ کانی ہو گی' گویا کہ اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے۔ خبردار' یقیناً اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام کر دیئے ہیں' فرمایا' اے اللہ تو گواہ ہو جا' تین مرتبہ فرمایا' (پھر فرمایا) تمہارے لئے ہلاکت ہے یا تم پر افسوس ہے' دیکھو' تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ (اس کو بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے بھی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب حجة الوداع، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب "لا ترجعوا بعدي كفارا. . . ".

۲۰۷- **فوائد:** اس میں قرب قیامت کی ایک بڑی علامت' مسیح دجال کی بعض علامات کا بیان ہے تاکہ اہل ایمان اس کے مکر و فریب سے بچ کر رہیں۔ یہ مسیح بمعنی ممسوح العین (کانی آنکھ والا) ہے اور دجال' دجل (فریب) سے مبالغہ کا صیغہ ہے' کیونکہ یہ بہت سے لوگوں کو اپنے دجل و فریب سے گمراہ کر لے گا۔ (۲) مسلمانوں کی جان و مال' آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں' جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان' دوسرے مسلمان کی جان' مال اور عزت و آبرو کا محافظ ہے نہ کہ ان کا دشمن۔ (۳) مسلمانوں کے درمیان باہمی خون ریزی نہایت قبیح جرم ہے اور اس سے کفر تک کا اندیشہ ہے۔ فنعوذ بالله من هذا

۲۰۸ - وعن عائشة رضي الله عنها أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ» متفقٌ عليه.

۴/ ۲۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ایک بالشت کے برابر زمین ہتھیا کر کسی پر ظلم کیا' تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت والے دن) اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم الظلم وغصب الأرض. . .

۲۰۸- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں تھوڑا سا ظلم بھی اور کسی کا معمولی سا حق بھی مار لینا قیامت والے دن عذاب شدید کا باعث ہو گا۔

۲۰۹ - وعن أبي موسى رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ اللهَ لَيُمْلِي للظَّالِمِ فإذَا أخذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِيَ ظَٰلِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿١٠٢﴾﴾ [هود: ١٠٢] متفقٌ عليه.

۵ / ۲۰۹ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے' لیکن پھر جب اس کی گرفت فرماتا ہے تو اسے نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ نہایت دردناک ہے" (سورۂ ہود' ۱۰۲) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخارى، كتاب التفسير، تفسير سورة هود، باب قوله: ﴿وكذلك أخذ ربك﴾ الآية - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الظلم.

۲۰۹- فوائد: اللہ تعالیٰ اپنی حسب مشیت و مصلحت' ظالم اور گناہ گار کو مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب مواخذہ فرماتا ہے تو پھر اس کی گرفت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر شخص کو ظلم و معصیت سے اپنا دامن بچا کر رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اس کی مہلت سے دھوکے کا شکار نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ پتہ نہیں کب اس کی مدت مہلت ختم اور گرفت کا آغاز ہو جائے۔

۲۱۰ - وعن مُعَاذٍ رضي الله عنه قال: بَعَثَني رسولُ الله ﷺ فقال: «إنَّكَ تَأتِي قَوماً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ إلَى شَهَادَةِ أنْ لا إلَهَ إلَّا الله، وَأنِّي رسولُ الله، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لذٰلك، فَأعْلِمْهُمْ أنَّ الله قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإنْ هُمْ أَطَاعُوا لذلك، فَأعْلِمْهُمْ أنَّ الله قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإنْ هُمْ أَطَاعُوا لذلكَ، فَإيَّاكَ وَكَرَائِمَ أمْوَالِهِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ» متفقٌ عليه.

۶ / ۲۱۰ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (یمن کے علاقے میں) بھیجا تو فرمایا' تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب سے ہیں۔ پس تم (سب سے پہلے) ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کر لیں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں' تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ نے ان پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دی جائے گی' پس اگر وہ اس کو مان لیں تو (زکوٰۃ وصول کرتے وقت) ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی

بددعاء سے بچنا' اس لئے کہ اس کی بددعاء اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (یعنی وہ فوراً مقبول ہو جاتی ہے' رد نہیں ہوتی) (بخاری و مسلم)

تخريج : صحيح بخاري، كتاب الزكوٰة، باب وجوب الزكوة، وكتاب المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلي اليمن، وكتاب التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي ﷺ أمته إلي توحيد الله ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله وشرائع الدين . . . .

۲۱۰۔ **فوائد :** کفار و مشرکین اور اہل کتاب سے اگر جہاد کی نوبت آئے تو قتال سے پہلے انہیں قبول اسلام کی دعوت دی جائے اور پھر انہیں نماز' زکوٰۃ اور دیگر احکام و فرائض کی تعلیم دی جائے۔ (۲) زکوٰۃ' جس علاقے کے اغنیاء سے وصول کی جائے' اسی علاقے کے فقراء پر تقسیم کی جائے۔ اگر بچ جائے تو پھر دوسرے علاقوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ (۳) عاملین زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ وہ زکوٰۃ کی وصولی میں ظلم کرنے سے گریز کریں اور لوگوں کی بددعاء کے مستحق بن کر اللہ کے غضب و عتاب کے اہل نہ بنیں۔

٢١١ ـ وعَـن أبـي حُمَيْـدٍ عبد الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبيُّ ﷺ رَجُلاً مِنَ الأزْدِ يقالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قال: هٰذَا لَكُم، وَهٰذَا أُهْدِيَ إلَيَّ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قالَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللهُ، فَيَأتِي فَيَقُولُ: هٰذَا لكُمْ، وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ إلَيَّ، أفَلا جَلَسَ في بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ أُمِّهِ حَتَّى تَأتِيَه هَدِيَّتُهُ إنْ كَانَ صَادِقاً، واللهِ لا يَأخُذُ أَحَدٌ مِنكُمْ شَيْئاً بِغَيْرِ حَقِّهِ إلَّا لَقِيَ اللهَ تَعَالَى، يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلا أَعْرِفَنَّ أَحَداً مِنكُم لَقِيَ اللهَ يَحْمِلُ بَعِيراً لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ» ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ بَيَاضُ إبْطَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ» ثلاثاً. متفقٌ عليه.

۷ / ۲۱۱۔ حضرت ابو حمید عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک آدمی کو' جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا' زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل مقرر فرمایا' پس جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے واپس) آیا تو کہنے لگا' یہ تمہارے لئے ہے (یعنی بیت المال کا حق ہے) اور یہ مجھے ہدیے میں ملی ہوئی چیزیں ہیں۔ پس (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر فرمایا۔ اما بعد! میں تم میں سے کسی آدمی کو کسی کام کے لئے عامل مقرر کرتا ہوں جن کا والی و سرپرست اللہ نے مجھے بنایا ہے' پس وہ (واپس) آتا ہے اور کہتا ہے' یہ تمہارے لئے ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے لوگوں کی طرف سے دیا گیا ہے۔ پس یہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا' حتیٰ کہ اس کا ہدیہ آئے اگر وہ سچا ہے (مطلب یہ تھا کہ جس کو یہ ہدیہ کہہ رہا ہے' وہ ہدیہ نہیں' یہ اس سرکاری منصب کا نتیجہ ہے جس پر اسے مقرر کیا گیا تھا' اگر یہ ہدیہ ہوتا تو اسے گھر میں بھی ملتا) اللہ کی قسم! تم

میں سے کوئی شخص کوئی چیز اس کے حق کے بغیر لے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ قیامت والے دن وہ اسے اٹھائے ہوئے ہو گا' پس میں تم میں سے کسی شخص کو نہ دیکھوں کہ وہ اللہ سے ملاقات کے وقت (ناجائز طریقے سے حاصل کردہ) اونٹ کو اٹھائے ہوئے ہو' جو بلبلا رہا ہو' یا گائے کو' جس کی آواز ہو' یا بکری کو جو ممیا رہی ہو۔ پھر آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے' یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' پھر آپ نے فرمایا' اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب من لم يقبل الهدية لعلة، وكتاب الحيل، باب احتيال العامل ليهدي له، وكتاب الزكٰوة، باب قوله تعالى ﴿والعاملين عليها﴾ ۔ وصحيح مسلم، كتاب الأمانة، باب تحريم هدايا العمّال.

۲۱۱۔ **فوائد:** اس حدیث میں سرکاری اہل کاروں اور منصب داروں کے لئے بڑی تنبیہ ہے۔ آج کل سرکاری عہدوں سے بڑا فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور لوگ ان عہدوں کی وجہ سے ان اہل کاروں اور عہدے داروں کو کثرت سے ہدیے اور تحفے پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث کی رو سے یہ تمام مال جو سرکاری عہدوں کی وجہ سے حاصل ہو یا حاصل کیا جائے' حرام ہے اور رشوت کے زمرے میں آتا ہے' جس کا لینا اور دینا' دونوں ناجائز ہے۔

٢١٢ ـ وعن أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لأخيهِ؛ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ؛ إنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ» رواه البخاري.

۸ / ۲۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس آدمی پر بھی اپنے (دوسرے مسلمان) بھائی کا' اس کی عزت و آبرو سے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو (یعنی اس کی بے عزتی کر کے یا کوئی اور زیادتی کر کے اس پر ظلم کیا ہو) تو اس کو چاہئے کہ آج ہی (دنیا میں) اس کا ازالہ کر کے اس حق سے عہدہ برآ ہو جائے' قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں (ازالے کے لئے) کسی کے پاس دینار و درہم نہیں ہوں گے۔ (اور وہاں ازالے کی صورت پھر یہ ہو گی کہ) اگر اس کے پاس عمل صالح ہوں گے تو وہ اس کے ظلم کے بہ قدر لے لئے جائیں گے (اور مظلومین میں تقسیم کر دیئے جائیں گے) اور اگر اس کے پاس

نیکیاں نہیں ہوں گی' تو اس کے ساتھی (صاحب حق) کو برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة.

۲۱۲۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کی گئیں دست درازیاں' اگر انہیں دنیا میں معاف نہیں کروا لیا گیا یا ان کی تلافی نہ کی گئی تو آخرت میں اس کا معاملہ نہایت خطرناک ہو گا' جیسا کہ اس کی تفصیل اس حدیث میں ہے۔ اس لئے حقوق العباد میں کوتاہی' جس کی انسان پروا نہیں کرتا' سخت ہلاکت کا باعث ہے۔

٢١٣ ـ وعن عبدِ الله بنِ عَمْرو بنِ الْعَاص رضي الله عنهما عن النَّبيِّ ﷺ قال: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ» متفقٌ عليه.

۹ / ۲۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الإیمان، باب "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" ـ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام وأيّ أموره أفضل؟.

۲۱۳۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ کامل مسلمان وہ ہے جو دوسروں کو (ظاہری یا باطنی) کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچائے اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو اللہ کی نافرمانیوں سے باز رہے۔ اس لئے کہ اگر کسی نے ہجرت (ترک وطن) کے باوجود اللہ کی معصیت سے اجتناب نہ کیا تو ایسی ہجرت کا کیا فائدہ؟ ہجرت تو نام ہی اس چیز کا ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر ہر چیز کو چھوڑ دیا جائے۔ اب انسان اپنا وطن مالوف' خویش و اقارب اور جائیداد و کاروبار تو چھوڑ دے' لیکن ممنوعات شرعیہ کے ارتکاب سے وہ باز نہ آئے تو عنداللہ اس کی ہجرت' ایک مذاق ہی سمجھی جائے گی۔

٢١٤ ـ وعنه رضي الله عنه قال: كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فقال رسول الله ﷺ: «هُوَ في النَّارِ» فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. رواه البخاري.

۱۰ / ۲۱۴۔ انہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان پر ایک آدمی مقرر تھا جس کو کرکرہ کہا جاتا تھا' وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ جہنم میں ہے۔ پس (یہ سن کر) لوگ اسے دیکھنے لگے (کہ آخر کیا بات ہے؟) پس صحابہؓ نے اس کے پاس ایک عبا (سیاہ دھاریوں والی چادر) پائی جسے اس نے (مال غنیمت سے) چرا لیا تھا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الجهاد، باب القلیل من الغلول ـ وسنن ابن ماجة، کتاب الجهاد، باب الغلول حدیث رقم٢٨٤٩.

۲۱۴۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ خیانت اور چوری کبیرہ گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان مستحق جہنم قرار پا سکتا ہے۔

٢١٥ ـ وعن أبي بكرة نُفَيع بن الحارث رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «إنَّ الزَّمانَ قد استدارَ كهيئتِه يومَ خلقَ اللهُ السَّمٰواتِ والأرضَ: السَّنةُ اثنا عشرَ شهراً، منها أربعةٌ حُرُمٌ: ثلاثٌ متوالياتٌ: ذو القعدة، وذو الحجَّة، والمُحرَّمُ، ورجبُ مُضَرَ الَّذي بينَ جُمادى وشعبانَ، أيُّ شهرٍ هٰذا؟» قُلنا: اللهُ ورسولُه أعلَمُ، فسكتَ حتَّى ظنَنَّا أنَّه سيُسمِّيه بغيرِ اسمِه، قال: «أليسَ ذا الحِجَّة؟» قُلنا: بلَى. قال: «فأيُّ بلدٍ هٰذا؟» قُلنا: اللهُ ورسولُه أعلَمُ، فسكتَ حتَّى ظنَنَّا أنَّه سيُسمِّيه بغيرِ اسمِه. قال: «أليسَ البَلدَةَ؟» قُلنا: بلَى. قال: «فأيُّ يومٍ هٰذا؟» قُلنا: اللهُ ورسولُه أعلَمُ، فسكتَ حتَّى ظنَنَّا أنَّه سيُسمِّيه بغيرِ اسمِه. قال: «أليسَ يومَ النَّحرِ؟» قُلنا: بلَى. قال: «فإنَّ دماءَكُم وأموالَكُم وأعراضَكُم عليكُم حرامٌ، كحُرمةِ يومِكُم هٰذا في بلدِكُم هٰذا في شهرِكُم هٰذا، وستَلقَونَ ربَّكُم فيسألُكُم عن أعمالِكُم، ألا فلا ترجعوا بعدي كُفَّاراً يضربُ بعضُكُم رقابَ بعضٍ، ألا ليُبلِّغِ الشَّاهدُ الغائبَ، فلعلَّ بعضَ مَن يبلُغُه أن يكونَ أوعَى له من بعضِ مَن سَمِعَه» ثُمَّ قال: «ألا هل بلَّغتُ، ألا هل بلَّغتُ؟» قُلنا: نعَم. قال: «اللَّهُمَّ اشهَدْ» متفقٌ عليه.

۱۱ / ۲۱۵ ۔ حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا' بے شک زمانہ گھوم گیا ہے' اپنی اسی حالت پر جس میں اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا (یعنی روز آفرینش سے جس طرح سال اور مہینے تھے' اب پھر وہی ہیئت قدیمہ لوٹ آئی ہے اور مشرکین عرب اپنی طرف سے جو مہینوں میں تقدیم و تاخیر کر لیا کرتے تھے' جسے وہ نسئی کہا کرتے تھے' اب اسے ختم کر دیا گیا ہے) سال کے بارہ مہینے ہیں' ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین پے در پے' ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور (چوتھا) مضر قبیلے کا رجب جو جمادی (الثانیہ) اور شعبان کے درمیان ہے۔ (پھر آپ نے پوچھا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ اور نام سے اسے پکاریں گے۔ آپؐ نے فرمایا' کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا' کیوں نہیں۔ آپ نے پوچھا' یہ شہر کون سا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش رہے' حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے اسے پکاریں گے' آپ نے فرمایا' کیا یہ شہر (مکہ) نہیں ہے؟ ہم نے کہا' کیوں نہیں۔ آپ نے (پھر) پوچھا' یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے کہا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ پس آپ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے اسے پکاریں گے۔ پس آپ نے پوچھا' کیا یہ قربانی کا دن (۱۰ ذوالحجہ) نہیں ہے؟ ہم نے کہا' کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا' بے شک تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں (تمہارے درمیان آپس میں) اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت

تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے' پس وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت باز پرس کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو! سن لو! جو یہاں حاضر ہے' وہ غائب کو (یہ باتیں) پہنچا دے۔ اس لئے کہ شاید وہ شخص جس کو یہ باتیں پہنچائی جائیں' ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جنہوں نے (براہ راست مجھ سے) سنا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا' خبردار (میری بات سنو اور بتاؤ) کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ ہم نے کہا' ہاں حضور' آپ نے فرمایا' اے اللہ! گواہ ہو جا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضين، وكتاب العلم، وكتاب الحج وغيرها من كتب الصحيح ـ وصحيح مسلم، كتاب القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال.

۲۱۵۔ **فوائد:** سالوں اور مہینوں کی یہ تعیین (کہ مہینہ ۳۰ یا ۲۹ دن کا اور سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے وغیرہ) اس دن سے ہے جب آسمان و زمین کی تخلیق کی گئی اور اس کی وضاحت سے مقصد اہل جاہلیت کے طریقہ نسئی کا بطلان ہے۔ (۲) آپس میں ایک دوسرے کی جان' مال' عزت و آبرو کی حفاظت کی تاکید اور ان کی حرمت کا بیان۔ (۳) قیامت والے دن بارگاہ الٰہی میں باز پرس کی یاددہانی۔ (۴) اس امر کی تاکید کہ اللہ رسول کی جو بات سنی جائے' اسے سننے والا اپنی ذات تک محدود نہ رکھے' بلکہ اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائے' ممکن ہے' وہ اسے زیادہ یاد رکھنے والا اور اس پر زیادہ عمل کرنے والا ہو۔

٢١٦ ـ وعن أبي أُمَامَةَ إِيَاسِ بنِ ثَعْلَبَةَ الحَارِثِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَه النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فقال رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً يَا رَسُولَ اللهِ؟! فقال: «وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ» رواه مسلم.

۱۲ / ۲۱۶ ۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کسی مسلمان آدمی کا حق (جھوٹی) قسم کے ذریعے سے قطع کرلیا (ناحق لے لیا) یقیناً اللہ نے اس پر جہنم کی آگ واجب اور جنت حرام فرما دی۔ ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا' اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة

بالنار.

۲۱۶- **فوائد:** حقوق العباد غصب کرنے پر اتنی سخت وعید سے' اس مسئلے کی اہمیت واضح ہے اور جو شخص غصب حقوق کو جائز اور حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کرے گا' وہ تو یقیناً دائمی جہنمی ہے۔ البتہ جو محض اخلاقی کمزوری اور نفس کی کوتاہی کی وجہ سے ایسا کرے گا' وہ اگرچہ دائمی جہنمی نہیں' تاہم اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہو گا' چاہے تو ابتداء میں ہی یا پھر سزا دینے کے بعد معاف فرما دے گا۔

٢١٧ - وعن عديٍّ بن عُمَيْرة رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُول: «مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنكُمْ عَلَى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِخْيَطاً فَمَا فَوْقَهُ، كَانَ غُلُولاً يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيامَةِ» فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الأَنْصَارِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فقال: يا رسولَ اللهِ! اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قال: «وَمَا لَكَ؟» قال: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قال: «وَأَنَا أَقُولُهُ الآنَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَجِيءْ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى» رواه مسلم.

۱۴ / ۲۱۷ - حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے' جس کو ہم تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر عامل مقرر کریں' پس وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے زائد (یا کم) کوئی چیز چھپائے' تو یہ غلول (خیانت اور چوری) ہو گی' جس کے ساتھ وہ قیامت والے دن (بارگاہ الٰہی میں) حاضر ہو گا' پس انصار میں سے ایک سیاہ فام آدمی کھڑا ہوا۔ گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں اور اس نے کہا' یا رسول اللہ! آپ نے مجھے جو اپنی ذمے داری سونپی ہے' وہ مجھ سے واپس لے لیجئے! آپ نے پوچھا' تمہیں کیا ہے؟ اس نے کہا' میں نے آپ کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے (جس سے میں ڈر گیا ہوں) آپ نے فرمایا' میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم جس کو کسی کام پر مقرر کریں' تو اس کو چاہئے کہ جو بھی کم یا زیادہ اسے ملے' وہ (ہمارے پاس) لائے۔ پس اس میں سے جو اسے دیا جائے' وہ لے لے اور جس سے اس کو روک دیا جائے' اس سے وہ باز رہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمّال.

۲۱۷- **فوائد:** اس میں بھی سرکاری اہل کاروں کو تنبیہہ ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی امانت و دیانت کے ساتھ ادا کریں' اگر اس میں انہوں نے ذرا سی بھی خیانت کی یا منصب سے ناجائز فائدہ اٹھایا' تو وہ عنداللہ مجرم ہوں گے۔ جیسے حدیث نمبر۲۱۱ میں گزرا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے افسروں کی بھی یہ ذمے داری ہے کہ وہ اپنے ماتحت عملے پر کڑی نظر رکھیں اور انہیں خیانت کا ارتکاب نہ کرنے دیں' ورنہ ان کا تغافل و تساہل یا اغماض و اعراض بھی جرم ہو گا۔ چہ جائیکہ وہ اس سرکاری لوٹ کھسوٹ میں برابر کے حصے دار ہوں۔ جیسے بدقسمتی سے آج کل ہو رہا ہے' جس کی وجہ سے رشوت' لوٹ کھسوٹ اور چور بازاری عام ہے۔ اللھم اھد قومی فانھم

لا یعلمون

٢١٨ ـ وعن عمرَ بنِ الخطَّابِ رضي الله عنه قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: فُلانٌ شَهِيدٌ، وَفُلانٌ شَهِيدٌ، حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فقالوا: فُلانٌ شَهِيدٌ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ في النَّارِ في بُرْدَةٍ غَلَّهَا ـ أَوْ عَبَاءَةٍ ـ» رواه مسلم.

۱۴ / ۲۱۸ ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب خیبر والا دن ہوا (یعنی جنگ خیبر ہوئی) تو اصحاب رسولﷺ میں سے کچھ آدمی آئے اور انہوں نے کہا کہ فلاں شخص شہید ہے اور فلاں شہید ہے' حتیٰ کہ ایک آدمی کے پاس سے وہ گزرے تو کہا' فلاں (بھی) شہید ہے پس نبی ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں' میں نے ایک چادر کی وجہ سے' جو اس نے چرائی تھی' اسے جہنم میں دیکھا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون.

۲۱۸۔ فوائد: معلوم ہوا کہ حقوق العباد' شہادت سے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ نیز مسلمانوں کے مشترکہ مال (قومی خزانے) میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔

٢١٩ ـ وعن أبي قَتَادَةَ الْحارثِ بن رِبْعِيٍّ رضي الله عنه عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ، فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ في سَبِيلِ الله، وَالإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ فقال: يارسولَ الله! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ الله، تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ في سَبِيلِ الله وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ» ثُمَّ قال رسولُ الله ﷺ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قال: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ الله، أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فقال رسولُ الله ﷺ: «نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ قال لِي ذٰلِكَ» رواه مسلم.

۱۵ / ۲۱۹ ۔ حضرت ابو قتادہ' حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ان کے لئے ذکر فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا' سب عملوں سے افضل ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا' یا رسول اللہ! یہ فرمائیے! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں' تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا۔ ہاں' اگر تو اس حال میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کی نیت رکھنے والا' دشمن کی طرف رخ کر کے لڑنے والا ہو' نہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تونے کیسے کہا تھا؟ اس نے کہا' یہ بتلایئے! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھ سے میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہاں' اگر تو قتل کر دیا جائے' جب کہ تو صبر کرنے والا' اللہ سے ثواب کی امید رکھنے والا' دشمن کی طرف رخ کر

کے لڑنے والا اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا نہیں تھا۔ سوائے قرض کے (کہ وہ معاف نہیں ہو گا) اس لئے کہ جبریل نے مجھ سے یہ کہا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفّرت خطاياه إلا الدَّين.

۲۱۹۔ فوائد: اس سے بھی حقوق العباد اور قرض کی اہمیت واضح ہے کہ یہ کسی صورت معاف نہیں ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان حقوق العباد میں کوتاہی سے اور قرضوں کی ادائیگی میں تساہل سے گریز کرے۔

۲۲۰ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه، أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فقال: «إنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطَى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أنْ يَقْضِيَ مَا عَلَيْهِ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ» رواه مسلم.

۱۲ / ۲۲۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس (نقد) درہم ہوں اور نہ سامان۔ آپ نے فرمایا (نہیں، بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئے گا، کسی کو اس نے گالی دی ہو گی، کسی پر بہتان تراشی کی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا۔ پس ان (تمام مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی (تاکہ ان پر کئے گئے ظلم کی تلافی ہو جائے) پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق باقی ہوں، تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا (کیونکہ نیکیوں سے اس کا دامن بالکل خالی ہو جائے گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البرّ، باب تحریم الظلم.

۲۲۰۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز، روزوں کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ جیسے فرائض کا التزام، یقیناً ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کا اہتمام اور معاملات کی درستی بھی نہایت ضروری ہے۔ نجات اسی شخص کی ہو گی جو بیک وقت ان تمام چیزوں کا خیال رکھے گا اور ان کے تقاضوں کو صحیح طریقے سے ادا کرے گا۔ ورنہ اخلاقیات و معاملات سے بے نیازی برت کر صرف عبادات کی ادائیگی یا عبادات سے

غفلت و اعراض کر کے صرف اخلاقیات اور حسن معاملہ کا اہتمام نجات کے لئے کافی نہ ہو گا۔

۲۲۱ ـ وعن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِنَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ» متفقٌ عليه. «أَلْحَنَ» أَيْ: أَعْلَمَ.

۱۷ / ۲۲۱ ۔ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک میں ایک انسان ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو (تاکہ میں فیصلہ کروں) اور شاید تم میں سے بعض آدمی، اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے (فریق) سے زیادہ تیز اور چرب زبان ہو، پس میں جو کچھ سنوں (اور اس سے جس نتیجے پر پہنچوں)، اس کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں (درآں حالیکہ وہ حق پر نہ ہو) پس جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو (دراصل) یہ میں اس کے لئے جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

الحن کے معنی ہیں، زیادہ عالم، ہشیار اور چرب زبان

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأحکام، باب موعظة الإمام للخصوم ـ وصحیح مسلم، کتاب الأقضیة، باب الحکم بالظاهر واللحن بالحجة.

۲۲۱۔ فوائد: اس میں آپ نے وضاحت فرما دی کہ میں بھی ایک انسان ہی ہوں اور جس طرح دوسرے انسان کسی کی چرب زبانی، تیزی اور طراری سے متاثر ہو کر خلاف واقعہ بات کو حقیقت سمجھ لیتے ہیں، مجھ سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ تاہم یہ عصمت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق تبلیغ اور فریضہ رسالت کی ادائیگی سے نہیں ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ (۲) قاضی پیش کئے گئے دلائل کی بنیاد پر ہی فیصلہ دے گا، جن کو وہ راجح اور صحیح سمجھے گا اپنے علم اور گمان کے مطابق نہیں۔ (۳) قاضی کا فیصلہ اگرچہ ظاہر میں نافذ ہو گا۔ لیکن اس سے حرام، حلال اور حلال، حرام نہیں ہو گا (یعنی وہ باطناً نافذ نہیں ہو گا، جیسا کہ احناف کا مسلک ہے) اور کسی نے غلط فیصلہ حاصل کیا ہے تو وہ عنداللہ مجرم ہو گا اور اس کا خمیازہ اسے جہنم کی آگ کی صورت میں بھگتنا ہو گا اِلّا یہ کہ اللہ اسے معاف فرما دے۔

۲۲۲ ـ وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنهما، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَماً حَرَاماً» رواه البخاري.

۱۸ / ۲۲۲ ۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن ہمیشہ اپنے دین کے بارے میں کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ حرام خون (بہانے کا ارتکاب) نہ کرے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، أوائل کتاب الدیات.

۲۲۲۔ فوائد: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ مومن جب تک کسی کا ناحق خون نہیں بہاتا، اسے دین پر عمل

کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے اور دوسرا مفہوم ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے لئے کشادہ رہتی ہے۔ تاہم مآل (انجام) دونوں کا ایک ہی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا زیادہ مستحق اور امیدوار ہوتا ہے اور جوں ہی وہ قتل ناحق کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ کی رحمت کی امید کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا ہے اور وہ ناامیدوں میں سے ہو جاتا ہے۔

٢٢٣ ـ وعن خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الأَنْصَارِيَّةِ، وَهِيَ امْرَأَةُ حَمْزَةَ رضي الله عنه وعنها، قالت: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رواه البخاري.

١٩ / ٢٢٣ ۔ حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور یہ حضرت حمزہؓ کی اہلیہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کچھ لوگ اللہ کے مال (بیت المال) میں ناجائز تصرف کرتے ہیں، پس ایسے لوگوں کے لئے قیامت والے دن جہنم کی آگ ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، وكتاب الجهاد، كتاب فرض الخمس، باب ﴿فأن لله خمسه﴾.

٢٢٣۔ **فوائد:** قومی خزانے میں ناجائز تصرف اور اسے مصالح عامہ کی بجائے مصالح خاصہ کے لئے استعمال کرنا، کبیرہ گناہ ہے۔ جس پر اسے جہنم کی سزا ہو سکتی ہے، اگر اس نے مرنے سے قبل خالص توبہ نہ کی۔

٢٧ ـ بَابُ تَعْظِيمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَبَيَانِ حُقُوقِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتِهِمْ

٢٧۔ مسلمانوں کی حرمات کی تعظیم، ان کے حقوق اور ان پر شفقت و رحمت کرنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ﴾ [الحج: ٣٠] وقال تعالى: ﴿وَمَن يُعَظِّمْ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى ٱلْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾﴾ [الحج: ٣٢] وقال تعالى: ﴿وَٱخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾﴾ [الحجر: ٨٨] وقال تعالى: ﴿مَن قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِى ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾ [المائدة: ٣٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کی (ٹھہرائی ہوئی) حرمتوں کی تعظیم کرے گا؟ پس وہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا، پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، جس نے بغیر کسی جان یا زمین میں فساد کے کسی جان کو (ناجائز) قتل کیا، پس اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو (بچاکر) زندہ کر دیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

اس سلسلے کی احادیث ملاحظہ ہوں:

٢٢٤ ـ وعن أبي موسى رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الْمُؤْمِنُ

١ / ٢٢٤ ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن

لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً» وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. متفقٌ عليه.

کے حق میں' عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور آپ نے (مزید سمجھانے کے لئے) اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب فضل تعاون المؤمنين ـ وصحيح مسلم، كتاب البرّ والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم.

۲۲۴۔ فوائد: اس میں مسلمانوں کو اجتماعیت کا درس دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان اسلامی معاشرے کی ایک اینٹ ہے۔ جس طرح اینٹیں باہم مل کر ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔ اسی طرح مسلمان ایک دوسرے کے معاون اور دست و بازو ہوتے اور باہم دگر پیوست رہتے ہیں۔

۲۲۵ ـ وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ مَرَّ في شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَداً مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ» متفقٌ عليه.

۲/ ۲۲۵۔ انہی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو ہماری مسجدوں میں سے کسی مسجد سے یا بازاروں میں سے کسی بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو اسے اچھی طرح روک کر رکھے یا اس کا اگلا (دھار والا) حصہ مضبوط پکڑ لے' کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف پہنچ جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب المرور في المسجد ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب أمر من مرَّ بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما.... برقم ۲۶۱۵.

۲۲۵۔ فوائد: اسلام نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کا کتنا اہتمام فرمایا ہے۔ لیکن آج اسلحے کی فراوانی کے اس دور میں معاملہ اس کے برعکس ہو گیا ہے اور مسلمان بے محابا اسلحے کا استعمال کر رہے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں' کچھ اور نہیں تو خوشی کے موقعوں پر ہوائی فائرنگ کر کے دہشت پھیلاتے اور لوگوں کو ناگہانی موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں خوف ناک آتش بازی کے دھماکوں سے بھی لوگوں کا آرام و سکون برباد کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آج کا مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات سے کس طرح بے بہرہ یا اس سے بے پروا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

۲۲۶ ـ وعن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ رضي الله عنهما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ في تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ

۳/ ۲۲۶۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومنوں کی مثال' آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں جسم کی طرح ہے۔

وَالْحُمَّى» متفقٌ عليه.

جب اس کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم - وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم.

۲۲۶- **فوائد:** اسی کے ہم معنی یہ حدیث بھی ہے جو صحیح مسلم میں ہے۔ مومن ایک آدمی کی طرح ہیں' جب اس کی آنکھ دکھتی ہے' تو سارا جسم دکھتا ہے اور جب اس کے سر کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۲۲۷ - وعن أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال: قَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضي الله عنهما، وَعِنْدَهُ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، فقال الأَقْرَعُ: إنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحداً. فَنَظَرَ إلَيْهِ رسولُ الله ﷺ فقال: «مَنْ لا يَرْحَمْ لا يُرْحَمْ» متفقٌ عليه.

۴/ ۲۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا' آپ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے' اقرع رضی اللہ عنہ نے کہا' میرے دس بچے ہیں' میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا' جو کسی پر رحم نہیں کرتا' اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله - وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال.

۲۲۷- **فوائد:** چھوٹے بچوں کو پیار و شفقت سے چومنا' انہیں بوسہ دینا نہ صرف جائز بلکہ اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

۲۲۸ - وعن عائشةَ رضي الله عنها قالت: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ عَلَى رسولِ الله ﷺ، فقالوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فقال: «نَعَمْ» قالوا: لَكِنَّا واللهِ مَا نُقَبِّلُ! فقال رسولُ الله ﷺ: «أَوَأَمْلِكُ إنْ كَانَ اللهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُمُ الرَّحْمَةَ!» متفقٌ عليه.

۵/ ۲۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' ہاں۔ انہوں نے کہا' لیکن اللہ کی قسم! ہم تو بوسہ نہیں دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر اللہ تم لوگوں کے دلوں سے رحمت و شفقت کا جذبہ نکال دے تو اس میں میرا کیا اختیار؟ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله - صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال.

۲۲۸- **فوائد:** بچوں سے پیار و شفقت کا اظہار' اس رحمت و رافت کا نتیجہ ہے جو اللہ کی طرف سے دلوں میں

ودیعت کی گئی ہے۔

۲۲۹ ـ وعن جرير بنِ عبدِ الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ لا يَرْحَمِ النَّاسَ لا يَرْحَمْهُ الله» متفقٌ عليه.

۶ / ۲۲۹ ـ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب قوله تعالى ﴿قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن﴾، وكتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ـ وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال.

۲۲۹ـ فوائد: اللہ کی مخلوق کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرنا، اللہ کو بہت پسند ہے، حتیٰ کہ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی۔ اس سے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس حدیث میں انسانوں کا ذکر اس کی خصوصیت کے اعتبار سے ہے، ورنہ جانوروں پر رحم کرنا بھی مطلوب ہے۔

۲۳۰ ـ وعن أبي هُريرة رضي الله عَنهُ، أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ. وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ» متفقٌ عليه.
وفي رواية: «وَذَا الْحَاجَةِ».

۷ / ۲۳۰ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے، تو اسے چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے، اس لئے کہ ان (نمازیوں) میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، اور جب خود تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے نماز طویل کرلے۔ (بخاری و مسلم)
ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں اور حاجت مند (بھی ہوتے ہیں)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إذا صلي لنفسه فليطوّل ما شاء ـ وصحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة فى تمام.

۲۳۰ـ فوائد: اس میں امام کو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے تخفیف صلوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے تاکہ مذکورہ افراد کو تکلیف نہ ہو۔ اس تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ قراءت زیادہ لمبی نہ کی جائے، یہ مطلب نہیں ہے کہ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ استراحت وغیرہ کا صحیح طریقے سے اہتمام ہی نہ کیا جائے، جیسا کہ عام طور پر لوگ اس کا یہی مطلب لیتے ہیں اور تعدیل ارکان کا بالکل خیال نہیں رکھتے، جو سنت ہے اور جس کی بابت نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"۔ اس لئے تعدیل ارکان کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے۔

۲۳۱ ـ وعن عَائشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: إنْ كَانَ رسولُ الله ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ

۸ / ۲۳۱ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض دفعہ) ایسا (نفلی) عمل چھوڑ دیتے تھے جس کا کرنا آپ پسند فرماتے، صرف اس اندیشے سے

النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ. متفقٌ عليه.

کہ کہیں (آپ کو دیکھ کر) لوگ بھی اسے (پابندی سے) کرنے لگیں اور وہ ان پر فرض کر دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي ﷺ علي صلاة الليل والنوافل - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى وأن أقلها ركعتان.

۲۳۱- فوائد: اس میں نبی ﷺ کی اس شفقت کا بیان ہے جو امت کے لئے آپ کے دل میں تھی۔ اس لئے چاہنے کے باوجود بعض دفعہ آپ نفلی عبادت و طاعت سے گریز فرماتے' کہ کہیں وہ امت پر فرض نہ ہو جائے اور پھر امت کے لئے اس کی ادائیگی مشکل ہو۔

۲۳۲ - وَعَنْهَا رضي الله عنها قَالَتْ: نَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ، فقالوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قال: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي» متفقٌ عليه. مَعْنَاهُ يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةَ مَنْ أَكَلَ وَشَرِبَ.

۹ / ۲۳۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان پر شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے وصال (بغیر افطار کئے' مسلسل روزے رکھنے) سے منع فرمایا' تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ خود تو وصال کرتے ہیں' آپ نے فرمایا' میں تم جیسا نہیں ہوں (اس لئے تم مجھے اپنے پر قیاس مت کرو) میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اس کا مطلب ہے کہ اللہ میرے اندر کھانے پینے والے جیسے شخص کی قوت پیدا فرما دیتا ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الوصال - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن الوصال في الصوم.

۲۳۲- فوائد: "میں تم جیسا نہیں ہوں" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں تمہاری طرح انسان نہیں ہوں۔ بلکہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ میرا جو خصوصی ربط و تعلق ہے' وہ تم میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اس تعلق خصوصی کی وجہ سے میرا رب میرے اندر کھائے پیئے بغیر ہی وہ قوت پیدا فرما دیتا ہے جو تمہیں کھانے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے بلا ناغہ مسلسل روزے رکھنا' آپ کی ان خصوصیات میں سے ہے جن کی اقتداء امت کے لئے نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں' بلکہ ممنوع اور حرام ہے۔ ایسے خصوصی معاملات میں' چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت وغیرہ سے' آپ کے فرمان پر عمل ضروری ہو گا' آپ کے عمل پر نہیں۔ البتہ جہاں خصوصیت کی صراحت یا اس کی واضح دلیل نہیں ہو گی وہاں آپ کا عمل بھی واجب الاتباع ہو گا۔

۲۳۳ - وعن أَبِي قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِيٍّ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنِّي لأَقُومُ إِلَى الصَّلاةِ،

۱۰ / ۲۳۳ - حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے لمبا کرنے کا ہوتا

وَأُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ» رواه البخاري.

ہے کہ میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں' پس میں اپنی نماز میں اختصار سے کام لیتا ہوں' اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب من أخف الصلاة عند بکاء الصبيّ.

۲۳۳۔ فوائد: یہاں بھی نماز میں اختصار سے مراد' قراءت کا مختصر کرنا ہے' جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی صراحت بھی ہے۔ فیقرأ بالسورة القصیرة ' بچے کی آواز سننے پر چھوٹی سورت پڑھتے۔ بہرحال اس میں بھی آپ کی اس شفقت کا بیان ہے جو امت کے بارے میں آپ کے اندر تھی' حتیٰ کہ نماز کی حالت میں بھی آپ نے اس کا اظہار فرمایا۔ ﷺ

۲۳۴ ـ وعن جُنْدُبِ بنِ عبدِ الله رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ الله فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ» رواه مسلم.

۱۱/ ۲۳۴۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے صبح کی نماز پڑھی' وہ اللہ کی حفاظت اور عہد میں ہے' پس (تم اس بات کا خیال رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے' اس لئے کہ جس سے بھی وہ اس کا مطالبہ (باز پرس) کرے گا' اسے پکڑ لے گا اور پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة.

۲۳۴۔ فوائد: جو شخص صبح کی نماز پڑھے وہ اللہ کے عہد میں آگیا کہ اب وہ مسلم ہے اب کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے مال یا جان کا نقصان کرے اگر کوئی شخص یہ کام کرتا ہے تو وہ اللہ کی طرف سے اس مسلمان کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑنے کا ارتکاب کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اس عہد شکنی کے متعلق باز پرس فرمائے گا صبح کی نماز سے مراد پانچ وقت کا نمازی ہونا ہے کیونکہ صبح کی نماز مشکل ترین نماز ہے۔

۲۳۵ ـ وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنهما أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قال: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لا يَظْلِمُه، وَلا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ» متفقٌ عليه.

۱۲/ ۲۳۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر زیادتی کرتا ہے' نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو' اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے' جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی

پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب "لا يظلم المسلم المسلم ولا يُسْلِمُه" وكتاب الإكراه، باب يمين الرجل لصاحبه أنه أخوه إذا خاف عليه القتل ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم.

۲۳۵۔ **فوائد:** یہ حدیث اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ اس میں مسلمانوں کو ایک خاندان کے افراد کی طرح رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں کہ جس طرح ایک شخص اپنے بیٹے' بھائی وغیرہ پر کوئی ظلم کرتا' مدد کے وقت اسے بے یار و مددگار چھوڑنا پسند نہیں کرتا' اسے کوئی حاجت ہو تو اسے پوری کرنے کی' کسی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہو تو اسے دور کرنے کی اور اس سے کوئی کوتاہی غلطی ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کی سعی کرتا ہے' یہی معاملہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کا بہترین صلہ اسے دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ گویا یہ اجتماعی کفالت کا ایک بہترین نظام ہے' جس پر اگر مسلمان عمل کریں تو آخرت کی بھلائی کے ساتھ ان کی دنیا بھی جنت نظیر بن سکتی ہے۔ کاش مسلمان اپنے مذہب کی ان روشن تعلیمات کو اپنا سکیں۔

٢٣٦ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لا يَخُونُهُ وَلا يَكْذِبُهُ وَلا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، التَّقْوَى هٰهُنَا، بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ». رواه الترمذيُّ وقال: حديث حسن.

۱۳ / ۲۳۶ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس کی خیانت کرتا ہے' نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے (یا نہ اسے جھوٹا قرار دیتا ہے) نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے۔ ایک مسلمان کی عزت' اس کا مال اور اس کا خون' دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔ کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: جامع ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم.

۲۳۶۔ **فوائد:** یہ حدیث بھی اسی مفہوم کی ہے جو گزشتہ حدیث تھی' بلکہ اس میں اس مفہوم کی مزید تشریح اور وسعت ہے۔ اس میں مسلمانوں کی عزت اور جان و مال کی باہم حفاظت کرنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ' ایک اور نہایت اہم بات یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ تقویٰ کا معاملہ' یہ مسلمان کا اندرونی معاملہ ہے جس کا تعلق دل سے ہے جس میں کوئی جھانک کر نہیں دیکھ سکتا' اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص اپنے بارے میں یہ گمان نہ کرے کہ میں تو بہت نیک اور زہد و تقویٰ کے اونچے مقام پر فائز ہوں اور فلاں مسلمان ایسا

ویسا ہے اور اپنے اس زعم پارسائی میں اسے اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھے۔ کیونکہ ظاہری اعمال اور نیکیوں سے قطع نظر' کوئی شخص فی الواقع ایمان' اخلاص اور تقویٰ کے کس مقام پر فائز ہے؟ اس کا صحیح علم اللہ کے سوا کسی کو ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ تاہم جو فسق و فجور کے علانیہ مرتکب ہوں' ان کی بات اور ہے اور ان سے ان کے فسق و فجور کی وجہ سے نفرت و کراہت کا اظہار' عین ایمان کا تقاضا ہے' تاہم ان کی بھی تحقیر پسندیدہ نہیں۔ گویا نفرت و کراہت اور چیز ہے اور حقیر گرداننا شئی دیگر۔

٢٣٧ ـ وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَحَاسَدُوا وَلا تَنَاجَشُوا وَلا تَبَاغَضُوا وَلا تَدَابَرُوا ولا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لا يَظْلِمُهُ وَلا يَحْقِرُهُ وَلا يَخْذُلُهُ. التَّقْوَى هٰهُنَا ـ وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلاثَ مَرَّاتٍ ـ بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُه» رواه مسلم.

۱۴ / ۲۳۷۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک دوسرے پر حسد مت کرو' نہ خرید و فروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ دو' نہ باہم بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو (یعنی اعراض اور بے رخی مت کرو) اور نہ تمہارا ایک' دوسرے کے سودے پر سودا کرے اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے' نہ اسے حقیر گردانے اور نہ اس کو (مدد کے وقت) بے سہارا چھوڑے' تقویٰ یہاں ہے اور آپ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ ایک شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر تصور کرے۔ ہر مسلمان کا خون' اس کا مال اور اس کی عزت' دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

«النَّجَشُ»: أَنْ يَزِيدَ فِي ثَمَنِ سِلْعَةٍ يُنَادِيَ عَلَيْهَا فِي السُّوقِ وَنَحْوِهِ، وَلا رَغْبَةَ لَهُ فِي شِرَائِهَا بَلْ يَقْصِدُ أَنْ يَغُرَّ غَيْرَهُ، وَهٰذَا حَرَامٌ. «وَالتَّدَابُرُ»: أَنْ يُعْرِضَ عَنِ الإِنْسَانِ وَيَهْجُرَهُ وَيَجْعَلَهُ كَالشَّيْءِ الَّذِي وَرَاءَ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ.

نجش کا مطلب ہے' بازار یا اسی قسم کی اور جگہ میں نیلام کئے جانے والے سامان کی بڑھ کر قیمت لگانا' جب کہ اس کو خود خریدنے میں رغبت نہ ہو' بلکہ زیادہ بولی لگانے سے مقصد دوسرے کو دھوکے میں ڈالنا ہو اور یہ حرام ہے۔ اور تدابر کے معنی ہیں کہ انسان سے بے رخی برتی جائے اور اسے چھوڑ دے اور اسے اس طرح کر دے جیسے کسی چیز کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس.

۲۳۷۔ **فوائد**: اس میں مسلمانوں کی باہم خیر خواہی اور بھائی چارے کے مفہوم کو مزید وسعت دی گئی ہے۔ ایک

حسد سے روکا گیا ہے' جو ایک نہایت قبیح اخلاقی بیماری ہے جس میں انسان دوسرے انسانوں کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا اور آرزو کرتا ہے کہ جو نعمتیں اسے حاصل ہیں' وہ ان سے محروم ہو جائے۔ آپس میں بغض و عداوت اور اعراض و بے رخی سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ یہ بھی اسلامی اخوت کے منافی ہے۔ "نجش" سے روکا گیا ہے جو سراسر دھوکہ اور فریب کا نام ہے اور یہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کے بالکل خلاف ہے جب کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی کا خیر خواہ ہونا چاہئے نہ کہ بدخواہ۔ سودے پر سودا کرنے سے بھی آپس میں بغض و عناد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے' اس لئے اس کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔

٢٣٨ ـ وعن أنسٍ رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «لا يُؤمِنُ أحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفسِهِ» متفقٌ عليه.

۱۶/ ۲۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں تاآنکہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه.... وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير.

۲۳۸۔ فوائد: یہ حدیث بھی گزشتہ مفہوم کی وضاحت کے لئے نہایت جامع ہے۔ کیونکہ جب ایک مسلمان' دوسرے مسلمان کے لئے وہی کچھ پسند کرے گا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے' تو وہ ہر معاملے میں دوسرے مسلمان کے ساتھ خیر خواہی ہی کرے گا' اس کی بدخواہی کبھی نہیں کرے گا اور جب ہر مسلمان اس کردار کو اپنا لے گا تو کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن اور بدخواہ نہیں رہے گا' بلکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا ہمدرد' اس کا معاون اور خیر خواہ ہو گا اور جس معاشرے کا یہ حال ہو' اس کے خوشگوار اور پرسکون ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ کاش مسلمان معاشرے اس سانچے میں ڈھل سکیں۔

٢٣٩ ـ وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «انْصُرْ أخَاكَ ظَالِماً أوْ مَظْلُوماً» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رسولَ الله! أَنْصُرُهُ إذا كَانَ مَظْلُوماً أَرَأَيْتَ إنْ كَانَ ظَالِماً فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قال: «تَحْجُزُهُ ـ أَوْ تَمْنَعُهُ ـ مِنَ الظُّلْمِ فَإنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ» رواه البخاري.

۱۶/ ۲۳۹۔ انہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے بھائی کی مدد کرو' وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے کہا' یا رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں (یہ تو ٹھیک ہے) لیکن یہ بتلائیے! اگر وہ ظالم ہو تو میں کیسے اس کی مدد کروں؟ آپ نے فرمایا' اس کو تم ظلم کرنے سے روک دو' یہی اس کی مدد کرنا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب "أَعِنْ أخاك ظالما أو مظلوما".

۲۳۹۔ فوائد: یہ بھی معاشرے سے ظلم و فساد کے روکنے کے لئے کتنا جامع ارشاد ہے' یعنی مظلوم ہی کی مدد نہ کرو' بلکہ اخلاقی جرأت سے کام لے کر ظالم کو بھی ظلم کرنے سے روکو۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ لیکن

مسلمان کی خیر خواہی کا حق بھی تب ہی ادا ہو گا جب مسلمانوں میں یہ اخلاقی جرأت پیدا ہو گی کہ وہ ظالم کے ہاتھ کو بھی پکڑ سکیں' یا کم از کم زبان سے اس کے خلاف کلمۂ حق بلند کر دیں۔

٢٤٠ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: «حَقُّ الْمُسْلِمِ سِتٌّ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ».

۱۷ / ۲۴۰ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا' بیمار کی بیمار پرسی کرنا' جنازوں کے پیچھے چلنا (ان میں شرکت کرنا) دعوت کا قبول کرنا اور چھینکنے والے کو چھینک کا (یرحمک اللہ سے) جواب دینا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب تیری اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کر۔ جب وہ تیری دعوت کرے تو اسے قبول کر۔ جب وہ تجھ سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اس سے خیر خواہی کر' جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اسے (یرحمک اللہ کہہ کر) جواب دے۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کر اور جب وہ مر جائے تو اس کے پیچھے چل (یعنی اس کے جنازے میں شریک ہو)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، وكتاب النكاح، وكتاب الأشربة، وغيرهامن الكتب ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب "من حق المسلم على المسلم ردّ السلام".

۲۴۰۔ فوائد: حقوق مذکورہ کو مسلمانوں کے باہمی حقوق قرار دے کر مسلمانوں کے مابین اخوت و محبت کے تعلق کو مضبوط تر کر دیا گیا ہے۔ یہ باتیں بظاہر اتنی بڑی نہیں ہیں لیکن انجام اور نتیجے کے اعتبار سے بہت بڑی ہیں۔ بیشک ان کی ادائیگی سے معاشرہ روبہ اصلاح ہو سکتا ہے۔

٢٤١ ـ وعن أبي عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بن عازبٍ رضي الله عنهما قال: أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ

۱۸ / ۲۴۱ ـ حضرت ابو عمارہ' براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا' ہمیں حکم فرمایا' مریض کی مزاج پرسی کرنے کا' جنازوں کے پیچھے چلنے کا' چھینک کا جواب دینے کا' قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا' مظلوم کی مدد کرنے کا' دعوت

السَّلام. وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمَ أَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ. متفق عليه.

کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام کو پھیلانے کا (یعنی بکثرت السلام علیکم کہنے کا) اور ہمیں منع فرمایا' سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے' چاندی کے برتنوں میں (کھانے) پینے سے' سرخ ریشمی گدوں کے استعمال سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے' حریر' استبرق اور دیباج کے استعمال سے۔ (یہ تینوں ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں)۔ (بخاری و مسلم)

وفي رواية: وَإِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي السَّبْعِ الأُوَلِ. «الْمَيَاثِر» بياءٍ مثنّاةٍ قَبْلَ الألِف، وَثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ بَعْدَهَا، وَهِيَ جَمْعُ مَيْثَرَةٍ، وَهِيَ شَيْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيرٍ وَيُحْشَى قُطْناً أَوْ غَيْرَهُ، وَيُجْعَلُ فِي السَّرْجِ وَكُورِ الْبَعِيرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ. «الْقَسِّيُّ» بفتح القاف وكسر السين المهملة المشدّدة: وَهِيَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيرٍ وَكَتَّانٍ مُخْتَلِطَيْنِ. و«إِنْشَادُ الضَّالَّةِ»: تَعْرِيفُهَا.

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پہلی سات باتوں میں گم شدہ چیز کی تشہیر کرنے کا حکم دیا (تاکہ مالک کا پتہ چل جائے)

میاثر (یا' پھر الف اور پھر ثاء) یہ میثرہ کی جمع ہے۔ یہ ایسی چیز (گدی) ہے جسے ریشم سے بنا کر' اسے روئی وغیرہ سے بھر دیا جاتا ہے اور اس کو گھوڑوں کی کاٹھیوں اور اونٹوں کے کجاووں پر رکھا جاتا ہے' جس پر گھوڑے اور اونٹ پر سواری کرنے والا بیٹھتا ہے۔ قَسِّی (قاف پر زبر اور سین مشدد پر زیر) ایسے کپڑے جو ریشم اور سوت ملا کر بنائے جاتے ہیں۔ إِنْشَادُ الضَّالَّةِ کا مطلب ہے' گم شدہ چیز کا اعلان اور تشہیر کرنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، وكتاب الأشربة، باب آنية الفضة، وغيرها من الكتب ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء.

۲۴۱ فوائد: قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کر دینے کا مطلب ہے کہ کوئی شخص تم پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ اللہ کی قسم' تم فلاں کام ضرور کرو۔ تو تم اس کے اعتماد کو مجروح مت کرو اور اس کام کو کر کے اس کی قسم پوری کر دو۔ بشرطیکہ وہ کام حرام نہ ہو' اس کا تعلق مباحات اور مکارم اخلاق سے ہو۔ سونا اور ہر قسم کا ریشمی لباس صرف مردوں کے لیے حرام ہے' کیونکہ اسلام میں مردوں میں نسوانیت اور سہل انگاری کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں جائز ہیں۔

٢٨ ـ بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّهْيِ

۲۸۔ مسلمانوں کے عیوب کے چھپانے اور بغیر ضرورت کے ان کی اشاعت کے ممنوع

عَنْ إِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضَرُورَةٍ

ہونے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ﴾ [النور: ١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بلا شبہ وہ لوگ جو اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں' ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (سورۂ نور' ۱۹)

٢٤٢ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْداً فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رواه مسلم.

۱/ ۲۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو بندہ کسی بندے کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب بشارة من ستر الله تعالي عيبه في الدنيا بأن يستر عليه في الآخرة.

۲۴۲۔ **فوائد:** لوگوں کے عیوب اور ان کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی' مکارم اخلاق میں سے اور اللہ کی صفت ستاری کی مظہر ہے' اس لیے اللہ کو یہ خوبی بہت پسند ہے اور قیامت والے دن وہ بھی اس شخص کو اسی قسم کی جزا دے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور اس سے باز پرس ہی نہیں فرمائے گا۔ یا اگر باز پرس کرے گا تو علی رؤس الاشہاد نہیں' بلکہ تنہائی میں کرے گا' تا کہ کسی اور کے سامنے اسے شرمندگی نہ ہو' پھر چاہے گا تو معاف فرمادے گا یا کچھ عرصے کے لیے اسے بطور سزا جہنم میں بھیج دے گا۔

٢٤٣ ـ وعنه قال: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عنه» متفق عليه.

۲/ ۲۴۳۔ انہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے میری امت کا ہر فرد درگزر کے قابل ہو گا' سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرنے والے ہوں گے اور یہ بھی علانیہ گناہ میں سے ہے کہ آدمی رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے' پھر صبح کو' باوجود اس بات کے کہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا (اسے لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیا) وہ کہے' اے فلاں شخص! گزشتہ رات میں نے اس اس طرح (کام) کیا حالانکہ اس نے وہ رات اس طرح گزاری تھی کہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کر دی تھی اور یہ صبح کو وہ پردہ چاک کر رہا ہے جو اللہ نے اس پر ڈال دیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ستر المؤمن على نفسه ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهي عن هتك الإنسان ستر نفسه.

۲۴۳۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ بتقاضائے بشریت کسی گناہ کا ہو جانا' جس پر انسان کو ندامت بھی ہو اور اس کا وہ اظہار بھی نہ کرے اور بات ہے' اللہ کے ہاں اس کی معافی کی امید ہے اور بصورت توبہ تو معافی یقینی ہے۔ لیکن علانیہ گناہ کرنا اور بات ہے' اس کے مرتکب کا دل ایک تو اللہ کے خوف سے' دوسرے اللہ کے احکام کی توقیر اور وقعت سے خالی ہے۔ تیسرے' ایسا شخص بالعموم توبہ کی توفیق سے بھی محروم ہی رہتا ہے۔ چوتھے' اللہ کی نافرمانی کا فخریہ طور پر اظہار' اللہ کے غضب و انتقام کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ایسا شخص پھر اللہ کے ہاں کیوں کر قابل معافی ہو سکتا ہے؟

٢٤٤ ـ وعنه عن النبيِّ ﷺ قال: «إذَا زَنَتِ الأَمَةُ فتبيَّنَ زِناهَا فَلْيَجْلِدْها الْحَدَّ، وَلا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الحَدَّ وَلا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ» متفق عليه.

۳ / ۲۴۴۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جب لونڈی بدکاری کا ارتکاب کرے اور اس کا یہ گناہ ظاہر ہو جائے تو اس پر حد جاری کرے اور اس کو ملامت (ڈانٹ ڈپٹ) نہ کرے۔ پھر اگر دوبارہ بدکاری کرے تو اس پر حد جاری کرے اور اسے ملامت نہ کرے' پھر اگر تیسری مرتبہ یہ کام (زنا) کرے تو اسے بیچ دے اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض ہی (اسے بیچنا پڑے) (بخاری و مسلم)

«التَّثْرِيبُ»: التَّوبيخُ.

تثریب کے معنی ہیں' توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق، وكتاب المحاربين، باب إذا زنت الأمة ـ وصحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى.

۲۴۴۔ **فوائد:** لونڈی کی حد زنا پچاس کوڑے ہیں۔ یہ سزا خود مالک بھی دے سکتا ہے' جیسا کہ اس حدیث میں مالک ہی سے خطاب ہے۔ توبیخ و ملامت نہ کرنے سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ شاید آئندہ اس گناہ سے باز رہے' کیونکہ بعض دفعہ پیار اور نرمی بھی بہت موثر ثابت ہوتی ہے۔ اگر اس صنف نازک پر کلام نرم و نازک بے اثر ہو تو سہ بارہ یہ کام کرنے پر اسے بیچ ڈالے' چاہے اسے برائے نام ہی قیمت وصول ہو۔

٢٤٥ ـ وعنه قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْراً قال: «اضْرِبُوهُ» قال أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللهُ قال: «لا تَقُولُوا هٰكَذَا لا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ» رواه البخاري.

۴ / ۲۴۵۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی' آپ نے فرمایا' اسے زد و کوب کرو' ابو ہریرہؓ کہتے ہیں' پس ہم میں سے کوئی اسے ہاتھ سے' کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مار رہا تھا' پھر جب وہ (آدمی) چلا گیا تو بعض نے کہا' اللہ تجھے رسوا کرے' آپ نے فرمایا اس طرح مت کہو' اس کے

مقابلے میں شیطان کی مدد مت کرو۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر، باب الضرب بالجريد والنعال.

۲۴۵۔ **فوائد**: یعنی ایک مسلمان کے حق میں بد دعاء کرنا' شیطان کی مدد کرنا ہے' کیونکہ شیطان کا مشن بھی مسلمانوں کو گمراہ کرنا اور انہیں دنیا و آخرت کی رسوائیوں کا مستحق قرار دلوانا ہے۔ اس حدیث سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جن کے نزدیک شراب نوشی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اس کے لیے تعزیری سزا ہے جو حالات کے مطابق کم و بیش ہو سکتی ہے۔ لیکن دوسرے علماء' جو اس کی حد۔ چالیس کوڑے۔ کے قائل ہیں' وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مذکورہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ اس کی حد مقرر نہیں ہوئی تھی۔ جب نبی ﷺ نے بعد میں چالیس کوڑوں کی سزا دی' تو اب یہی اس کی متعین حد ہے' حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں اسی پر عمل کیا۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے چالیس کوڑوں میں مزید اضافہ کر کے اس کی سزا اسی (۸۰) کوڑے کر دی۔ اس کی بابت یہ علماء کہتے ہیں کہ اصل حد تو چالیس کوڑے ہی ہیں۔ مزید چالیس کوڑے تعزیری سزا تھی' جس کا حق امام وقت کو حاصل ہے کہ اگر وہ ضرورت محسوس کرے تو اصل حد کے ساتھ تعزیری سزا بھی' جو وہ مناسب سمجھے' دے سکتا ہے۔ یہی دوسرا قول راجح ہے کہ شراب نوشی کی حد مقرر ہے (اس کی سزا تعزیری نہیں) اور وہ ہے چالیس کوڑے۔ جس میں بطور تعزیر اضافے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔
(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' اسلام کا نظام تعزیرات۔ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز الداؤد' اردو ترجمہ)

٢٩ ـ بَابُ قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُسْلِمِينَ
۲۹۔ مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے کا بیان

قالَ اللهُ تعالى: ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الحج: ٧٧].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' تم بھلائی کرو' تا کہ فلاح پاؤ۔ (سورۂ حج' ۷۷)

٢٤٦ ـ وعن ابن عمرَ رضي الله عنهما أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لا يَظْلِمُهُ وَلايُسْلِمُهُ. مَنْ كَانَ في حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ في حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» متفق عليه.

۱/ ۲۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرتا' نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے' جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو' اللہ اس کی حاجت پوری فرمانے میں لگا ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ متفق علیہ (یہ حدیث باب تعظیم حرمات المسلمین' حدیث نمبر ۲۳۵ میں گزر چکی ہے)

تخريج: سبق تخريجه في باب تعظيم حرمات المسلمين حديث رقم٢٣٥.

۲۴۶۔ **فوائد**: اس میں اس امر کی ترغیب دی گئی ہے کہ بغیر کسی دنیوی مفاد یا مقصد کے، محض رضائے الٰہی کے لیے، مسلمانوں کی حاجات و ضروریات پوری کی جائیں، یہ نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ ایسے شخص کی حاجات خود اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے اور آخرت میں اس کا جو اجر عظیم ملے گا، وہ الگ ہے۔

٢٤٧ ـ وعن أبي هُريرةَ رضي الله عنهُ عن النبيِّ ﷺ قال: «مَن نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، واللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ تَعَالَى، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ» رواه مسلم.

۲۴۷/ ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست اور عسیر الحال (بدحال) پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم (دین) تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کی تدریس (سیکھتے یا سکھلاتے بحث و تکرار) کرتے ہیں، تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں اور جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الدعوات، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن...

۲۴۷۔ **فوائد**: اس میں مذکورہ فوائد کے علاوہ اور بہت سی اہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً تنگ دست پر آسانی کرنے کی فضیلت، علم شریعت حاصل کرنے کی سعی و کاوش کی فضیلت، قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے درس و تدریس اور افہام و تفہیم کے لیے اجتماع کی ترغیب و فضیلت اور یہ جو گھروں میں ختم قرآن کی محفلیں منعقد کر

کے ان سے فوت شدگان کی بخشش و مغفرت کی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں یہ الگ صورت ہیں جو ایک رسم و رواج سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں' کوئی کام خلاف سنت نہیں ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں نسبت پر اعتماد کرنے کی بجائے' اعمال صالحہ اختیار کرنے کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے۔ یہ حدیث ان لوگوں کے لیے باعث عبرت ہے جو اعمال صالحہ اور اخلاق عالیہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے اور صرف خاندانی عزت و شرافت پر اتراتے ہیں۔

٣٠ ـ بابُ الشَّفَاعَةِ

٣٠۔ شفاعت کا بیان (کسی کی سفارش کرنا)

قال الله تعالى: ﴿مَّن يَشْفَعْ شَفَٰعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُۥ نَصِيبٌ مِّنْهَا﴾ [النساء: ٨٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے کوئی اچھی سفارش کی' اس کے لیے بھی اس میں سے حصہ ہو گا۔ (النساء' ٨۵)

٢٤٨ ـ وعن أبي موسى الأشعريِّ رضي الله عنه قال: كان النَّبيُّ ﷺ إذَا أَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَى جُلَسَائِهِ فقال: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا أَحَبَّ» متفقٌ عليه. وفي رواية: «مَا شَاءَ».

١/ ٢۴٨۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی ضرورت مند آتا' تو آپ اپنے شرکائے مجلس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے' (اس کے لیے) سفارش کرو' تمہیں (بھی) اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے' فیصلہ فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے' جو چاہتا ہے (فیصلہ فرما دیتا ہے)۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكوة، باب التحريض على الصدقة ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام.

٢۴٨۔ فوائد: اس میں جس سفارش کی ترغیب دی گئی ہے' وہ حلال و مباح امور میں ہے۔ حرام کام یا اسقاط حد (مقررہ شرعی سزا کی معافی) کے لیے سفارش کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

٢٤٩ ـ وعن ابنِ عباسٍ رضي الله عنهما في قِصَّةِ بَرِيرَةَ وَزَوْجِهَا قال: قال لَهَا النَّبيُّ ﷺ: «لَوْ رَاجَعْتِهِ؟» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَأْمُرُنِي؟ قال: «إِنَّمَا أَشْفَعُ» قَالَتْ: لا حَاجَةَ لِي فِيهِ. رواه البخاري.

٢ / ٢۴٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بریرہؓ اور اس کے خاوند کے قصے میں منقول ہے کہ اس (بریرہؓ) سے نبی ﷺ نے فرمایا' اگر تو اس (مغیث' خاوند) سے رجوع کر لے (تو اچھا ہے) اس نے کہا' کیا آپ (رجوع کرنے کا) مجھے حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' نہیں' میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔ اس نے کہا' مجھے (مغیث) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة.

٢۴٩۔ فوائد: حضرت بریرہؓ' حضرت عائشہؓ کی لونڈی تھیں' جو ایک غلام مغیث کے نکاح میں تھیں۔ انہیں

حضرت عائشہؓ نے آزاد کر دیا' آزادی کے بعد اسلام نے لونڈی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے غلام خاوند کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرے' تو نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا یہ حق استعمال کرتے ہوئے اپنے خاوند مغیث سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مغیث کو بریرہؓ سے بڑی محبت تھی' وہ اس کے پیچھے پیچھے پھرتا اور اس کی منت سماجت کرتا کہ تعلق زوجیت منقطع نہ کرے۔ جب نبی ﷺ کو اس بات کا اور مغیث کی حالت زار کا علم ہوا' تو آپ نے بریرہ سے سفارش کی کہ وہ اپنے خاوند سے رجوع کر کے اس سے تعلق زوجیت بحال کر لے۔ لیکن چونکہ یہ حکم شرعی نہیں تھا' ایک مشورہ اور سفارش ہی تھی' اس لئے بریرہؓ نے اس مشورے کو اپنے لئے مفید تصور نہیں کیا اور اسے قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے شخصی حقوق اور شخصی آزادی کو تسلیم کیا ہے اور اس کا وہ پورا احترام کرتا ہے' بشرطیکہ وہ دائرہ شریعت سے متجاوز نہ ہو۔ اس آزادی کو جبرو اکراہ سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

٣١ ـ بَابُ الإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

۳۱۔ لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا بیان

قَالَ الله تعالى: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَىٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَٰحٍۭ بَيْنَ ٱلنَّاسِ﴾ [النساء: ١١٤] وقال تعالى: ﴿وَٱلصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء: ١٢٨] وقال تعالى: ﴿فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَصْلِحُوا۟ ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الأنفال: ١] وقال تعالى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی اکثر سرگوشیوں (مشوروں) میں کوئی بھلائی نہیں' مگر جو حکم کرے صدقہ کرنے کا' بھلائی کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا۔ (سورۃ النساء' ۱۱۴)

اور فرمایا: صلح بہتر ہے۔ (سورۂ نساء' ۱۲۸)

اور فرمایا' پس اللہ سے ڈرو' اور آپس میں صلح کرو۔ (الانفال' ۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مسلمان جو ہیں' سو وہ بھائی ہیں' پس تم دو بھائیوں کے درمیان ملاپ کرا دو۔ (الحجرات' ۱۰)

٢٥٠ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «كُلُّ سُلامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ. وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۲۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ (واجب) ہے' ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ تیرا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر دینا (ان کے درمیان انصاف کے تقاضوں کے مطابق صلح کرا دینا) صدقہ ہے' تیرا کسی آدمی کی' اس کی سواری کے معاملے میں' مدد کرنا کہ تو اس کو اس پر سوار کرا دے' یا اس کے اوپر اس کا سامان رکھوا دے' صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا صدقہ ہے' ہر وہ قدم جو تو نماز کے لیے اٹھائے' صدقہ

ہے' تیرا راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا' صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ومعنى «تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا»: تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ.

تعدل بینهما کے معنی ہیں۔ انصاف سے ان کے درمیان صلح کرا دینا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من أخذ بالركاب ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

۲۵۰۔ **فوائد:** اللہ تعالیٰ نے انسانی ڈھانچہ لچک دار بنایا ہے' یعنی ان میں ایسے جوڑ لگائے ہیں' جن کی وجہ سے اس کے لیے ہر قسم کی حرکت ممکن رہے۔ اگر یہ جوڑ نہ ہوتے تو اعضاء حرکت کرنے کے قابل نہ ہوتے' اگر ایسا ہوتا تو انہیں حسب منشاء استعمال کرنا اس کے لیے نا ممکن رہتا۔ اس اعتبار سے یہ جوڑ' اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ ہر انسان میں یہ جوڑ تین سو ساٹھ کی تعداد میں ہیں (جیسا کہ دوسری حدیث میں وضاحت ہے) یہ بھی اس کا احسان ہے کہ ادائیگی شکر کی نہایت آسان مختلف صورتیں بتلا دی ہیں جس کی کچھ تفصیل مذکورہ حدیث میں بیان ہوئی ہے اور بعض روایات میں اس کے لیے طلوع شمس کے بعد دو رکعت پڑھ لینے کو کافی قرار دیا گیا ہے اور بعض میں کہا گیا ہے کہ اگر کچھ نہ ہو سکے تو لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنا بھی صدقہ ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

٢٥١ ـ وعن أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بن أَبي مُعَيطٍ رضي الله عنها قَالت: سمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيسَ الْكَذَّابُ الَّذي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنمِي خَيْراً، أَوْ يَقُولُ خَيْراً» متفقٌ عليه.

۲ / ۲۵۱۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ بن ابی معیط بیان کرتی ہیں کہ میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے' وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے پس وہ بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے (یعنی دو لڑے ہوئے شخصوں کو قریب لانے کے لیے اپنی طرف سے باتیں بنا کر پیش کرتا ہے درآں حالیکہ وہ باتیں ان کی نہیں ہوتیں) (بخاری و مسلم)

وفي رواية مسلمٍ زيادة، قالت: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ في شَيْءٍ مما يَقُولُهُ النَّاسُ إلَّا في ثَلاثٍ؛ تَعْنِي: الْحَرْبَ، وَالإِصْلاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو' ان باتوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں' کسی بات کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا' سوائے تین باتوں کے۔ لڑائی کے بارے میں' لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور مرد کی اپنی بیوی سے اور عورت کی اپنے خاوند سے گفتگو میں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب ليس الكذّاب الذي ... ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه.

۲۵۱۔ **فوائد:** اس حدیث میں ایک نہایت اہم اصول کی نشاندہی کی گئی ہے کہ معاشرتی اصلاح یا خانگی اصلاح یا عام مسلمانوں کے مفاد کے لیے اگر جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آئے' تو حرام ہونے کے باوجود' ان تینوں مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ دو مسلمان بھائی' آپس میں لڑے ہوئے ہوں' تو ان کے باہم بغض و عناد کو دور کرنے اور انھیں ایک دوسرے کے قریب لانے کے لیے' کوئی شخص اپنے طور پر ایک دوسرے کے بارے میں اچھی باتیں پہنچاتا ہے تا کہ وہ صلح کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ (۲) لڑائی کے موقعے پر دشمن کو اصل صورت حال سے بے خبر رکھنے کے لیے (کہ یہ بھی بعض دفعہ جنگ جیتنے کے لیے ناگزیر ہوتا ہے) جھوٹ بولا جائے۔ (۳) اسی طرح گھریلو زندگی کی خوش گواری کے لیے بعض دفعہ خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کوئی بات چھپانے کی ضرورت لاحق ہو جاتی اور اس کے لیے جھوٹ بولنا ناگزیر ہو جاتا ہے' چنانچہ شریعت نے اس کی بھی اجازت دے دی ہے۔

٢٥٢ ـ وعن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالت: سمع رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوم بِالْبَاب عَالِيَةٌ أَصْوَاتُهما، وإذا أَحَدُهُمَا يَسْتَوضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ! لا أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فقال: «أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟»، فقال: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَلَهُ أَيُّ ذلِكَ أَحَبَّ. متفقٌ عليه.

۳ / ۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی اونچی آوازیں سنیں۔ ان میں سے ایک' دوسرے سے قرضے میں کمی اور کچھ نرمی کا مطالبہ کر رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا' اللہ کی قسم میں (یہ) نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور پوچھا' وہ شخص کہاں ہے جو اللہ پر قسم کھا رہا تھا کہ وہ نیکی نہیں کرے گا؟ وہ شخص بولا کہ میں ہوں یا رسول اللہ! (اور ساتھ ہی اس نے نرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا) اور اسے (ان دونوں میں سے) اس چیز کا اختیار ہے جسے وہ پسند کرے (یعنی قرض میں کچھ کمی کرا لے یا مہلت لے لے)

(بخاری و مسلم)

معنى «يَستوضِعُهُ»: يَسْأَلُهُ أَنْ يَضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَيْنِهِ. وَ«يَسْتَرْفِقُهُ»: يَسْأَلُهُ الرِّفْقَ وَ«الْمُتَأَلِّي»: الْحَالِفُ.

یستوضع کے معنی ہیں کہ وہ اس سے قرض کی رقم میں کچھ کمی کرانا چاہتا تھا اور یسترفقہ کا مطلب ہے' اس سے نرمی کا سوال کرتا تھا۔ متألی کے معنی ہیں' حلف (قسم) اٹھانے والا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب هل يشير الإمام بالصلح؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب استحباب الوضع من الدين.

۲۵۲۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ تنگ دست مقروض کے ساتھ احسان کرنا مستحب ہے یعنی کچھ قرض معاف کر دے یا اس کو ادائیگی قرض میں (آسانی تک) مہلت دے دے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وان کان ذو

عسرة فنظرة الی میسرة وان تصدقوا خیرلکم (البقرہ' ۲۸۰) "مقروض اگر تنگ دست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دے دو' اور اگر تم معاف ہی کر دو' تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے"۔ (۲) کوئی شخص نیکی نہ کرنے کا ارادہ ظاہر کرے تو اسے زجر و توبیخ کی جائے تا کہ وہ اپنا ارادہ ترک کر کے نیکی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ (۳) باہم جھگڑنے والوں کو یوں ہی نہ چھوڑ دیا جائے' بلکہ ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ (۴) جھگڑنے والوں کو بھی مصلحین کے ساتھ تعاون اور ان کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے۔

۲۵۳ ـ وعن أبي العباس سهل بن سعدِ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بن عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ، فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ في أُنَاسٍ مَعَهُ، فَحُبِسَ رسُولُ الله ﷺ وَحَانَتِ الصَّلاةُ، فَجَاءَ بِلالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما فقال: يَاأَبَا بَكْرٍ! إِنَّ رسولَ الله ﷺ قَدْ حُبِسَ، وَحَانَتِ الصَّلاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قال: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلالٌ الصَّلاةَ، وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ، وَجَاءَ رسُولُ الله ﷺ يَمْشِي في الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَأَخَذَ النَّاسُ في التَّصْفِيقِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه لا يَلْتَفِتُ في صَلاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ، فَإِذَا رسولُ الله ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رسُولُ الله ﷺ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رسُولُ الله ﷺ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ في الصَّلاةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ؟! إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ. مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ في صَلاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ الله، فَإِنَّهُ لا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ: سُبْحَانَ

۴ / ۲۵۳۔ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کی معیت میں ان کے درمیان صلح کرانے کی نیت سے تشریف لے گئے' وہاں آپ کو کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ پس بلال رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ تو وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے' کیا آپ لوگوں کی امامت کرائیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں' اگر تم چاہتے ہو' بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے ہوئے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھی اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے' حتیٰ کہ ایک صف میں کھڑے ہو گئے' لوگوں نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کرنے کے لیے) تالیاں بجانی شروع کر دیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب لوگوں کی تالیاں زیادہ ہو گئیں تو متوجہ ہوئے (اور دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا' پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا' اللہ کی حمد کی اور الٹے پاؤں آپ کے پیچھے ہٹے' یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ آگے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی' جب نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' لوگو! تمہیں کیا ہے کہ جب تمہیں نماز میں کوئی

اللهِ، إلَّا الْتَفَتَ. يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟»، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. متفقٌ عليه.

نئی چیز پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ (کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ) تالیاں بجانا تو صرف عورتوں کے لیے (مشروع) ہے (اس لیے یاد رکھو کہ) جب نماز میں کسی کو کوئی نئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے' اس لیے کہ جو بھی سبحان اللہ کہتے ہوئے سنے گا' تو وہ متوجہ ہو گا' (پھر فرمایا) اے ابوبکرؓ ' تمہیں جب میں نے اشارہ کر دیا تھا (کہ نماز پڑھاتے رہو) تو پھر تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ حضور ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔

(بخاری و مسلم)

معنى «حُبِسَ»: أَمْسَكُوهُ لِيُضِيفُوهُ.

حبس کے معنی ہیں کہ لوگوں نے آپ ؐ کو آپ کی مہمان نوازی کے لیے روک لیا۔

تخریج: صحيح بخاري، أحكام السهو، باب الإشارة في الصلوٰة - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلى بهم إذا تأخر الإمام....

۲۵۳۔ **فوائد**: بنو عمرو بن عوف' اوس کا ایک بڑا قبیلہ تھا' جس میں کئی خاندان تھے' یہ قباء میں رہائش پذیر تھے' ان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے پر خشت باری اور سنگ زنی کی' اطلاع ملنے پر رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے گئے جس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا بہت ضروری ہے تا کہ جھگڑا شدت اختیار نہ کرے۔ ابتداء میں ہی صلح کا اہتمام نہ کیا جائے تو جھگڑا شدت و وسعت اختیار کر جاتا ہے اور پھر صلح کا کام بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ (۲) یکے بعد دیگرے' ایک ہی نماز دو اماموں کے پیچھے پڑھی جا سکتی ہے۔ (۳) نماز کی حالت میں امام کو متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ البتہ عورتیں صرف تالیاں بجائیں۔ (۴) بوقت ضرورت نماز میں التفات (تھوڑا سا مڑ کر یا کن انکھیوں سے دیکھنا) جائز ہے' اسی طرح آگے پیچھے کرنا بھی جائز ہے۔ یہ وہ عمل کثیر نہیں ہے جس سے نماز باطل ہو جائے۔

٣٢ - بَابُ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِينَ وَالْفُقَرَاءِ وَالْخَامِلِينَ

۳۲۔ کمزور' فقیر اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور روکے رکھ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور

﴿يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ [الكهف: ٢٨].

شام، طالب ہیں اس کی رضا کے، اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر۔

٢٥٤ ـ عن حارثة بن وهب رضي الله عنه قال: سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ» متفقٌ عليه.

١/ ٢٥٤۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر آپ نے خود ہی جواب دیا) ہر کمزور، جو کمزور سمجھا جاتا ہے، اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر جواب دیا) ہر تند خو سرکش، بخیل (یا اترا کر چلنے والا) اور متکبر شخص۔ (بخاری و مسلم)

«الْعُتُلُّ»: الْغَلِيظُ الْجَافِي. وَ«الْجَوَّاظُ» بفتح الجيم وتشديدِ الواوِ وبالظاءِ المعجمة: وَهُوَ الْجَمُوعُ الْمَنُوعُ، وَقيلَ: الضَّخْمُ الْمُخْتَالُ في مِشْيَتِهِ، وَقيلَ: الْقَصِيرُ الْبَطِينُ.

العتل، تند خو، سرکش۔ جواظ (جیم پر زبر واؤ مشدد اور نقطے والے ظاء کے ساتھ) جمع کر کر کے رکھنے والا بخیل اور بعض کے نزدیک، فربہ بدن، اترا کر چلنے والا اور بعض کے نزدیک، کوتاہ قامت توند والا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالي: ﴿عتلّ بعد ذلك زنيم﴾ - وصحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبّارون، والجنة يدخلها الضعفاء.

٢٥٤۔ فوائد: اس میں ان کمزور، غریب اور گوشہ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے، جن کو کوئی امتیازی مقام معاشرے میں حاصل نہیں ہوتا، لیکن ایمان و تقویٰ کے وہ ایسے مقام بلند پر فائز ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔ اس میں تواضع اور گمنامی کی فضیلت اور تکبر، بخل اور شہرت و ناموری کی ہوس کی مذمت ہے۔

٢٥٥ ـ وعن أبي العباس سهلِ بن سعدٍ الساعِدِيِّ رضي الله عنه قال: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؛ فقال لرجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: «مَا رَأْيُكَ في هٰذَا؟»، فقال: رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، هٰذَا وَاللهِ! حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ. فَسَكَتَ رسولُ الله ﷺ، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ، فَقالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأْيُكَ في

٢/ ٢٥٥۔ حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا، تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے فرمایا، تیری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، معزز لوگوں میں سے ہے، اللہ کی قسم، یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر (کسی کی) سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ (یہ جواب سن کر) خاموش

هٰذَا؟»، فقال: يا رسولَ اللهِ! هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ. فقال رسول الله ﷺ: «هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا» متفقٌ عليه.

رہے۔ پھر ایک اور آدمی (وہاں سے) گزرا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے پھر پوچھا' اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ! اس شخص کا تعلق فقراء مسلمین سے ہے' یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات سنی نہ جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ فقیر' پہلے شخص جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

قوله: «حَرِيٌّ» هُوَ بفتحِ الحاءِ وكسرِ الراءِ وتشديدِ الياءِ: أيْ حَقِيقٌ. وقوله: «شَفَعَ» بفتح الفاءِ.

حری۔ حاء پر زبر' راء پر زیر اور یاء پر تشدید' لائق ہے۔ اور شَفَعَ' فاء کے زبر کے ساتھ ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين. ——— امام مسلم نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی ہے' اس لیے یہ افراد بخاری میں سے ہے' جیسا کہ بہت سے ائمہ نے وضاحت کی ہے۔

۲۵۵- **فوائد**: اس میں ان فقرائے مسلمین کی فضیلت و عظمت کا بیان ہے جنہیں معاشرے میں ان کی غربت کی وجہ سے نہ کوئی جانتا ہے نہ ان کا احترام ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کے ہاں ان میں کا ایک ایک شخص' دنیا بھر کے انسانوں سے بہتر ہے جو ایمان و تقویٰ سے محروم ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں اصل اہمیت ایمان و تقویٰ کی ہے نہ کہ نسب اور ظاہری شان و شوکت کی۔ (۲) نکاح کے لئے نیک مردوں اور نیک عورتوں کا انتخاب کیا جائے' چاہے وہ غریب ہی ہوں' کیونکہ دینی اعتبار سے' وہ دوسرے مسلمان کا کفو (ہم پلہ) ہیں۔ یعنی دینی کفاء ت (قرب' تناسب اور برابری) دیکھی جائے' محض دنیاوی کفاء ت ہی کا خیال نہ رکھا جائے۔

٢٥٦ ـ وعن أبي سعيدٍ الخدري رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قال: «احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فقالتِ النَّارُ: فِيَّ الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِينُهُمْ، فَقَضَى اللهُ بَيْنَهُمَا: إِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَإِنَّكِ النَّارُ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا» رواه مسلم.

۳ / ۲۵۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا۔ جہنم نے کہا' میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے اور جنت نے کہا' میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے' پس اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا' (جنت سے کہا) تو جنت' میری رحمت ہے' تیرے ذریعے سے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا (اور دوزخ سے کہا) تو جہنم میرا عذاب ہے' میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا' تم دونوں کا بھرنا میری ذمے داری ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبّارون، والجنة

يدخلها الضعفاء.

۲۵۶- **فوائد:** حدیث میں ضعفاء و مساکین سے مراد' وہ اہل ایمان و تقویٰ ہیں' جو صبر و قناعت سے زندگی گزار دیتے ہیں' لیکن دنیا کمانے کے لئے مکر و فریب سے کام نہیں لیتے۔ حدیث میں ان کے لئے بشارت ہے۔ ان کے برعکس اللہ کے احکام سے سرتابی کرنے والے جبابرہ و متکبرین کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ اب یہ انسان کی اپنی پسند ہے کہ وہ ان قسموں میں سے جس قسم میں چاہے اپنا شمار کروا لے۔ جنت اور دوزخ کا یہ مکالمہ' کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ان کے اندر ادراک و شعور پیدا کر دینا' جس سے وہ باہم بحث و تکرار کریں' کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس لئے اس قسم کی احادیث کی تاویل کی چنداں ضرورت نہیں ہے' انہیں اپنے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے۔ یہ روایت مسند احمد (۳/ ۷۹) میں تفصیل کے ساتھ آئی ہے اور صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ابو سعید خدری ؓ کی روایت سے زیادہ مفصل حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے۔

۲۵۷ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ السَّمِينُ الْعَظِيمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ» متفقٌ عليه.

۴/ ۲۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً قیامت والے دن موٹا تازہ بڑا آدمی آئے گا' اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة الكهف ﴿فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا﴾ ـ وصحيح مسلم، أول كتاب صفات المنافقن وأحكامهم، باب صفة القيامة والجنة والنار، حديث رقم٢٧٨٥.

۲۵۷- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں شان و شوکت کے ان مظاہر کی کوئی اہمیت نہیں ہو گی جن کو اہل دنیا اہمیت دیتے ہیں۔ وہاں تو انسان کا ایمان' اخلاص اور تقویٰ دیکھا جائے گا اور اسی بنیاد پر اس کی قدر و قیمت ہو گی۔ اس لئے انسان کی اصل توجہ اپنے دل کی اصلاح کی طرف ہونی چاہئے نہ کہ صرف پرورش جسم کی طرف۔

۲۵۸ ـ وعنه أنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، أَوْ شَابّاً، فَفَقَدَهَا رسولُ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ، فقالوا: مَاتَ. قال: «أَفَلاَ كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي» فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا، أَوْ أَمْرَهُ فقال: «دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ» فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ قال: «إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلاتِي عَلَيْهِمْ» متفقٌ عليه.

۵/ ۲۵۸۔ انہی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا کوئی نوجوان مسجد کی جھاڑو دیا کرتا تھا (راوی کو شک ہے کہ وہ عورت تھی یا نوجوان) رسول اللہ ﷺ نے اسے گم پایا تو اس کی بابت پوچھا' لوگوں نے بتلایا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا' تو تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی؟ گویا لوگوں نے اس (کی وفات) کے معاملے کو حقیر گردانا' آپ نے فرمایا' مجھے اس کی قبر بتلاؤ! چنانچہ لوگوں نے آپ کو اس کی قبر بتلائی تو آپ نے اس پر نماز پڑھی' پھر فرمایا' بے شک یہ

قبریں، قبروں والوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں، میری ان پر نماز پڑھنے سے یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے لئے روشن فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قوله: «تَقُمُّ» هو بفتح التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: أَيْ تَكْنُسُ. وَ«الْقُمَامَةُ»: الْكُنَاسَةُ. وَ«آذَنْتُمُونِي» بِمَدِّ الهَمْزَةِ، أَيْ: أَعْلَمْتُمُونِي.

تقم، تاء پر زبر اور قاف پر پیش، جھاڑو دیتی تھی۔ قمامہ کوڑا کرکٹ آذنتمونی ہمزہ پر مد، معنی ہیں تم نے مجھے اطلاع دی۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المساجد، باب كنس المسجد - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر.

۲۵۸- **فوائد:** بعض دوسری روایات کی بنیاد پر علماء نے اسی بات کو راجح قرار دیا ہے کہ جھاڑو دینے والی ایک عورت تھی۔ اس میں ایک تو مسجد کی صفائی کی فضیلت کا اور دوسرے نبی ﷺ کے کمال خلق و تواضع کا بیان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل خیر و صلاح کے جنازوں میں شرکت کرنی چاہئے اور شرکت سے محرومی کی صورت میں اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

۲۵۹ - وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ» رواه مسلم.

۶/ ۲۵۹۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بہت سے پراگندہ، غبار آلود اشخاص، جنہیں دروازوں سے ہی دھکیل دیا جاتا ہے، اگر اللہ پر قسم کھا لیں، تو اللہ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب فضل الضعفاء والخاملين.

۲۶۰ - وعن أُسَامَةَ رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ. وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ» متفقٌ عليه.

۷/ ۲۶۰۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (میں نے دیکھا کہ) اس میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہیں اور دولت مند روکے ہوئے ہیں۔ البتہ دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (دیکھا) ان میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَ«الجَدُّ» بفتح الجيم: الْحَظُّ وَالغِنَى. وقوله: «مَحْبُوسُونَ» أَيْ: لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِي دخُول الجَنَّةِ.

جد، جیم پر زبر۔ خوش بختی اور تونگری۔ محبوسون کے معنی ہیں کہ ابھی تک انہیں دخول جنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها إلا بإذنه،

وکتاب الرقاق ـ وصحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب أکثر أهل الجنة الفقراء...

۲۶۰۔ **فوائد**: جنت' دوزخ کے یہ احوال نبی ﷺ کو بذریعہ وحی بتلائے گئے اور آپ نے انہیں صیغہ ماضی سے بیان فرمایا' کیونکہ ان کا وقوع' ماضی کی طرح' یقینی ہے یا کشف کے طور پر آپ کو ان کا مشاہدہ کروایا گیا۔ عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ دوسری احادیث میں نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ خاوند کی ناشکری زیادہ کرتی ہیں جس سے پتہ چلا کہ خاوندوں کو آزار پہنچانا بڑے جرائم میں سے ہے۔

٢٦١ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لَمْ يَتكَلَّمْ في الْمَهْدِ إلَّا ثَلاثَةٌ عِيسى ابنُ مَرْيَمَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ، وَكَانَ جُرَيجٌ رَجُلاً عَابداً، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيهَا، فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَت: يَا جُرَيجُ! فقالَ: يَا رَبِّ! أُمِّي وَصَلاتِي. فَأَقْبَلَ عَلَى صَلاتِهِ فَانْصَرَفَتْ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فقالتْ: يَاجُرَيجُ! فقالَ: أَيْ ربِّ! أُمِّي وَصَلاتِي، فَأَقْبَلَ عَلى صَلاتِهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ: يَا جُرَيجُ! فقال: أَيْ رَبِّ! أُمِّي وَصَلاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلاتِهِ، فقالتْ: اللَّهُمَّ لا تُمِتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ. فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيجاً وَعِبَادَتَهُ، وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فقالتْ: إنْ شِئْتُمْ لأَفْتِنَنَّهُ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِياً كَانَ يَأْوِي إِلى صَومَعَتِهِ، فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا. فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ، فقالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ. قالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَاؤُوا بِهِ فَقالَ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ،

۸ / ۲۶۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھوارے میں صرف تین (افراد) نے کلام کیا' عیسیٰ بن مریمؑ اور جریجؒ نے۔ جریج ایک عبادت گزار آدمی تھے' انہوں نے ایک کٹیا (عبادت کے لئے جھونپڑی) بنائی ہوئی تھی' (ایک روز) وہ اس میں تھے کہ ان کی والدہ ان کے پاس آئی جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' والدہ نے آواز دی' اے جریج! تو جریج نے (دل میں کہا' اے میرے رب میری ماں (مجھے بلا رہی ہے) اور میں نماز میں (مصروف ہوں) پس وہ نماز پر ہی متوجہ رہے۔ چنانچہ ان کی والدہ واپس چلی گئی۔ دوسرے دن وہ پھر آئی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے آواز دی اے جریج! انہوں نے (پھر دل میں) کہا' اے میرے رب میری ماں (مجھے بلا رہی ہے) اور میں نماز میں ہوں' پس وہ نماز پر ہی متوجہ رہے (اور والدہ چلی گئی) تیسرے دن وہ پھر آئی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے آکر کہا' اے جریج! انہوں نے (دل میں) کہا اے میرے رب' میری ماں (مجھے بلا رہی ہے) اور میں نماز میں ہوں۔ پس وہ نماز پر ہی متوجہ رہے۔ ان کی والدہ نے انہیں بددعاء دی' اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا' جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (اگر وہ ملوث ہونے کی بددعا کرتی تو جریج ملوث بھی ہو جاتے) پس بنو اسرائیل جریج اور ان کی عبادت کا چرچا کرنے لگے۔ (ان میں) ایک بدکار عورت (بھی) تھی جس کے حسن و جمال کی مثال دی جاتی تھی' اس

فَصلَّى، فَلَمَّا انْصرَفَ أَتَى الصَّبيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وقالَ: يَا غُلامُ! مَنْ أَبُوكَ؟ قالَ: فُلانٌ الرَّاعِي، فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرَيجٍ يُقَبِّلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ وَقالُوا: نَبْنِي لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قالَ: لا، أَعِيدُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوا. وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهِ، فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ! اجْعَل ابْنِي مِثْلَ هٰذَا، فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فقالَ: اللَّهُمَّ! لا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ»، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رسولِ الله ﷺ وَهُوَ يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَمُصُّهَا، قال: «وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا، وَيَقُولُونَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. فقالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ! لا تَجْعَل ابْنِي مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ: اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَهُنَالِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ فقالت: مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ! اجْعَل ابْنِي مِثْلَهُ فَقُلْتَ: اللَّهُمَّ! لا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَمَرُّوا بِهٰذِهِ الأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُون: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ! لاتَجْعَل ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتَ: اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي مِثْلَهَا؟! قالَ: إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّاراً فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ! لاتَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَإِنَّ هٰذِهِ يَقُولُونَ لَهَا زَنَيْتِ، وَلَمْ تَزْنِ، وَسَرَقْتِ، وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي مِثْلَهَا» متفقٌ عليه.

نے (بنو اسرائیل سے) کہا' اگر تم چاہو تو میں اسے آزمائش میں ڈال دوں۔ پس وہ عورت (سولہ سنگھار کر کے) ان کے سامنے آئی' لیکن انہوں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا' چنانچہ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جس کا ان کی کٹیا میں آنا جانا تھا' اس عورت نے اپنے اوپر اس چرواہے کو قدرت دی اور اس نے اس سے بدکاری کی جس سے اس کو حمل ٹھہر گیا' جب اس نے بچہ جنا تو دعویٰ کر دیا کہ یہ جریج کا ہے' لوگ (یہ سن کر) جریج کے پاس آئے' انہیں کٹیا سے نیچے اتارا اور ان کی کٹیا کو گرا دیا اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا' انہوں نے پوچھا' بات کیا ہے؟ (تم کیوں میرے ساتھ ایسا معاملہ کر رہے ہو؟) انہوں نے کہا' تو نے اس فاحشہ کے ساتھ بدکاری کی ہے اور اس نے تیرا لڑکا بھی جنا ہے۔ انہوں نے پوچھا' بچہ کہاں ہے؟ چنانچہ وہ بچہ اٹھا کر لائے۔ انہوں نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں نماز پڑھ لوں۔ انہوں نے نماز پڑھی' نماز سے فارغ ہو کر بچے کے پاس آئے اور اس کے پیٹ میں چوکہ لگایا اور اس سے پوچھا' اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے جواب دیا' فلاں چرواہا۔ پس سب لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے' انہیں (عقیدت سے) بوسہ دیتے اور چھوتے اور انہوں نے کہا' ہم تیری کٹیا سونے کی بنا دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا' نہیں۔ اسے اسی طرح مٹی کی بنا دو' جیسے پہلے تھی' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (اب تیسرے بچے کا ذکر' جس نے گہوارے میں گفتگو کی)

ایک وقت ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک شخص گزرا' جو تیز رفتار گھوڑے پر سوار اور عمدہ پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ بچے کی ماں نے کہا' یا اللہ! میرے بچے کو (بھی) اس جیسا بنانا۔ بچے نے اپنا منہ ماں کے پستان سے ہٹا لیا اور اس شخص کی طرف متوجہ ہوا

اور اسے (غور سے) دیکھا اور کہا' اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر (دوبارہ) پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینا شروع کر دیا (حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں) گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کے دودھ پینے کی کیفیت' اپنی انگشت شہادت منہ میں ڈال کر اور اسے چوس کر' بیان فرما رہے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا' لوگ ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جسے کچھ لوگ مار رہے تھے اور کہتے تھے' تو نے بدکاری اور چوری کی ہے اور وہ کہتی تھی حسبی اللہ ونعم الوکیل (مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) بچے کی ماں نے (پھر) دعاء کی' اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا۔ (یہ سن کر) بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا' اور کہا' اے اللہ! مجھے اس جیسا (ہی) کرنا۔ پس اس وقت دونوں (ماں بیٹے) ایک دوسرے سے سوال جواب کرنے لگے' ماں نے کہا' ایک خوش اطوار آدمی گزرا' اور میں نے دعاء کی' اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنانا' تو تو نے اس کے برعکس کہا' کہ یا اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور لوگ اس لونڈی کے پاس سے گزرے جسے کچھ لوگ مار رہے تھے اور اسے کہہ رہے تھے کہ تو نے بدکاری اور چوری کی ہے' تو میں نے دعاء کی کہ اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا' تو تو نے کہا' اے اللہ! مجھے اس جیسا (ہی) کرنا۔ (آخر یہ کیا بات ہے؟) بچے نے کہا' وہ (حسین و جمیل گزرنے والا) شخص' بڑا سرکش تھا' پس میں نے دعا کی' یا اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور یہ لونڈی' جس کو لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے بدکاری کی ہے' حالانکہ اس نے بدکاری نہیں کی تھی (اور کہتے تھے کہ) تو نے چوری کی ہے' حالانکہ اس نے چوری نہیں کی

تھی' تو میں نے دعاء کی' یا اللہ مجھے اس جیسا (پارسا) بنانا۔ (بخاری و مسلم)

وَ«الْمُومِسَاتُ»: بِضَمِّ الميمِ الأُولَى وإِسْكَانِ الوَاوِ وكسرِ الميمِ الثانيةِ وبالسين المهملَة؛ وَهُنَّ الزَّوَانِي. وَالمُومِسَةُ: الزَّانِيَةُ. وقوله: «دَابَّةٌ فَارِهَةٌ» بالفاءِ: أيْ حَاذِقَةٌ نَفِيسَةٌ. وَ«الشَّارَةُ» بِالشِّينِ المُعْجَمَةِ وَتَخْفِيفِ الرَّاءِ: وَهِيَ الجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الهَيْئَةِ وَالمَلْبَسِ. وَمَعْنَى «تَرَاجَعَا الحَدِيثَ» أيْ: حَدَّثَتِ الصَّبِيَّ وَحَدَّثَهَا، والله أعلم.

مومسات۔ پہلے میم پر پیش' واؤ ساکن اور دوسرے میم پر زیر اور سین مہملہ کے ساتھ۔ بدکار عورتیں۔ مومسۃ (واحد) بدکار عورت۔ دابۃ فارھۃ (فاء کے ساتھ) تیز رفتار' عمدہ سواری۔ شارۃ ۔ نقطوں والا شین اور بغیر شد کے راء۔ شکل و صورت اور لباس کے لحاظ سے ظاہری جمال اور تراجعا الحدیث کے معنی ہیں' ماں نے بچے سے اور بچے نے ماں سے گفتگو کی۔ یعنی دونوں کا مکالمہ باہم سوال و جواب۔ واللہ اعلم

تخريج: صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿واذكر في الكتاب مريم﴾ وكتاب بدء الخلق ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها.

۲۶۱۔ فوائد: اس حدیث میں صرف تین بچوں کے گھوارے میں گفتگو کرنے کا ذکر ہے' اس سے مراد بنی اسرائیل کے تین بچے ہیں' کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث سے ان کے علاوہ بھی اصحاب الاخدود کے قصے میں بچے کا بولنا ثابت ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل مسائل کا اثبات ہوتا ہے۔ (۱) نفلی نماز کے مقابلے میں ماں باپ کی پکار کو اہمیت دی جائے۔ (۲) نیک لوگوں کے لئے کرامت متحقق (ثابت) ہے۔ (۳) مومن پر بعض دفعہ بڑی بڑی آزمائشیں آتی ہیں' ایسے موقعوں پر صبر و استقامت ضروری ہے' بالآخر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی مدد فرماتا ہے۔ (۴) متکبرین اور ان کی مشابہت سے بچا جائے' چاہے ان کا ظاہر کتنا بھی حسین و جمیل ہو اور نیک لوگوں کے طور اطوار اختیار کئے جائیں کہ کامیابی اسی میں ہے۔

٣٣ ـ بَابُ مُلاطَفَةِ الْيَتِيمِ وَالْبَنَاتِ وَسَائِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْمُنْكَسِرِينَ وَالإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ

۳۳۔ یتیموں' لڑکیوں اور تمام کمزور و مسکین اور خستہ حال لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے' ان پر شفقت و احسان کرنے اور ان کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿وَٱخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ [الحجر: ٨٨]، وقال تعالى: ﴿وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اپنے بازو مومنوں کے واسطے جھکا دے۔

اور فرمایا' اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکے

بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ﴾ [الكهف: ٢٨]، وقال تعالى: ﴿ فَأَمَّا ٱلْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَأَمَّا ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ [الضحى: ٩ـ١٠]، وقال تعالى: ﴿ أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴿١﴾ فَذَٰلِكَ ٱلَّذِى يَدُعُّ ٱلْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلْمِسْكِينِ ﴾ [الماعون: ١ـ٣].

رکھ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں' اس کی رضا طلب کرتے ہوئے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں' زندگانی دنیا کی رونق کی تلاش میں۔

اور فرمایا: سو جو یتیم ہو' اس کو مت دبا اور جو مانگتا ہو' اس کو مت جھڑک۔

اور فرمایا: کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جو جزاء (کے دن) کو جھٹلاتا ہے' پس یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور نہیں تاکید کرتا مسکین کے کھانے پر۔

٢٦٢ ـ وعن سعدِ بنِ أبي وَقَّاص رضي الله عنه قال: كُنَّا مَعَ النَّبيِّ ﷺ ستَّةَ نَفَرٍ، فقال المُشرِكونَ للنَّبيِّ ﷺ: اطْرُدْ هَؤلاءِ لا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا، وَكُنْتُ أنا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلالٌ وَرَجُلانِ لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا، فَوَقَعَ في نَفْسِ رسولِ اللهِ ﷺ مَا شَاءَ اللهُ أنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تعالى: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ﴾ [الأنعام: ٥٢] رواه مسلم.

١/ ٢٦٢ ـ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ چھ افراد تھے' مشرکین نے نبی ﷺ سے کہا' ان کو اپنے سے دور کر دیں' یہ ہم پر جری نہ ہو جائیں (حضرت سعدؓ فرماتے ہیں) میں تھا' ابن مسعودؓ' قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی' بلال اور دو اور آدمی جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ (مشرکین کے مطالبے پر) رسول اللہ ﷺ کے جی میں جو اللہ نے چاہا' آیا' پس آپ نے اپنے جی میں کچھ سوچا' جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی' "اے پیغمبر! تو ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کر جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے صبح و شام اسے پکارتے ہیں" (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه.

۲۶۲۔ **فوائد**: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں صرف ان لوگوں کی قدر و قیمت ہے جو ایمان اور عمل صالح سے آراستہ ہوں' چاہے اہل دنیا کی نظروں میں' وہ اپنی غربت و ناداری کی وجہ سے' حقیر اور کم تر ہوں اور جو ایمان و عمل سے محروم ہوں' چاہے دنیوی اعتبار سے وہ کتنے ہی بلند مرتبہ ہوں' اللہ کے ہاں' پر کاہ کے برابر بھی ان کی وقعت نہیں۔ اس میں اہل ایمان کو بھی تنبیہہ ہے کہ ان کے ہاں بھی عزت و شرف کا معیار دین ہی ہونا چاہیے نہ کہ حسب و نسب اور مال و جاہ۔

٢٦٣ ـ وعن أبي هُبَيْرَةَ عَائِذِ بنِ عَمْرٍو المُزَنيِّ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رضي الله

٢/ ٢٦٣ ـ حضرت ابو ھبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ' یہ اہل بیعت رضوان میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت

عنه، أنَّ أبَا سُفْيَانَ أتَى عَلَى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلالٍ في نَفَرٍ فَقَالُوا: مَا أخَذَتْ سُيُوفُ اللهِ مِنْ عَدُوِّ اللهِ مَأْخَذَهَا، فقال أبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: أتَقُولُونَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَأتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأخْبَرَهُ فقال: «يَا أبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ أغْضَبْتَهُمْ؟ لَئِنْ كُنْتَ أغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أغْضَبْتَ رَبَّكَ» فَأتَاهُمْ فقال: يَا إخْوَتَاهُ! آغْضَبْتُكُمْ؟ قالوا: لا، يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا أُخَيَّ. رواه مسلم.

ابو سفیانؓ ' حضرت سلمانؓ ' صہیبؓ اور بلالؓ کے پاس چند افراد کی موجودگی میں آئے' تو انہوں نے (ابو سفیان کو دیکھ کر) کہا' اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن (یعنی ابو سفیان) سے اپنا حق وصول نہیں کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا' تم یہ بات قریش کے بزرگ اور ان کے سردار کے متعلق کہہ رہے ہو؟ پس حضرت ابو بکرؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو یہ بات بتلائی' آپ نے فرمایا' اے ابوبکرؓ! شاید تونے ان کو ناراض کر دیا ہے؟ اگر (واقعی) تونے ان کو ناراض کر دیا تو (یاد رکھ) تونے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔ (یہ سن کر فوراً) ابوبکرؓ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا' بھائیو! کیا میں نے تمہیں ناراض کر دیا ہے؟ (یعنی میری بات تمہیں ناگوار گزری ہے؟) انہوں نے کہا' نہیں۔ اے میرے بھائی' اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ (مسلم)

قولُهُ: «مَأْخَذَهَا» أيْ: لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ. وقولُهُ: «يَا أُخَيَّ»: رُوِيَ بفتحِ الهمزةِ وكسرِ الخاءِ وتخفيفِ الياءِ، وَرُوِيَ بضمِ الهمزةِ وفتحِ الخاءِ وتشديدِ الياءِ.

مـا خـذهـا ' کا مطلب ہے' اس سے اپنا حق وصول نہیں کیا۔ یـا اَخِـی ' ہمزہ پر زبر' خاء پر زیر اور یا بغیر شد کے اور یہ ہمزہ پر پیش' خاء پر زبر اور یا تشدید کے ساتھ بھی مروی ہے۔ یعنی اُخَیَّ۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سلمان وصهيب وبلال رضي الله عنهم.

۲۶۳۔ فوائد: اس میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہو اور ایک دوسرے کے بارے میں اپنے دلوں کو صاف رکھو اور اگر کوئی بات' غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر' ایسی نکل جائے جس سے دوسرے مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچے یا ان کے جذبات مجروح ہوں' تو فوراً اس کا ازالہ کرنے کی سعی کرو۔

٢٦٤ ـ وعن سهل بن سعدٍ رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «أنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ في الْجَنَّةِ هٰكَذَا» وَأشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا. رواه البخاري.

۳/ ۲۶۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا' جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کے درمیان کشادگی فرمائی (یعنی قریب ہونے کے باوجود' درجات میں

فرق و تفاوت ہو گا)۔ (بخاری)

وَ«كَافِلُ الْيَتِيمِ»: الْقَائِمُ بِأُمُورِهِ.

کافل الیتیم کا مطلب ہے' اس کے معاملات کی نگرانی اور خبر گیری کرنے والا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطلاق، باب اللعان، وكتاب الأدب.

۲۶۴- **فوائد**: جنت میں نبی ﷺ کی رفاقت اور آپ کا قرب' بہت بڑا اعزاز ہے جو یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو ملے گا۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اس گھر کو سب سے بہترین گھر قرار دیا ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے اور اسے بدترین گھر کہا ہے جس میں اس کے برعکس یتیم کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ روا رکھا جاتا ہو۔

٢٦٥ - وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُو كَهَاتَيْنِ في الجَنَّةِ» وَأَشَارَ الرَّاوِي وَهُو مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. رواه مسلم.

۴ / ۲۶۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یتیم کی کفالت کرنے والا' وہ یتیم اس کا قریبی ہو یا غیر' میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح جنت میں ہوں گے۔ حدیث کے راوی' مالک بن انس نے اشارہ کیا انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ۔ (مسلم)

وقوله ﷺ: «الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ» مَعْنَاهُ: قَرِيبُهُ، أَوِ الأَجْنَبِيُّ مِنْهُ، فَالْقَرِيبُ مِثْلُ أَنْ تَكْفُلَهُ أُمُّهُ أَوْ جَدُّهُ أَوْ أَخُوهُ أَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

الیتیم لہ او لغیرہ کا مطلب ہے یتیم اس کا قریبی رشتے دار ہو یا اجنبی (غیر رشتے دار) قریبی' جیسے اس کی ماں' یا اس کا دادا' یا اس کا بھائی یا ان کے علاوہ کوئی اور قرابت دار اس کی کفالت کرے۔ واللہ اعلم

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم.

۲۶۵- **فوائد**: اجتماعی کفالت اور خبر گیری کا یہ انتظام' رشتے داروں تک محدود نہیں ہے' بلکہ اس میں معاشرے کا ہر یتیم اور ضرورت مند آجاتا ہے۔ مسلمان اس اجتماعی کفالت کے نظام پر عمل کریں تو کسی کو بھی بیمۂ زندگی کی ضرورت پیش نہ آئے جو ایک سودی طریقہ ہے۔ کاش مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات کو اپنائیں تاکہ وہ سودی سلسلوں سے بچ جائیں۔

٢٦٦ - وعنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ المِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ» متفق عليه.

۵ / ۲۶۶۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسکین وہ نہیں ہے جس کو کھجور اور دو کھجور' لقمہ اور دو لقمے لوٹا دیں' بلکہ مسکین تو وہ ہے جو (غربت کے باوجود) سوال سے بچتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وفي رواية في «الصحيحين»:

اور صحیحین (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت میں

«لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَـرُدُّهُ اللُّقْمَـةُ وَاللُّقْمَتَـانِ، وَالتَّمْـرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ».

الفاظ اس طرح ہیں۔ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں (کے گھروں) کے چکر لگائے اور لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجوریں اسے واپس لوٹا دیں۔ لیکن مسکین تو وہ ہے جو اتنی دولت بھی نہ پائے جو اسے (لوگوں سے) بے نیاز کر دے' اس کی (غربت کی) بابت' احساس بھی نہ کیا جائے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ (وہ خود دست سوال دراز کئے) کھڑا ہو کہ لوگوں سے مانگے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالي ﴿لا يسألون الناس إلحافا﴾ وكتاب التفسير، باب ﴿لا يسألون الناس إلحافًا﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب المسكين الذى لا يجد غنى . . .

۲۶۶- فوائد: اس میں ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور وہ یہ کہ گھر گھر جا کر مانگنے والے زیادہ ضرورت مند (مسکین) نہیں ہوتے' کیونکہ وہ تو قطرہ قطرہ حاصل کر کے دریا جمع کر لیتے ہیں۔ اصل ضرورت مند تو وہ ہوتے ہیں جو تونگر بھی نہیں ہوتے' نہ ان کا لباس اور ہیئت ہی ایسی ہوتی ہے جو ان کی غربت کی چغلی کھاتی ہو اور نہ ان کی خود داری اور غیرت ہی انہیں سوال کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے مقابلے میں ایسے سفید پوش لوگوں کی امداد کی جائے کہ یہ اصل مسکین ہیں نہ کہ وہ جنھوں نے مسکینی کا روپ دھار رکھا ہو۔

٢٦٧ ـ وعنـه، عـن النَّبِـيِّ ﷺ: «السَّـاعِـي عَلَـى الأَرْمَلَـةِ وَالمِسْكِيـنِ كَالمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ» وَأَحْسَبُهُ قال: «وَكَالْقَائِمِ الَّذِي لا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ الذي لا يُفْطِرُ» متفقٌ عليه.

۵/ ۲۶۷۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' بیواؤں اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا' کہ وہ اس عبادت کرنے والے کی طرح ہے جو سست نہیں ہوتا اور اس روزے دار کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب النفقات، وكتاب الأدب، باب الساعى على الأرملة، وباب الساعي على المسكين ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين.

۲۶۷- فوائد: بیوہ اور مسکین کا نام بطور تمثیل کے ہے' مراد معاشرے کے ضرورت مند' نادار اور معذور افراد ہیں۔ ان کی کفالت' خبر گیری اور ان کے لئے دوڑ دھوپ کو اجر میں جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دے کر اسلام نے اس کام کی اہمیت کو کتنا واضح کر دیا ہے۔ مسلمان اس کو نہ سمجھیں تو اور بات ہے' ورنہ اسلام نے معاشرے

کے بے سہارا افراد کی امداد اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت صرف نماز پڑھ لینا یا روزہ رکھ لینا ہی نہیں ہے' بلکہ ہر عمل صالح عبادت ہے اور ضعفاء و مساکین کی خبر گیری بھی عبادت ہے۔

٢٦٨ ـ وعنه، عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الوَلِيمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا، وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ» رواه مسلم.

۷/ ۲۶۸۔ انہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بدترین کھانا' ولیمے کا کھانا ہے' اس میں جو (ضرورت مند) خود آئے اس کو تو روک دیا جائے اور جو انکار کرے' اسے بلایا جائے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی' اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

وفي رواية في الصحيحين، عن أبي هريرةَ من قوله: «بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهَا الأغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الفُقَرَاءُ».

اور صحیحین کی ایک اور روایت ابی ہریرہؓ میں آپؐ کا قول اس طرح مروی ہے۔ بدترین کھانا' ولیمے کا کھانا ہے' جس میں مال داروں کو بلایا اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة ـ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة.

۲۶۸۔ فوائد: طبقہ امراء نے ولیمے کی دعوت کو جس طرح پر تکلف اور اپنی دولت و امارت کے اظہار کا ذریعہ بنا لیا ہے' اس کے متعدد دینی' اخلاقی اور معاشرتی نقصانات ہیں۔ دینی نقطہ نظر سے یہ اسراف و تبذیر ہے جو شیطانی عمل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے شیطان کے بھائی۔ یہ اتنا بڑا نقصان اور سخت وعید ہے کہ ہمارے طبقہ امراء میں اگر ایمان ہو تو وہ اس اسراف سے باز آ جائے جس کا دائرہ بڑھتا اور پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ اس کا اخلاقی نقصان یہ ہے کہ انسان اس میں اپنے ہی ہم مرتبہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور انہیں بہ اصرار اس میں شریک کرتا ہے' جب کہ معاشرے کے غریب اور مسکین قسم کے لوگوں کی اس میں شرکت کو وہ سخت ناگوار اور آداب (ایٹی کیٹ) کے خلاف تصور کرتا ہے' درآں حالیکہ دعوت کے مستحق' اپنی ضرورت مندی کی وجہ سے' مساکین ہی ہوتے ہیں نہ کہ اہل ثروت۔ اور مکارم اخلاق کا تقاضا بھی ہے کہ ضرورت مندوں کو اولیت و فوقیت دی جائے نہ کہ ان کو جو سرے سے ضرورت مند ہی نہیں ہیں۔ اس کا معاشرتی نقصان یہ ہے کہ اس قسم کے مظاہروں سے معاشرے کے کمزور طبقات میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے' حالانکہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ محروم طبقات کی دلجوئی' دلداری کا اہتمام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے نہ کہ ان کے اندر احساس محرومی پیدا کر کے انہیں اذیت اور اضطراب سے دوچار کیا جائے۔

اگر مسلمان' ولیموں اور دیگر تقریبات میں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانوں کی بجائے' ایک دو قسم کے سادہ کھانوں کا اہتمام اور اس میں قرابت مندوں اور دوست احباب کے ساتھ غرباء و مساکین کو بھی شریک کریں تو

مذکورہ تینوں خرابیوں سے بچ سکتے ہیں' جس کے معاشرے پر بہترین اثرات پڑ سکتے ہیں اور آخرت کی باز پرس سے بھی وہ بچ سکتے ہیں۔ ورنہ خسرالدنیا والاخرۃ ہی کے وہ مصداق ہوں گے۔

حدیث میں دعوت ولیمہ کے قبول کرنے کی جو تاکید کی گئی ہے۔ اس سے مراد وہی دعوتیں اور ولیمے ہیں جن میں اسلامی تعلیمات کا احترام اور سادگی وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔ مذکورہ قسم کے ولیمے' جو مذکورہ خرابیوں کے مظہر ہوں' ان میں شرکت نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں' بلکہ ان کا بائیکاٹ ضروری ہے تاکہ ان برائیوں میں شرکت کے جرم سے وہ بچ جائے۔

٢٦٩ ـ وعن أنسٍ رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ» وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. رواه مسلم. «جَارِيَتَيْنِ» أيْ: بِنْتَيْنِ.

۸/ ۲۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش و تربیت کی حتیٰ کی وہ بالغ ہو گئیں' قیامت والے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ ؐ نے اپنی انگلیاں ملائیں (یعنی ملا کر دکھایا کہ اس طرح ہم دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے)۔ (مسلم) جاریتین یعنی دو بیٹیاں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البرّ والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات.

۲۶۹- فوائد: زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کی پیدائش پر جس ناگواری کا اظہار اور عورت کی قدر و منزلت کا انکار کیا جاتا تھا' شریعت اسلامیہ نے ان کی عزت و توقیر کی بحالی کے لئے جو ہدایات دیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بچیوں کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کو حصول جنت کا ذریعہ قرار دیا' تاکہ لوگ بیٹوں کی ولادت اور ان کی پرورش پر ہی خوشی محسوس نہ کریں بلکہ لڑکیوں کی ولادت اور ان کی تربیت پر بھی مسرت بہ کنار ہوں۔ اس لحاظ سے اسلام ہی وہ پہلا دین ہے جس نے عورت کے حقوق کا نہ صرف تحفظ کیا' بلکہ اس کی عزت و تکریم کا بھی خوب خوب اہتمام کیا۔ مثلاً اسے مردوں کے اختلاط سے منع اور پردے کا پابند کیا' اسے بیرونی سرگرمیوں اور معاشی جھمیلوں سے فارغ رکھا' تاکہ کوئی بدباطن اسے بری نظر سے دیکھے نہ اسے اپنی ہوس ناکی کا نشانہ بنا کر اس کی ردائے تقدس و عصمت کو تار تار کر سکے۔ جیسے مغرب کی بے پردہ اور مردوں کے دوش بدوش کام کرنے والی عورتوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ لیکن برا ہو اس کج فکری اور ذہنی عدم بلوغت کا' کہ مغرب کی یہ آزادی نسواں' جس نے عورت کو ذلیل اور بے آبرو کر دیا ہے' بہت سے لوگوں کو بہت اچھی لگتی ہے اور وہ بھی مسلمان عورت کو اسی حیا باختگی کی راہ پر ڈال رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات' جس میں عورت کے تقدس و احترام کا تحفظ ہے' وہ انہیں غلامی کا طوق نظر آتی ہیں' جنہیں وہ اتار پھینکنا چاہتے ہیں۔ آہ! اقبال نے سچ کہا تھا۔

تھا جو ناخوب' بہ تدریج وہی خوب ہوا ۔۔۔ کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

٢٧٠ ـ وعن عائشةَ رضي الله عنها قالت: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا

۹/ ۲۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اس حال میں آئی کہ اس کے

تَسْأَلُ، فَلَمْ تجدْ عِنْدِي شَيْئاً غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فقسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا، فَأَخْبَرْتُهُ فقال: «مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْراً مِنَ النَّارِ» متفقٌ عليه.

ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں' وہ سوال کر رہی تھی۔ اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے' کچھ نہ پایا' چنانچہ وہ کھجور میں نے اسے دے دی' اس نے اس کے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا' پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی' پھر جب نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ بات بتلائی تو آپ نے فرمایا' جس کو ان بیٹیوں میں سے کسی معاملے کے ساتھ آزمایا جائے' پس وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكوة، باب «اتقوا النار ولو بشق تمرة» وكتاب الأدب - وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان إلي البنات.

۲۷۰- **فوائد**: اس میں بھی بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت اور اس کا اجر عظیم بیان کیا گیا ہے۔ کہ بیٹیاں جہنم کی آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گی' اس لئے ان سے نفرت کرنا اور انہیں بوجھ سمجھنا کم از کم ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

٢٧١ - وعن عائشة رضي الله عنها قالت: جاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَأَطْعَمْتُهَا ثَلاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذي صَنَعَتْ لِرسولِ اللهِ ﷺ فقال: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ» رواه مسلم.

۱۰ / ۲۷۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے آئی' میں نے اسے کھانے کے لئے تین کھجوریں دیں' پس اس نے دو کھجوریں تو اپنی دو بیٹیوں کو دے دیں اور ایک کھجور اس نے کھانے کے لئے اپنے منہ کی طرف بڑھائی' کہ وہ بھی اس سے اس کی بیٹیوں نے کھانے کے لئے مانگ لی' چنانچہ اس نے وہ کھجور بھی' جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی' اس کے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی' مجھے اس کی یہ بات بڑی اچھی لگی' میں نے اس واقعے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا' تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لئے جنت واجب فرما دی ہے (یا یہ فرمایا) کہ اس کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان إلي البنات.

۲۷۱- **فوائد**: اس میں لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت کے علاوہ اس بات کا بھی بیان ہے کہ اگر عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے صدقہ و خیرات کی عمومی اجازت حاصل ہو' تو وہ صدقہ کر سکتی ہے۔ اس کے ثواب میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے' عورت کو صدقہ کرنے کی وجہ سے اور مرد کو' اس پر رضا مند ہونے کی وجہ سے اجر ملے گا۔

۲۷۲ - وعن أبي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بن عَمْرٍو الخُزَاعِيِّ رضي الله عنه قال: قال النبيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ إنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ» حديث حسن رواه النسائي بإسنادٍ جيدٍ.

۱۱/ ۲۷۲- حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔ (یہ حدیث حسن ہے' اسے امام نسائی نے اچھی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

ومعنى «أُحَرِّجُ»: أُلْحِقُ الحَرَجَ، وَهُو الإِثْمُ بِمَنْ ضَيَّعَ حَقَّهُمَا، وَأُحَذِّرُ مِنْ ذلكَ تَحْذِيراً بَلِيغاً، وَأَزْجُرُ عَنْهُ زَجْراً أَكِيداً.

احرج کے معنی ہیں' کہ جو ان دونوں کے حقوق ضائع کرتا ہے' میں اسے گناہ گار سمجھتا ہوں اور میں اسے اس سے نہایت سختی کے ساتھ ڈراتا اور تاکید کے ساتھ روکتا ہوں۔

تخریج: مسند أحمد ۲/ ۴۳۹ - وابن ماجة، الأدب، باب حق اليتيم أقول: لا توجد هذه الرواية فى المجتبٰى للنسائى ولعلها فى الكبرٰى له' حسنه الالبانى فى صحيح ابن ماجة.

۲۷۲- **فوائد**: انسانی معاشروں میں کمزور طبقات کے ساتھ عام طور پر ظلم روا رکھا جاتا ہے' بالخصوص عورتیں اور یتیم اس کا خاص نشانہ بنتے ہیں۔ ان کو جائیدادوں میں ان کے شرعی حق سے محروم رکھا جاتا ہے' بلکہ ان کی جائیدادوں کو ہتھیا لیا جاتا ہے اور ان سے ہر طرح کی بدسلوکی روا رکھی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید بیان فرما کر مسلمانوں کو ان کی حق تلفی اور ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے سے روکا۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے اور مسلمان معاشروں میں بھی یہ مذکورہ کمزور طبقات ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیمات تو واضح ہیں۔ مسلمانوں کا طرز عمل' اسلام سے مختلف چیز ہے' اس کا الزام' ان کے مذہب پر عائد نہیں کیا جا سکتا۔ کاش مسلمان اس بات کو سمجھیں کہ ان کے غلط طرز عمل کی وجہ سے اسلام کی بدنامی ہو رہی ہے اور یوں وہ دوگونہ جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ایک حق تلفی اور ظلم اور دوسرا دنیا کی نظروں میں اسلام کی تذلیل اور اس کا استخفاف۔ گویا وہ اسلام کی تبلیغ کی بجائے اسلام کی طرف لوگوں کے آنے میں رکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔ هداهم الله تعالىٰ

٢٧٣ ـ وعن مُصْعَبِ بنِ سعدِ بن أبي وَقَّاص رضي الله عنهما قال: رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلاً عَلَى مَنْ دُونَهُ، فقال النَّبيُّ ﷺ: «هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إلَّا بِضُعَفَائِكُمْ» رواه البخاري هكَذَا مُرْسَلاً، فَإنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِيٌّ، ورواه الحافظُ أبو بكر البَرْقَاني في صحيحِهِ مُتَّصِلاً عن مُصْعَب عن أبيه رضي الله عنه.

۱۲/ ۲۷۳۔ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت سعدؓ کو یہ خیال ہوا کہ انہیں اپنے سے کم تر لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' تم لوگ تو انہی کمزوروں کی وجہ سے مدد کئے اور رزق دیئے جاتے ہو (پھران سے برتر ہونے کے زعم کا کیا جواز ہے؟)

اس کو امام بخاری نے اسی طرح مرسل بیان کیا ہے۔ اس لئے کہ مصعب بن سعد تابعی ہیں اور اس کو حافظ ابوبکر برقانی ؒ نے اپنی "صحیح" میں متصلاً بیان کیا ہے یعنی عن مصعب عن ابیہ کے ساتھ۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب.

۲۷۳۔ فوائد: اس میں بہرہ ور طبقات کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے سے کم تر اور بے وسیلہ لوگوں کو حقیر اور اپنے کو ان سے برتر نہ سمجھیں۔ بلکہ ان کا احترام اور ان سے تعاون کریں۔ کیا پتہ ہے اللہ تعالیٰ انہی کی وجہ سے تمہیں بھی روزی دے رہا اور دشمن پر غلبہ عطا فرما رہا ہو۔

٢٧٤ ـ وعن أبي الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرٍ رضي الله عنه قال: سمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ، فَإنَّمَا تُنْصَرُونَ، وَتُرْزَقُونَ بِضُعَفَائِكُمْ» رواه أبو داود بإسناد جيد.

۱۳/ ۲۷۴۔ حضرت ابو الدرداء عویمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' مجھے تم کمزوروں میں تلاش کرو' یقیناً تمہاری' اپنے ان ضعفاء کی وجہ سے ہی مدد کی جاتی اور تمہیں روزی دی جاتی ہے۔

(اسے ابو داؤد نے اچھی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الانتصار بِرَذْلِ الخيل والضعفة.

۲۷۴۔ فوائد: اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کمزور اور غریبوں کے دل زخارف دنیا (دنیا کی خوبصورتی اور جاذبیت) سے پاک ہوتے ہیں' اس لئے ان میں اخلاص اور انابت الی اللہ کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے ان کی دعائیں بھی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتی ہیں۔

اس کو نسائی کی ایک دوسری حدیث میں زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا گیا ہے

"اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد فرماتا ہے اس امت کے کمزور لوگوں کی دعا' نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے" (عون المعبود ج ۲' باب مذکور)

ریاض الصالحین کے اکثر نسخوں میں ابغونی فی الضعفاء کے الفاظ ہیں' جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن ابو داؤد کے نسخوں میں "فی" کے بغیر ہے۔ البتہ ایک نسخے میں ابغوالی الضعفاء ہے۔ جس کے معنی ہوں گے' میرے لئے کمزور مسلمانوں کو تلاش کرو (تاکہ میں ان کی مخلصانہ دعاؤں سے مدد حاصل کروں)

٣٤ - بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ

۳۴۔ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کا بیان

قال الله تعالى: ﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ﴾ [النساء: ١٩] وقال تعالى: ﴿ وَلَن تَسْتَطِيعُوٓاْ أَن تَعْدِلُواْ بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُواْ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ [النساء: ١٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان عورتوں کے ساتھ مل جل کر اچھی طرح رہو۔

اور فرمایا: تم ہرگز عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ نہیں کر سکو گے اگرچہ تم اس کی خواہش بھی رکھو' پس تم (اپنے اختیار سے کسی ایک ہی بیوی کی طرف) ہر طرح نہ جھک پڑو' کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتا چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے اور اللہ سے ڈرتے رہو' تو بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

فائدہ آیات: مطلب یہ ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والا' تمام بیویوں کے درمیان خواہش کے باوجود من کل الوجوہ (ہر پہلو سے) برابری کا اہتمام کرنے پر قادر ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر ظاہری طور پر وہ باری باری ہر بیوی کے ساتھ ایک ایک رات گزارے' تب بھی وہ پیار و محبت کے معاملے میں یکسانیت برقرار نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ اس کا تعلق دل سے ہے' جس پر انسان کا اختیار ہی نہیں۔ یقیناً کسی ایک کے ساتھ اسے دلی محبت کم اور دوسری کے ساتھ زیادہ ہوگی' جس کا اظہار اس سے شہوت اور جماع کے موقع پر ہوگا۔ لیکن اس دلی محبت کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جن معاملات میں تم یکسانیت اور انصاف کر سکتے ہو' ان میں بھی اس کا اہتمام نہ کرو اور بعض بیویوں کو اُدھر میں چھوڑ دو۔ ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھو' نہ ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا۔ وہ شادی شدہ معلوم ہوں اور نہ مطلقہ۔ بلکہ اگر تم خلوص نیت سے اصلاح احوال میں کوشش اور اپنے اختیار کی حد تک تمام ظاہری معاملات میں برابری کا اہتمام کرتے رہو گے' تو دلی میلان میں کمی بیشی کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم اس میں بے بس ہو۔ اسی لئے نبی ﷺ بھی یہ دعاء فرمایا کرتے تھے۔ اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک (ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجہ' کتاب النکاح) "یا اللہ ان معاملات میں جو میرے اختیار میں ہیں' میری یہ تقسیم ہے' پس جس معاملے میں میں بے اختیار ہوں اور صرف توہی اس پر اختیار رکھتا ہے' اس میں مجھے ملامت نہ کرنا"۔

اب احادیث ملاحظہ ہوں:

٢٧٥ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اسْتَوْصُوا

۱/ ۲۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عورتوں کے ساتھ اچھا

بِالنِّسَاءِ خَيْراً؛ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ، لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ في الصحيحين: «الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ وَفِيهَا عَوَجٌ». وفي رواية لمسلم: «إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عَوَجٌ، وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلاقُهَا».

سلوک کیا کرو' اس لئے کہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ' اس کا اوپر کا حصہ ہے' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا' تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر اسے چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی' پس تم عورتوں کا خیال رکھا کرو۔ (بخاری و مسلم)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔ عورت پسلی کی طرح ہے' اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو توڑ دے گا اور اس کو توڑنا' اس کو طلاق دینا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے' یہ کسی طریقے سے بھی تیرے لئے سیدھی نہیں ہو گی۔ پس اگر تو اس سے فائدہ اٹھائے تو اسی کجی کی حالت میں فائدہ اٹھا' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ ڈالے گا اور اس کا توڑ دینا اس کو طلاق دینا ہے۔

قولُهُ: «عَوَج» هو بفتحِ العينِ والواوِ.

عوج' یہ عین اور واؤ پر زبر کے ساتھ ہے۔ (لیکن امام نووی یعنی اس کتاب کے مولف نے اپنی ایک اور کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں یہ بھی کہا ہے کہ "اسے دوسرے محققین نے کسرعین کے ساتھ ضبط کیا ہے" اور یہی زیادہ صحیح اور مشہور ہے)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب المداراة مع النساء - وصحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء.

۲۷۵۔ **فوائد**: استوصوا بالنساء کے معنی ہیں' عورتوں کی بابت میری وصیت قبول اور اس پر عمل کرو۔ یا بعض تمہارا' بعض سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بابت وصیت طلب کرے۔ مطلب ہر دو صورتوں میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے۔ اس لئے کہ عورت فطری طور پر مرد سے کمزور بھی ہے اور کج فطرت اور کم عقل بھی۔ بنا بریں زیادہ عقل اور زیادہ صبرو قوت رکھنے والے مرد کو تحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے' اس کے ساتھ حسن سلوک کا ہی اہتمام کرنا چاہئے۔ اس وصیت اور تاکید میں خوشگوار گھریلو زندگی کا راز مضمر ہے۔ جو لوگ اس کے برعکس عورت کے ساتھ بے رحمانہ اور متشددانہ رویہ اختیار کرتے اور سوچتے ہیں کہ اس طرح وہ اسے سیدھا کرلیں گے' وہ خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کا گھر جہنم کدہ بنا رہتا ہے یا پھر (طلاق کی وجہ سے) اجڑ جاتا ہے' اور اگر بچے بھی ہوں تو ان کی زندگیاں الگ برباد ہو جاتی ہیں۔

٢٧٦ - وعن عبدِ الله بن زَمْعَةَ رضي

۲ / ۲۷۶۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت

الله عنه، أنه سمع النبيَّ ﷺ يَخْطُبُ، وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذي عقرَها، فقال رسولُ الله ﷺ: «﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ [الشمس: ١٢] انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ، عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ»، ثُمَّ ذَكَرَ النِّساءَ، فَوَعَظَ فِيهِنَّ، فَقالَ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ» ثُمَّ وَعَظَهُمْ في ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وقال: «لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟» متفقٌ عليه.

ہے' انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا' آپ نے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا اور اس آدمی کا ذکر فرمایا' جس نے اس کی کوچیں کاٹ دی تھیں (اور پھر اسے ذبح کر دیا تھا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذ انبعث اشقاھا (یعنی یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر اس کے معنی بیان فرمائے) کہ اونٹنی کو ہلاک کرنے کے لئے ایک شریر آدمی اٹھا' جسے اپنے خاندان کی حمایت حاصل تھی۔ پھر آپ نے عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کے بارے میں نصیحت فرمائی' آپ نے فرمایا۔ تم میں سے ایک آدمی اٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے۔ (اس نادان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ) شاید اپنے دن کے آخر میں (یعنی رات کو) اس کے ساتھ وہ ہم بستری کرے (مطلب یہ تھا کہ جب مرد اپنی بیوی سے اس طرح فائدہ اٹھانے اور اس کے ساتھ جنسی تسکین حاصل کرنے پر مجبور ہے تو پھر اسے بے رحمانہ انداز سے مارنے پیٹنے کا کیا جواز ہے؟ اسے تو عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے) پھر آپ نے لوگوں کو گوز مارنے (آواز سے ہوا خارج کرنے) پر ہنسنے (سے روکا) اور اس پر انہیں وعظ کیا اور فرمایا' تم میں سے ایک شخص ایسے کام پر کیوں ہنستا ہے جسے وہ خود بھی کرتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

وَ«الْعَارِمُ» بالعين المهملةِ والراءِ: هُوَ الشِّرِّيرُ الْمُفْسِد، وقولُهُ: «انْبَعَثَ» أَيْ: قَامَ بِسُرْعَةٍ.

عارم' عین مہملہ اور راء کے ساتھ۔ شریر اور فتنہ پرداز' انبعث تیزی کے ساتھ اٹھایا یا کھڑا ہوا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير ﴿والشمس وضحاها﴾، وكتاب النكاح، باب ما يكره من ضرب النساء، وكتاب الأدب، باب ﴿يأيهاالذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم...﴾ - وصحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبّارون، والجنة يدخلها الضعفاء.

۲۷۶- **فوائد:** اسلام نے اگرچہ ناگزیر حالات میں عورت کو سرزنش کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے لئے قرآن سے ایک حکیمانہ ترتیب یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے انہیں وعظ و نصیحت کریں' اس سے وہ نہ سمجھے تو رات کو اس کے ساتھ سونا ترک کر دیں جو ایک سمجھ دار عورت کے لئے بہت بڑی تنبیہہ ہے۔ اس سے بھی نہ سمجھے

تو پھر چہرہ اور سر چھوڑ کر اس کی تھوڑی سی گوشمالی کریں بشرطیکہ ایسا کرنے سے اس کے سدھرنے کی امید ہو' ورنہ اس سے بھی گریز ہی بہتر ہے تاہم حسب ضرورت و اقتضاء تینوں کام بیک وقت بھی کئے جا سکتے ہیں لیکن وعظ و نصیحت کو بالکلیہ نظرانداز کر کے مارنا پیٹنا اور وہ بھی نہایت بے رحمانہ طریقے سے' جس کی اسلام نے قطعاً اجازت نہیں دی ہے' صحیح نہیں۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے اسی پہلو کو واضح فرمایا ہے کہ جب مرد کے لئے عورت کا وجود ناگزیر ہے اور اس کے بغیر اس کے لئے رات گزارنا مشکل ہے تو پھر اس کو لونڈی غلام کی طرح کیوں مارتا ہے؟ اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کے بھی جذبات ہیں اور زندگی گزارنے کی لئے وہ بھی گاڑی کا ایک پہیہ ہے' اگر اس کی گوش مالی کی ضرورت پیش آہی جائے تو اس کی اس واقعی حیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہی مار پیٹ والا معاملہ کرے نہ کہ اس کی اس اہمیت کو فراموش کر دے۔

اسی طرح کسی کے گوز مارنے پر (جسے پادنا بھی کہتے ہیں) ہنسنا بداخلاقی ہے۔ آخر اس ہنسنے کا بھی کوئی جواز نہیں ہے' کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا ارتکاب ہر انسان سے ہوتا ہے۔ اس لئے ہنس کر اسے مجلس میں شرمندہ نہ کیا جائے۔

٢٧٧ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقاً رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ» أَوْ قَالَ: «غَيْرَهُ» رواه مسلم. وقولُهُ: «يَفْرَكْ» هو بفتحِ الياءِ وإسكانِ الفاءِ وفتحِ الراءِ معناه: يُبْغِض، يقالُ: فَرِكَتِ المَرْأَةُ زَوْجَها، وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا، بكسرِ الراءِ، يَفْرَكُهَا بفتحِها، أَيْ: أَبْغَضَهَا، والله أعلم.

٣ / ٢٧٧ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن مرد' ایمان دار عورت (بیوی) سے نفرت نہ کرے' اگر اس کی کوئی ایک عادت یا صفت اسے ناپسند ہو گی تو اس کی کسی دوسری صفت سے وہ خوش بھی ہو گا۔ یا آخر کی جگہ آپؐ نے غیرہ فرمایا۔ (مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے)۔ (مسلم)

یفرک' یاء پر زبر' فاء ساکن اور راء پر زبر۔ معنی ہیں' نفرت کرے' بغض رکھے' کہا جاتا ہے۔ عورت نے اپنے خاوند سے نفرت کی یا بغض رکھا اور خاوند نے اپنی بیوی سے نفرت کی' یعنی بغض رکھا۔ واللہ اعلم

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء.

٢٧٧۔ **فوائد**: اس میں بھی ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے ایک نہایت حکیمانہ نکتہ بیان فرمایا گیا ہے اور وہ یہ کہ ہر شخص میں اگر کچھ خامی یا کوتاہی ہوتی ہے تو کچھ خوبی بھی ہوتی ہے۔ مرد کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ عورت میں کچھ خامی ایسی دیکھے جو اسے ناپسند ہو' تو اسے نظرانداز کر کے اس کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ اس طرح اس کے لئے اس کی بعض ناپسندیدہ خصلت کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا اور اسی طرح عورت بھی اگر مرد کی بعض باتوں سے دل گیر ہو تو اسے بھی اس کی خوبیوں پر نظر رکھتے ہوئے' اس کی بعض خامیوں کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے۔

٢٧٨ ـ وعن عَمْرِو بن الأَحْوَص

٤ / ٢٧٨ ـ حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ عنہ سے

الجُشَمِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ في حَجَّةِ الوَدَاعِ يَقُولُ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللهَ تعالى، وَأَثْنَى عَلَيْهِ وذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قال: «أَلا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئاً غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي المَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً؛ أَلا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقّاً، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقّاً؛ فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيحٌ. قوله ﷺ: «عَوَانٍ» أَيْ: أَسِيرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ، بِالْعَيْنِ المُهْمَلَةِ، وَهِيَ الأَسِيرَةُ، وَالعَانِي: الأَسِيرُ. شَبَّهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ المَرْأَةَ فِي دُخُولِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالأَسِيرِ وَ«الضَّرْبُ المُبَرِّحُ»: هُوَ الشَّاقُّ الشَّدِيدُ. وَقوله ﷺ: «فَلا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً» أَيْ: لا تَطْلُبُوا طَرِيقاً تَحْتَجُّونَ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُونَهُنَّ بِهِ، والله أعلم.

روایت ہے' انہوں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبے میں فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و تذکیر کی' اس کے بعد فرمایا: سنو' عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو' اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں' تم ان سے اس (ہم بستری اور اپنی عصمت اور تمہارے مال کی حفاظت وغیرہ) کے علاوہ اور کچھ اختیار بھی نہیں رکھتے (اور جب وہ اپنا یہ فرض ادا کر رہی ہوں تو پھر ان کے ساتھ بدسلوکی کا جواز کیا ہے؟) ہاں اگر وہ کسی بڑی کوتاہی اور بدزبانی (یا کھلی بے حیائی) کا ارتکاب کریں (تو پھر تمہیں انہیں سزا دینے کا حق ہے) پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے علیحدہ چھوڑ دو اور انہیں مارو۔ لیکن اذیت ناک مار نہ ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری فرماں برداری اختیار کر لیں تو ان کے لئے کوئی اور راستہ مت ڈھونڈو (یعنی طلاق وغیرہ دینے کا مت سوچو) یاد رکھو' جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے (اسی طرح) تمہاری بیویوں کا حق تم پر ہے۔ پس تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر ایسے لوگوں کو نہ روندنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے لوگوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے (چاہے وہ کوئی اجنبی مرد یا عورت ہو یا بیوی کے محارم و اقارب میں سے ہو) سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ ان کی پوشاک اور خوراک میں اچھا سلوک کرو (یعنی طاقت کے مطابق یہ چیزیں احسن طریقے سے انہیں مہیا کرو)۔

(اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

عوان' عانیۃ ' کی جمع ہے' معنی ہیں قیدی۔ اس کا مذکر عانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے' عورت کو خاوند کے ماتحت ہونے میں' قیدی کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ضرب

مبرح کا مطلب ہے اذیت ناک مار' اور ان پر کوئی راستہ مت ڈھونڈو' کا مطلب ہے' ان پر غلبہ و تسلط کا اور انہیں ایذاء پہنچانے کا راستہ مت تلاش کرو۔ (یا طلاق مراد ہے۔) واللہ اعلم۔

تخريج: جامع ترمذي، أبواب النكاح، باب ما جاء في حق المرأة على زوجها.

۲۷۸۔ فوائد: اس میں ایک تو وہی مارنے کا جواز ہے۔ لیکن اسی صورت میں اور اسی طریقے سے جس کی وضاحت اس سے قبل کی گئی ہے۔ تاہم اگر مار کا فائدہ نظر نہ آتا ہو تو اس سے اجتناب ہی بہتر ہے' کیونکہ اس صورت میں نفرت و عداوت میں اضافے کا زیادہ امکان ہے اور یہ چیزیں حسن معاشرت کے منافی ہیں۔ (۲) خاوند کی عدم موجودگی میں عورت کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنی عصمت اور خاوند کے مال وغیرہ کی حفاظت کے ساتھ' خاوند کے ناپسندیدہ افراد کو چاہے' وہ اس کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں' گھر میں داخل ہونے کی اور وہاں بیٹھنے کی اجازت نہ دے۔ (۳) خاوند کی ذمے داری ہے کہ وہ طاقت کے مطابق اچھا لباس اور اچھی خوراک اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کرے۔

٢٧٩ ـ وعن مُعَاوِيَةَ بن حَيْدَةَ رضي الله عنه قال: قلتُ: يا رسولَ اللهِ! ما حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قال: «أَنْ تُطْعِمَهَا إذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إذَا اكْتَسَيْتَ ولا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلا تَهْجُرْ إلَّا في الْبَيْتِ» حديثٌ حسنٌ رواه أبو داودَ وقال: معنى «لا تُقَبِّحْ» أَيْ: لا تَقُلْ: قَبَّحَكِ الله.

۵ / ۲۷۹۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا' جب تو کھائے تو اسے کھلا' جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر مت مار' نہ اسے برا بھلا (یا بدصورت) کہہ اور اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کر۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور کہا کہ لا تقبح کے معنی ہیں کہ اسے یہ نہ کہے کہ اللہ تجھے قبیح بنا دے یا تیرا بیڑہ غرق کر دے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في حق المرأة على زوجها.

۲۷۹۔ فوائد: نافرمان عورت کو راہ راست پر لانے کے لئے علیحدگی (ترک تعلق) کی ضرورت پیش آئے تو گھر کے اندر یہ ترک تعلق اس طرح کیا جائے کہ رات کو اس کے ساتھ سونا چھوڑ دیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ علیحدگی صرف بستر کی حد تک ہی ہو' بات چیت ترک نہ کی جائے۔ ترک کلام سے بعد میں اضافے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی خاص سبب ہو تو گھر سے باہر بھی علیحدگی کی اجازت ہے' لیکن بیوی پر پھٹکار بھیجنا' ہر روز مارنا' ماں بہن یا طلاق ایسے الفاظ استعمال کرتے رہنا' گھر سے نکالنا یا نکالنے کی دھمکی دینا' یا خوراک یا لباس مہیا نہ کرنا یا غیر مہذبانہ ہتھکنڈے اختیار کرنا اور ناشائستہ سزائیں دینا اور چہرے پر تھپڑ مارنا اور آئے دن مغلظات بکنا

سب ناجائز اور ممنوع ہے۔ بیوی کو بار بار طعنے اور کچوکے دینا اور اولاد یا اپنے رشتہ داروں کے سامنے ذلیل کرنا اور بھی برا ہے۔ یہ سب طریقے غلط اور تہذیب و شرافت سے دور ہیں جو ایک انسان کو کسی صورت زیب نہیں دیتے۔ بیوی گھر کی ملکہ ہوتی ہے اسے عزت اور وقار سے رکھنا چاہیے۔ جب عورت حد سے گزرتی نظر آئے تو پھر جو طریقے قرآن و حدیث میں آئے ہیں انہیں پر اکتفا کرنا چاہیے ان سے تجاوز' دین اور دنیا دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔۔

٢٨٠ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَكْمَلُ المُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

٦ / ٢٨٠ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔ (اسے ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔)

تخريج: جامع ترمذي، أبواب النكاح، باب ما جاء في حق المرأة على زوجها.

٢٨١ ـ وعن إياسِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ أبي ذُبابٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللهِ» فَجَاءَ عُمَرُ رضي الله عنه إلى رسولِ الله ﷺ، فَقَالَ: ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ، فَأَطَافَ بِآلِ رسولِ الله ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ، فقال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ أَطَافَ بِآلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح.

قوله: «ذَئِرْنَ» هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُورَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ نُونٍ، أَي: اجْتَرَأْنَ، قوله: «أَطَافَ» أَيْ: أَحَاطَ.

٧ / ٢٨١ ـ حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اللہ کی باندیوں کو مت مارو۔ (کچھ عرصے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہو گئی ہیں' تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے پاس کثرت سے عورتیں آنے لگیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے ہجوم کیا ہے جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں (یاد رکھو) ایسا کرنے والے لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں۔ (اسے ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

ذئرن ' نقطے والی ذال مفتوحہ' پھر ہمزہ مکسورہ' پھر راء ساکن اور نون کے ساتھ۔ دلیر ہو گئیں۔ اطاف ' کے معنیٰ گھیرلیا' ہجوم کیا۔

تخريج: سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب في ضرب النساء.

٢٨١۔ **فوائد:** اس میں واضح فرما دیا گیا کہ عورتوں کو مارنے پیٹنے والے اخلاقی لحاظ سے بہترین انسان نہیں ہیں' مکارم اخلاق کا تقاضا یہی ہے کہ اس سے گریز ہی کیا جائے' جیسے نبی ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے

کبھی کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو' نہ کسی اور چیز کو اپنے ہاتھ سے مارا۔ البتہ جہاد میں اپنے ہاتھوں سے کافروں کو مارا یا جب اللہ کی حرمتوں کو پامال ہوتے دیکھتے' تو پھر آپ ضرور انتقام لیتے۔ (سنن نسائی)

٢٨٢ ـ وعن عبدِ الله بنِ عمرِو بنِ العاص رضي الله عنهما، أن رسولَ الله ﷺ قال: «الدُّنيَا مَتاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِهَا المَرْأَةُ الصَّالِحَةُ» رواه مسلم.

٨ / ٢٨٢ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دنیا ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان' نیک عورت ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة.

٢٨٢- **فوائد**: دوسری حدیث میں نیک عورت کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں' کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے' جب اسے حکم کرے تو وہ بجا لائے اور جب وہ گھر سے غائب ہو تو وہ اپنے نفس (عصمت) کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے (ابو داؤد' نسائی) اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ اگر انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی مطلوب ہے تو وہ عورت کا انتخاب کرتے وقت صرف اس کے حسن و جمال' یا حسب و نسب یا مال و دولت پر ہی نظر نہ رکھے بلکہ دین کو ان سب پر مقدم رکھے اور دین دار اور پابند شریعت عورت سے ہی نکاح کرے' ایسی عورت دین و دنیا کی سعادت کا باعث ہو گی۔

٣٥ ـ بابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ

٣٥۔ عورت پر خاوند کے حق کا بیان

قال الله تعالى: ﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ ۚ فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ﴾ [النساء: ٣٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مرد عورتوں پر حاکم ہیں بہ سبب اس کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور بہ سبب اس کے جو وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرماں برداری کرتی ہیں اور پیٹھ پیچھے (ان کے مال اور عزت و آبرو کی) حفاظت کرتی ہیں' اللہ کی توفیق اور اس کی حفاظت سے۔

وأمَّا الأحاديثُ فمِنْهَا حَديثُ عَمْرِو بنِ الأَحْوَصِ السَّابق في الْبَاب قَبْلَهُ.

احادیث میں ایک تو عمرو بن احوص کی وہ حدیث ہے جو اس سے ماقبل باب میں گزری (دیکھو حدیث نمبر ٢٧٦) مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

٢٨٣ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا المَلائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لهما: «إذا بَاتَتِ المَـرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا

١ / ٢٨٣ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ نہ آئے' پس خاوند وہ رات اس سے ناراضی کی حالت میں گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ان دونوں کی ایک اور روایت میں ہے۔ جب

الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ». وفي رواية قال رسولُ الله ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطاً عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا».

عورت اپنے خاوند (کی خواہش کے باوجود اس) کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جو آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے' پس وہ آنے سے انکار کر دے تو وہ (اللہ) جو آسمانوں میں ہے اس پر ناراض رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ خاوند اس سے راضی ہو جائے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب النکاح، وکتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدکم آمین... ـ وصحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها.

۲۸۳۔ **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے خاوند کی اطاعت فرض و واجب ہے' اگر عذر شرعی نہ ہونے کے باوجود اطاعت سے انکار کرے گی تو غضب الٰہی کی مستحق قرار پائے گی اور وہ اس وقت تک اللہ کے ہاں ملعون و مغضوب رہے گی جب تک وہ اپنے خاوند کو راضی نہیں کر لے گی۔ اس میں ان عورتوں کے لئے سخت تنبیہ ہے جو اپنی بدمزاجی اور ضدی پن کی وجہ سے خاوند کی ناراضی کی پروا نہیں کرتیں اور اپنی تریاہٹ (ضد غرور) پر مصر رہتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے بالا' آسمانوں پر یعنی عرش پر ہے' جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔

٢٨٤ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أيضاً أن رسولَ اللهِ ﷺ قال: «لا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» متفقٌ عليه وهذا لفظ البخاري.

۲ / ۲۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔ (بخاری و مسلم' اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بیت زوجها ـ وصحیح مسلم، کتاب الزکٰوة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه.

۲۸۴۔ **فوائد:** اس کا فائدہ واضح ہے۔ اس سے ایک اصول یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلی عبادت سے اگر کسی انسان کا حق فوت ہوتا ہے' تو اس نفلی عبادت پر' انسان کا حق مقدم ہو گا۔

٢٨٥ ـ وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنهما عن النبيِّ ﷺ قال: «كُلُّكُمْ رَاعٍ،

۳ / ۲۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے ہر شخص ذمے

وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ؛ وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» متفقٌ عليه.

دار ہے اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ امیر (اپنی رعایا کا) ذمے دار ہے' آدمی اپنے اہل خانہ کا ذمے دار ہے' عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمے دار ہے' پس (اس طرح) تم سب ذمے دار ہو اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، وكتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن۔ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل.

۲۸۵۔ **فوائد**: یہ حدیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو چاہے وہ حکمران ہو یا ایک عام آدمی' حتیٰ کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت کو بھی' اپنے اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے' اصلاح کرنے کا اور عدل و انصاف کے قیام کا ذمے دار اور اس میں کوتاہی کرنے پر باز پرس کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔

٢٨٦ ـ وعن أَبي عَلِيٍّ طلق بنِ عليٍّ رضي الله عنه، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ» رواه الترمذي والنسائي وقال الترمذي: حديث حسن صحيح.

۴ / ۲۸۶ ۔ حضرت ابو علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنی ضرورت کے لئے اپنی بیوی کو بلائے' تو اسے چاہئے کہ وہ (فوراً) آجائے' اگرچہ وہ تنور پر (روٹی وغیرہ پکانے میں مصروف) ہو۔ (ترمذی' نسائی۔ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة.

صاحب منتقی نے کہا ہے کہ یہ روایت صرف ترمذی میں ہے۔

۲۸۶۔ **فوائد**: اس سے بھی عورت کے لئے خاوند کی اطاعت کی اہمیت اور تاکید واضح ہے۔

بیشک شریعت میں خاوند کا کافی درجہ ہے۔ جہاں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوندوں کا مقام سمجھیں' وہاں خاوندوں کو بھی اپنا مقام پہچاننا چاہئے۔

٢٨٧ ـ وعن أَبي هريرة رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قال: «لَوْ كُنْتُ آمِراً أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لأَحَدٍ لأَمَرْتُ المَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۵ / ۲۸۷ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا' تو میں یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی' حسن صحیح۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة.

۲۸۷۔ **فوائد**: اس سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ عورت کے لئے خاوند کی عزت و توقیر کتنی ضروری

ہے۔

٢٨٨ ـ وعن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قالت: قال رسولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الجَنَّةَ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

٦ / ٢٨٨ ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس عورت کا انتقال اس حال میں ہوا کہ اس کا خاوند اس سے خوش تھا' وہ جنت میں جائے گی۔

(ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة.

٢٨٨۔ فوائد: یہ فضیلت ایسی عورتوں کے لئے ہے جو احکام و فرائض اسلام کی پابندی کے ساتھ اپنے خاوند کو بھی خوش رکھنے کا اہتمام کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی چھوٹی غلطیاں معاف فرما کر ان کو ابتداء میں ہی جنت میں بھیج دے گا۔ جہاں بدمزاج اور اکھڑ قسم کی عورتیں ہیں وہاں نیک مزاج اور خوش خصال خواتین بھی ہیں یہ حدیث ایسی محمود الصفات خواتین کے لئے خوشخبری ہے۔

٢٨٩ ـ وعن مُعاذِ بنِ جبلٍ رضي الله عنه عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الحُورِ العِينِ: لا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللهُ! فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا» رواه الترمذيُّ وقال: حديث حسن.

٧ / ٢٨٩ ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو عورت دنیا میں اپنے خاوند کو ایذاء پہنچاتی ہے تو اس کی حورعین میں سے ہونے والی بیوی (جنت میں) کہتی ہے' اللہ تجھے ہلاک کرے' اسے ایذا مت پہنچا' کیونکہ یہ تو تیرے پاس (چند روزہ) مہمان ہے' عنقریب یہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، آخر أبواب الرضاع، ـ وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب فى المرأة تؤذي زوجها.

٢٨٩۔ فوائد: جس طرح شریعت اسلامیہ نے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے' اسی طرح عورت کو بھی ایسا رویہ اختیار کرنے سے روکا ہے جس سے خاوند کو تکلیف ہو۔ یہ ایذاء رسانی' بدزبانی سے بھی ہو سکتی ہے اور بداخلاقی و بداطواری سے بھی اور اس کی آمدنی سے بڑھ کر ناجائز مطالبات کی صورت میں بھی۔ جیسا کہ عام طور پر عورتیں ان تینوں ہی طریقے سے اپنے خاوندوں کو زچ کرتیں اور ان کی پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔ الا من رحمها الله باقی رہی یہ بات کہ جنت کی حورعین کو یہ علم کیسے ہوتا ہے کہ وہ عورت اپنے خاوند کو ایذاء پہنچا رہی ہے۔ تو گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس تک خبر پہنچانا کون سا مشکل ہے؟ ہو سکتا ہے کچھ ملائکہ کی یہ ڈیوٹی لگا رکھی ہو۔

٢٩٠ ـ وعن أسامةَ بنِ زيدٍ رضي الله عنهما عنِ النَّبِيِّ ﷺ قال:

٨ / ٢٩٠ ۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے اپنے بعد مردوں کے

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ» متفقٌ عليه.

حق میں' عورتوں سے زیادہ خطرناک فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب ما يتقي من شؤم المرأة - وصحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء، وبيان الفتنة بالنساء.

۲۹۰- فوائد: اس میں نبی ﷺ نے عورت کے وجود کے حسن و جمال کو مردوں کے لئے تمام فتنوں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ جس کا مشاہدہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ بالعموم عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے ہی مرد رشوت خوری اور ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر عورتیں نت نئے فیشنوں کے مطابق لباس اور زیورات پہننے کا شوق فضول ترک کر کے سادگی کو اپنا لیں تو مرد کو حرام ذرائع آمدنی اختیار کرنے کی زیادہ ضرورت پیش نہ آئے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں ہی تمام بے ہودہ رسم و رواج کرنے پر مردوں کو آمادہ کرتی ہیں اور یوں حدود شریعت کی پامالی کے ساتھ بے پناہ اخراجات کا باعث بنتی ہیں۔ اگر عورتیں رسم و رواج دنیا کی بجائے شریعت کو اہمیت دیں تو شادیاں بھی راحت و سکون کا باعث بن سکتی ہیں جب کہ یہ آج کل ایک عذاب اور وبال جان بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح زندگی کے اور شعبوں میں بھی عورت کی حشر سامانیاں محتاج وضاحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

٣٦ - بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى العِيَالِ

۳۶- اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة: ٢٣٣]، وقال تعالى: ﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾ [الطلاق: ٧]، وقال تعالى: ﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سبأ: ٣٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور باپ پر' جس کا وہ بچہ ہے' ان (دودھ پلانے والیوں) کا کھانا اور لباس ہے دستور کے مطابق۔

اور فرمایا: چاہیئے کہ خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش (وسعت) کے مطابق اور جس کو اس کی روزی نپی تلی ملتی ہو' اس کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اس کے موافق خرچ کرے' اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس سے زیادہ کا مکلف (ذمہ دار) نہیں بناتا' جتنا اس نے اس کو دیا ہے۔ (سورۃ الطلاق' ۷)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جو کچھ بھی خرچ کرو' اللہ اس کا عوض (دنیا یا آخرت میں) عطا فرماتا ہے۔

٢٩١ - وعن أَبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ الله، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ،

۱/ ۲۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک وہ دینار ہے جسے تو اللہ کے راستے (جہاد) میں خرچ کرے' ایک وہ دینار ہے جو کسی گردن (کے آزاد کرنے) میں خرچ کرے اور ایک وہ

وَدِينَارٌ أَنفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْراً الَّذِي أَنفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ» رواه مسلم.

دینار ہے جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک وہ دینار ہے جو تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار میں ہے جو تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك.

۲۹۱- فوائد: یہ ایسے شخص کا تذکرہ ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور قلیل آمدنی کا حامل ہو۔ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ پہلے اپنے بال بچوں کی ضروریات اور ان کی خوراک و پوشاک پر خرچ کرے' اسی میں اس کے لئے زیادہ اجر ہے' کیونکہ اہل و عیال کا خرچ اس کے ذمے واجب ہے' جب کہ دوسرے مقامات پر خرچ کرنا ایک نفلی عبادت ہے۔ ظاہر بات ہے کہ فرض و واجب کو چھوڑ کر نفلی عبادت میں ثواب نہیں۔ البتہ جو شخص صاحب حیثیت اور صاحب نصاب ہے' اس کا معاملہ اس سے مختلف ہے اس کے لئے زکوٰۃ کی رقم اہل و عیال پر خرچ کرنے کی بجائے' دوسری مدات پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ بلکہ حسب ضرورت و اقتضاء زکوٰۃ کے علاوہ بھی۔

٢٩٢ ـ وعن أَبي عبدِ الله وَيُقَالُ له: أَبي عبد الرَّحمٰن ثَوْبَانَ بْن بُجْدُدَ مَوْلَى رسول الله ﷺ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَفضلُ دِينَارٍ يُنفِقُهُ الرَّجُلُ دِينارٌ يُنفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنفِقُهُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ يُنفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ» رواه مسلم.

۲ / ۲۹۲ ۔ حضرت ابو عبداللہ (اور بعض کے نزدیک ابو عبدالرحمٰن) ثوبان بن بجدد۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام۔ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے افضل دینار' جو آدمی خرچ کرتا ہے' وہ دینار ہے جسے وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کرے اور (پھر) وہ دینار ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرے۔ اور (تیسرے نمبر پر) وہ دینار ہے جسے اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك.

۲۹۲- فوائد: اس حدیث کا بھی وہی مفہوم ہے جو ماقبل حدیث کا تھا' اس میں بھی کم آمدنی والے کو سب سے پہلے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اسے افضل قرار دیا گیا ہے۔ پھر کچھ بچ جائے تو ترتیب مذکور کے مطابق خرچ کرے۔

٢٩٣ـ وعن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قلتُ: يا رسولَ اللهِ! هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فقال: «نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ» متفقٌ عليه.

۳ / ۲۹۳ ۔ حضرت ام سلمہ ﷞ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' کہ اگر میں ابو سلمہ (اپنے پہلے خاوند) کی اولاد پر خرچ کروں تو اس میں میرے لئے کوئی اجر ہے؟ میں ان کو اس طرح تو نہیں چھوڑ سکتی کہ وہ تلاش رزق میں ادھر ادھر پھرتے پھریں' آخر وہ میری اپنی اولاد ہیں۔ آپ نے جواب

ارشاد فرمایا۔ ہاں' تو ان پر جو کچھ خرچ کرے گی' اس میں تیرے لئے اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب الزكٰوة على الزوج والأيتام في الحجر - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد.

۲۹۳- فوائد: اولاد پر انسان اگرچہ اس فطری محبت و شفقت کی وجہ سے خرچ کرتا ہے جو ماں باپ کے دلوں میں ہوتی ہے' اس کے باوجود' یہ اللہ کا فضل و کرم ہے' کہ اس میں بھی وہ نہ صرف اجر دیتا ہے بلکہ دوسری مدوں کے مقابلے میں زیادہ اجر دیتا ہے۔ وذلك من فضل الله علينا وعلى الناس والحمد لله رب العالمين

٢٩٤ - وعن سعدِ بنِ أَبي وَقَّاص رضي الله عنه في حديثِهِ الطَّوِيلِ الَّذي قَدَّمْنَاهُ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ في بَابِ النِّيَّةِ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال له: «وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ» متفقٌ عليه.

۴ / ۲۹۴ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اپنی اس طویل حدیث میں' جسے ہم پہلے کتاب کے آغاز میں نیت کے باب میں بیان کر آئے ہیں' روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے' اس پر تمہیں ضرور اجر دیا جائے گا' حتیٰ کہ اس (لقمے پر بھی) جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية، وكتاب الجنائز، باب رثى النبي ﷺ سعد بن خولة، وغيرهما من كتب الصحيح - وصحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث.

۲۹۴- فوائد: اس میں بھی اصل نکتہ یہی ہے کہ انسان اس نیت سے بیوی بچوں کو کھلائے پلائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے' تو یہ فطری داعیہ بھی طاعت و عبادت بن جائے گا جس پر انسان اجر کا مستحق ہو گا۔

٢٩٥ - وعن أَبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ» متفقٌ عليه.

۵ / ۲۹۵ ۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية، وأول كتاب النفقات، - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد.

۲۹۵- فوائد: ثواب کی نیت سے' کا مطلب ہے کہ میں بال بچوں کی کفالت کا وہ فرض ادا کر رہا ہوں جو اللہ نے مجھ پر عائد کیا ہے' نیز صلہ رحمی کا بھی تقاضا ہے اور اس ادائیگی فرض اور صلہ رحمی سے مجھے اللہ کی رضا اور اس

کا قرب حاصل ہو گا۔ تو اس نیت سے بچوں پر خرچ بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔

٢٩٦ ـ وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْماً أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ» حديثٌ صحيحٌ رواه أبو داودَ وغيرُه. ورواه مسلم في صحيحه بِمَعْنَاهُ قال: «كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْماً أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ».

۶ / ۲۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جن کی روزی کا ذمے دار ہے' ان (کے حقوق) کو ضائع کر دے (یعنی ان کے نان نفقہ میں کوتاہی کرے)۔

یہ حدیث صحیح ہے جسے ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم میں بھی اس کے ہم معنی روایت ہے' جس میں آپ ؐ نے فرمایا' آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جس کی خوراک کا ذمے دار ہے' اس سے ہاتھ روک لے۔

تخريج: سنن أبي داود، آخر كتاب الزكاة ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة علي العيال والمملوك.

۲۹۶۔ فوائد: مطلب یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال کی کفالت سے غفلت یا اعراض اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کے نامہ اعمال میں اس کوتاہی کے علاوہ کوئی اور گناہ نہ بھی ہو' تب بھی عنداللہ مواخذے کے لئے یہی کافی ہے۔

علاوہ ازیں حدیث کے الفاظ میں اتنی عمومیت ہے کہ اس میں اہل و عیال کے علاوہ خادم اور نوکر چاکر بھی آجاتے ہیں' کیونکہ انسان ان کی بھی خوراک کا ذمے دار ہوتا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خادموں' ملازموں اور نوکروں چاکروں کی بھی خوراک اور انسانی ضروریات کا مہیا کرنا' مالک کی ذمے داری ہے اور اس میں کوتاہی عنداللہ جرم ہے۔

٢٩٧ ـ وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً» متفقٌ عليه.

۷ / ۲۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہر دن' جس میں بندے صبح کرتے ہیں' دو فرشتے اترتے ہیں' ان میں سے ایک کہتا ہے' اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے' اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے (مال) کو ضائع فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب قوله تعالى ﴿فأما من أعطي واتقى﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك.

۲۹۷۔ فوائد: اس میں اچھے لوگوں کے حق میں دعائے خیر اور برے لوگوں کے لئے بددعاء کرنے کا جواز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح مخلوق پر خرچ کرنا باعث ثواب ہے اسی طرح انفاق سے ہاتھ کھینچ لینا عذاب کا

باعث ہے۔ گویا تنگ دل اور بخیل کو انسانوں کے علاوہ فرشتے بھی قابل نفریں سمجھتے ہیں۔ کنجوس کی کہیں بھی عزت نہیں ہے۔

٢٩٨ ـ وعنه، عن النَّبيِّ ﷺ قال: «الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ، يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ، يُغْنِهِ اللهُ» رواه البخاري.

٨ / ٢٩٨ ـ انہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بلند ہاتھ (دینے والا) نچلے ہاتھ (مانگنے والے) سے بہتر ہے اور خرچ کرنے کی ابتداء ان لوگوں سے کر جن کی دیکھ بھال کا ذمے دار تو ہے اور بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری (بے نیازی) کے بعد ہو اور جو سوال یا حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے' اللہ اسے بچالیتا ہے۔ اور جو بے نیازی چاہے' اسے اللہ غناء و تونگری سے نواز کر بے نیاز کر دیتا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى...

٢٩٨- **فوائد**: اس میں انفاق فی سبیل اللہ' اہل و عیال کی اولیت و فوقیت اور عفت و قناعت کا بیان ہے نیز جو شخص اللہ سے جس چیز کی خواہش اور دعاء کرے' اللہ اس میں اس کی مدد فرماتا ہے۔

٣٧ ـ باب الإنفاق مِمَّا يُحِبُّ وَمِنَ الْجَيِّدِ

٣٧- پسندیدہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢]، وقال تعالى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِن طَيِّبَـٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا۟ ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ٢٦٧].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔ تا آنکہ تم پسندیدہ چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔

اور فرمایا: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور ان چیزوں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے اگائی ہیں اور ناپاک کا ارادہ نہ کرنا کہ اس میں سے تم خرچ کرو۔

اب اس سے متعلق احادیث ملاحظہ ہوں:

٢٩٩ ـ عن أنسٍ رضي الله عنه قال: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ رضي الله عنه أَكْثَرَ الأنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ

١/ ٢٩٩ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں کھجور کے باغات کے اعتبار سے سب سے زیادہ دولت مند تھے اور انہیں اپنے مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحاء (نامی باغ) تھا' یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا' نبی ﷺ اس میں تشریف لاتے اور باغ میں موجود پاکیزہ پانی پیتے۔ حضرت انس

الآيَةَ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾، قام أبو طَلْحَةَ إلى رسولِ الله ﷺ فقال: يارسولَ الله! إنَّ الله تَعَالَى أَنْزَلَ عَلَيْكَ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لله تَعَالَى أَرْجُو بِرَّهَا، وَذُخْرَهَا عِنْدَ الله تَعَالَى، فَضَعْهَا يارسولَ الله! حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ، فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «بَخٍ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ»، فقال أبو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رسولَ الله! فَقَسَّمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ، وَبَنِي عَمِّهِ. متفقٌ عليه.

(راوی حدیث) بیان فرماتے ہیں کہ جب آیت لن تنالوا البرحتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی، تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے، تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو۔ اور مجھے اپنے مالوں میں سب سے زیادہ محبوب بیرحاء (باغ) ہے، میں اسے اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی اور اس کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں، پس آپ اللہ کی دی ہوئی سمجھ کے مطابق جہاں مناسب سمجھیں، اسے اپنے تصرف میں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اوہو، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ تم نے جو کچھ کہا ہے، میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابت مندوں میں تقسیم کر دو۔ ابو طلحہؓ نے فرمایا، ٹھیک ہے یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتے داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

قوله ﷺ: «مَالٌ رَابِحٌ»

رُوِيَ في الصحيح «رَابِحٌ» و «رَايِحٌ» بالباءِ الموحدة وبالياءِ المثناة، أَيْ: رَايِحٌ عَلَيْكَ نَفْعُهُ، وَ «بَيْرَحَاءُ»: حَدِيقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِيَ بكسرِ الباءِ وَفتحِها.

مال رابح، "صحیح" میں رابح (باء موحدہ کے ساتھ) اور رایح (یائے مثناۃ کے ساتھ) دونوں طرح روایت کیا گیا ہے۔ رایح کی صورت میں معنی ہوں گے، اس کا نفع تیری طرف ہی لوٹ کر آئے گا۔ بیرحاء، کھجوروں کا باغ۔ باء پر زیر اور زبر دونوں طرح مروی ہے۔ یعنی بَیرحاء اور بِیرحاء

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب، وكتاب الوصايا، وكتاب الوكالة، وكتاب التفسير ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين.

۲۹۹۔ فوائد: اس میں صحابہ کرامؓ کے اس بے مثال جذبے کا بیان ہے جو اللہ رسول کی اطاعت کا اور اعلیٰ درجات حاصل کرنے کا ان کے اندر تھا۔ ﷺ (۲) اپنے محبوب ترین اموال، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، کمال

ایمان کی علامت ہے۔ (۳) صدقہ و خیرات میں پہلے اپنے قریبی رشتے داروں کو ترجیح دی جائے‘ اگر وہ غریب اور امداد کے مستحق ہوں‘ بصورت دیگر جو مستحق ہوں ان پر صدقہ کیا جائے۔

٣٨ - بَابُ وُجُوبِ أَمْرِهِ أَهْلَهُ وَأَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِينَ وَسَائِرَ مَنْ فِي رَعِيَّتِهِ بِطَاعَةِ اللهِ تَعَالَى وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ وَتَأْدِيبِهِمْ وَمَنْعِهِمْ عَنِ ارْتِكَابِ مَنْهِيٍّ عَنْهُ

۳۸۔ اپنے گھر والوں اور اپنی باشعور اولاد اور اپنے تمام ماتحتوں کو اللہ کی فرماں برداری کرنے کا حکم دینے اور انہیں اس کی مخالفت سے روکنے‘ انہیں سزا دینے اور اللہ کی منع کردہ چیزوں کے ارتکاب سے انہیں باز رکھنے کا بیان

قال الله تعالى: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ [طه: ١٣٢]، وقال تعالى ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التحريم: ٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر قائم رہو۔

اور فرمایا‘ اے ایمان والو! بچاؤ تم اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔

٣٠٠ - عن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: أخذ الحسنُ بنُ عليٍّ رضي الله عنهُما تَمرةً مِنْ تَمرِ الصَّدقةِ فَجعلَهَا في فِيهِ فقال رسولُ الله ﷺ: «كِخْ كِخْ، ارْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ!؟» متفقٌ عليه.

۱/ ۳۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ ہیں ہیں‘ اسے پھینک دو‘ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقے کی چیز نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم)

وفي روايةٍ: «أَنَّا لا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ»، وقوله: «كِخْ كِخْ» يُقَالُ بإسْكَانِ الخاءِ، وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنوِينِ وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ للصَّبِيِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ، وَكَانَ الْحَسَنُ رضي الله عنه صبياً.

ایک روایت میں (اس طرح) ہے‘ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں۔

کِخ کِخ‘ خاء ساکن کے ساتھ۔ اسے دو زیروں کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے یعنی کِخٍ۔ یہ بچوں کو ناپسندیدہ چیزوں سے روکنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ کا کلمہ ہے۔ حضرت حسنؓ (اس وقت) بچے تھے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب ما يذكر في الصدقة للنبي ﷺ، وكتاب الجهاد - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على النبي ﷺ وعلى آله.

۳۰۰۔ فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لئے صدقہ حلال نہیں تھا۔ آل

سے مراد یہاں بنو ہاشم اور بنو المطلب ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث نمبر ۳۴۶ کے فوائد) (۲) بچوں کی تعلیم و تربیت کا پہلو بھی واضح ہے۔ بچوں کو جن چیزوں سے روکنا ضروری ہے' والدین کی ذمے داری ہے کہ وہ ان کا خیال رکھیں اور انہیں ان چیزوں سے روکتے اور سمجھاتے رہیں۔ (۳) صدقے کا مال قومی امانت ہے۔ جن گھروں اور اداروں میں یہ جمع ہو' ان کے ذمے داران کا فرض ہے کہ وہ اس کی حفاظت کریں اور اصل مستحقین تک اسے پہنچائیں اور اپنے عزیز و اقارب کی دست برد سے اسے بچائیں۔

٣٠١ ـ وعن أَبي حَفْصٍ عُمَرَ بن أبي سَلَمَةَ عبدِ الله ابنِ عبدِ الأسدِ رَبيبِ رسول الله ﷺ قال: كُنْتُ غُلاماً فِي حَجْرِ رسولِ الله ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فقال لي رسولُ اللهِ ﷺ: «يَا غُلامُ! سَمِّ اللهَ تعالى، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ» فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. متفقٌ عليهِ.

۲ / ۳۰۱ ۔ حضرت ابو حفص عمر بن ابی سلمہ عبداللہ بن اسد' رسول اللہ ﷺ کے پروردہ (یعنی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے) سے روایت ہے کہ میں بچہ اور رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) پیالے میں گھومتا تھا' تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے لڑکے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ' پس اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔ (بخاری و مسلم)

وَ«تَطِيشُ»: تَدُورُ فِي نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

تطیش کے معنی ہیں' پیالے کے کناروں میں ہاتھ گھومتا تھا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ـ وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

۳۰۱۔ فوائد: اس میں بھی بچوں کو ادب و اخلاق سکھانے کی تعلیم ہے۔ (۲) کھانے کا آغاز بسم اللہ سے کیا جائے اور اپنے آگے سے کھایا جائے' جب ایک ہی بڑے برتن (سینی یا تھالی وغیرہ) میں متعدد افراد کھائیں۔ ہاں اگر انواع و اقسام کے پھل ہوں تو حسب خواہش آگے پیچھے سے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ (۳) موقعے پر ہی بچے کو تنبیہہ و نصیحت کی جائے' کیونکہ یہ زیادہ موثر رہتی اور اس کے دل و دماغ میں راسخ ہو جاتی ہے۔

٣٠٢ ـ وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنهما قال: سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: «كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكم مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ، وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ،

۳ / ۳۰۲ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے' تم سب کے سب ذمے دار ہو' اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام (حکمران) ذمے دار ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں باز پرس ہو گی' آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور اس سے اپنی رعیت (اہل خانہ) کے بارے میں پوچھا جائے گا'

وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» متفقٌ عليه.

عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اپنی رعیت (گھر میں رہنے والے بچے اور دیگر افراد) کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے' اس سے اس کی رعیت (مال و اسباب) کے بارے میں پوچھا جائے گا' پس تم سب (اپنے اپنے دائرے میں) نگران اور ذمے دار ہو اور سب سے اس کی (اپنی اپنی) رعیت کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، وكتاب الجنائز، وكتاب الاستقراض، وكتاب الوصايا، وكتاب العتق، وكتاب النكاح، وكتاب الأحكام ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضلية الإمام العادل حديث رقم١٨٢٩ .

۳۰۲- فوائد: اس کی تخریج اور فوائد کے لئے دیکھئے' باب ۳۵' حدیث نمبر ۳ / ۲۸۵

۳۰۳ ـ وعن عمرِو بنِ شُعَيبٍ، عن أبيه، عن جَدِّهِ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مُرُوا أَوْلادَكُمْ بِالصَّلاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي المَضَاجِعِ» حديثٌ حسنٌ رواه أبو داود بإسنادٍ حسنٍ.

۴ / ۳۰۳ ۔ حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمروؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کی تلقین کرو اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں سرزنش کرو اور ان کے درمیان بستروں میں تفریق کر دو۔

(ابو داوَد' اس کی سند حسن درجے کی ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟ .

۳۰۳- فوائد: اس حدیث سے نماز کی اہمیت بھی واضح ہے۔ نیز یہ واضح ہوا کہ تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے بچوں کو مارنا پیٹنا جائز ہے' تاہم یہ مار وحشیانہ انداز سے نہ ہو' بلکہ اس طریقے سے ہو کہ بچے کی تربیت بھی ہو جائے اور اسے کوئی جسمانی نقصان بھی نہ پہنچے۔ یہ فلسفہ بالکل غلط ہے کہ بچوں کو کچھ نہ کہا جائے' مار پیٹ تو کجا' ڈانٹ ڈپٹ سے بھی گریز کیا جائے۔ بلکہ تہذیب و تربیت کے لئے مناسب سزا و تعزیر ضروری ہے۔ (۲) فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز ہی کی طرح دیگر احکام شریعت بھی بچوں کے ذہن نشین کرائے جائیں اور ممکن ہو تو ان کی عملی مشق بھی۔ جیسے رمضان میں حسب عمر اور حسب طاقت' بچوں سے چند روزے رکھوائے جائیں' تاکہ روزوں کی اہمیت و فرضیت ان کے دماغوں میں بیٹھ جائے اور جب وہ شعور و بلوغت کی عمر کو پہنچیں تو انہیں علم ہو کہ پنج وقتہ نماز کی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری اور فرض

ہیں۔ وعلی ھذا القیاس اس طرح دیگر احکام و مسائل اور معاملات ہیں جن کی تعلیم بچوں کو ان کی سمجھ کے مطابق دی جائے۔ (۳) ۱۰ سال کی عمر میں بچہ بالغ تو بالعموم نہیں ہوتا' تاہم کچھ تمیز و شعور اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس عمر میں انہیں ایک ساتھ سلانے کی بجائے' علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلایا جائے' بالخصوص بچے اور بچیوں کو۔

٣٠٤ ـ وعن أبي ثُرَيَّةَ سَبْرَةَ بنِ مَعْبَدٍ الجُهَنِيِّ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلاةَ لِسَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ» حديث حسنٌ رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن. وَلَفْظُ أَبِي دَاوُدَ: «مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ».

۵ / ۳۰۴۔ حضرت ابو ثریہ' سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں اس (نماز میں کوتاہی کرنے) پر ان کی گوش مالی کرو۔ ابو داؤد و ترمذی' امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں' بچوں کو نماز (پڑھنے) کا حکم دو' جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب متٰى يؤمر الغلام بالصلاة؟ ـ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء متٰى يؤمر الصبيّ بالصلاة؟.

۳۰۴۔ فوائد: ظاہر بات ہے کہ بچوں کو نماز کی یہ تعلیم و تلقین' وہی والدین اور اساتذہ کر سکتے ہیں جو خود نماز کے پابند ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے عہد میں یہ تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان بھی ہو اور پھر وہ نماز نہ پڑھے؟ لیکن بدقسمتی سے آج کل کے مسلمان معاشروں میں اساتذہ و والدین کی اکثریت فریضہ نماز سے غافل ہے۔ ان حالات میں بچوں کو نماز کے سیکھنے اور پڑھنے کی ترغیب و تلقین کون کرے؟ علاوہ ازیں اسکولوں میں بھی اس کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ فالی اللہ المشتکی

٣٩ ـ بابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِيَّةِ بِهِ

۳۹۔ پڑوسی کا حق اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

قال الله تعالى: ﴿ وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ﴾[النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ نیز رشتے داروں' یتیموں' مساکین' رشتے دار (یا قریبی) پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کے ساتھی (ساتھ بیٹھنے والے) اور مسافر اور اپنے مملوکہ (غلام باندیوں وغیرہ) کے ساتھ احسان کرو۔

٣٠٥ ـ وعن ابنِ عمرَ وعائشةَ

۱ / ۳۰۵۔ حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے

رضي الله عنهما قالا: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ» متفق عليه.

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے حضرت جبریل پڑوسی کے (ساتھ حسن سلوک) کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے' یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں (بھی) شریک ٹھہرا دیں گے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الوصية بالجار ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه.

۳۰۵۔ فوائد: اس حدیث سے واضح ہے کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اسلام میں کتنی اہمیت اور تاکید ہے۔

٣٠٦ ـ وعن أبي ذرٍّ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ إذا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جيرَانَكَ» رواه مسلم.

۲/ ۳۰۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو ذر! جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو۔ (مسلم)

وفي رواية له عن أَبي ذرٍّ قال: إن خليلي ﷺ أَوْصَاني: «إِذَا طَبَخْتَ مَرَقاً فَأَكْثِرْ مَاءَهُ، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ».

اور اسی کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل (نبی ﷺ) نے مجھے تاکید فرمائی کہ جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لو' پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر والوں کو دیکھو اور ان کو بھلائی کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ پہنچاؤ۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه.

۳۰۶۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی اگر غریب' مسکین اور اسی قسم کے محتاج ہوں تو پھر انہیں نظر انداز کر کے خود ہی سب کچھ کھا پی جانا' اسلام میں ناپسندیدہ ہے۔ بلکہ تاکید ہے کہ ایسے غریب پڑوسیوں کا خیال رکھو' اور محض اپنے کام و دہن کی لذت ہی سامنے مت رکھو' بلکہ اگر زیادہ توفیق نہیں ہے تو سالن میں پانی کا اضافہ کر کے اس میں سے ہی کچھ حصہ ان کو دے دو۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر اللہ نے تمہیں صاحب حیثیت بنایا ہے تو اس کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس میں تغافل یا تجاہل سے کام مت لو۔

٣٠٧ ـ وعن أَبي هريرة رضي الله عنه أَن النبـي ﷺ قـال: «واللهِ لا يُـؤمِـنُ، واللهِ لا يُـؤمِـنُ، واللهِ لا يُـؤمِـنُ!» قِيـلَ: مَـنْ يَا رسولَ اللهِ؟! قال: «الَّذي لا يَأْمَنُ جَارُهُ

۳/ ۳۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم وہ مومن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں' اللہ کی قسم وہ مومن نہیں' عرض کیا گیا' اللہ کے رسول کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا' وہ

بَوَائِقَهُ» متفق عليه.

شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

وفي روايةٍ لمسلمٍ:
«لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ لا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ».

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔

«الْبَوَائِقُ»: الْغَوَائِلُ وَالشُّرُورُ.

بوائق کے معنی ہیں دسیسہ کاریاں اور شرارتیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب إثم من لم يأمن جاره بوائقه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم إيذاء الجار.

۳۰۷۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں کو دکھ پہنچانا اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان جنت سے محروم ہو سکتا ہے۔

۳۰۸ ـ وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَا نِسَاءَ المُسْلِمَاتِ! لا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ» متفقٌ عليه.

۴ / ۳۰۸ ۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے مسلمانوں کی عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لئے کوئی ہدیہ کمتر نہ سمجھے' اگرچہ وہ (ہدیہ) بکری کا کھر ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)
(یہ حدیث باب کثرۃ طرق الخیر' رقم ۱۲۴ میں بھی گزر چکی ہے)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم، وقد تقدم تخريجه في باب كثرة طرق الخير برقم١٢٤.

۳۰۸۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہا کریں' امیر کو اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب کو اپنی حیثیت کے مطابق۔ غریب یہ نہ سوچے کہ معمولی چیز کسی کو کیا ہدیہ دوں؟ اس کا معمولی سا ہدیہ بھی عنداللہ مقبول ہو گا بشرطیکہ اخلاص سے دیا گیا ہو فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ویسے بھی غریب کا ہدیہ بھیجنا امیر کے دل میں اس کی قدر میں اضافے کا باعث ہو گا۔ البتہ امیر کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی شایان شان ہدیہ بھیجے' کیونکہ وہ وسائل سے بہرہ ور ہے۔ یہ نہ ہو کہ جو چیز باسی ہو جائے یا اپنا جی اس کے کھانے کو نہ چاہے تو ایسی سڑی بسی چیزیں پڑوسیوں کو بھیج دی جائیں۔ اس میں عدم اخلاص کے ساتھ ساتھ پڑوسی کی حقارت کا جذبہ بھی شامل ہے' جب کہ ہدیے کا مطلب تو اخلاص و محبت کا اظہار ہے اور جس میں کسی غریب پڑوسی کے لئے تحقیر شان کا جذبہ کارفرما ہو' وہ ہدیہ کس کام کا؟ اور اللہ کے ہاں اس کی کیا قدر و منزلت ہو گی؟ ہاں اگر تحقیر شان والی بات نہ ہو تو پھر کمتر چیز بھی' جو خود اسے پسند نہ ہو' کسی غریب کو دے دینا' اسے پھینک دینے سے بہتر ہے بشرطیکہ بجائے خود وہ چیز کارآمد ہو۔

۳۰۹ ـ وعنه، أن رسولَ الله ﷺ قال: «لا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً

۵ / ۳۰۹ ۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو

فِي جِدَارِهِ»، ثُمَّ يَقُولُ أَبو هريرة: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ! وَاللهِ! لأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ. متفقٌ عليه. رُوِيَ «خُشُبَهُ» بِالإِضَافَةِ وَالجَمْعِ. وَرُوِيَ «خَشَبَةً» بِالتَّنْوِينِ عَلَى الإِفْرَادِ. وقوله: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ: يَعْنِي عَنْ هٰذِهِ السُّنَّةِ.

(اپنی مشترکہ) دیوار میں لکڑی (یا کیل وغیرہ) گاڑنے سے نہ روکے۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے۔ کیا وجہ ہے کہ (اس فرمان رسول ﷺ کے باوجود) میں تمہیں اس حکم سے منہ پھیرتے ہوئے دیکھتا ہوں' اللہ کی قسم! میں اس کو تمہارے کندھوں کے درمیان پھینک کے رہوں گا (یعنی ضرور تمہارے سامنے پیش کروں گا)۔

(بخاری و مسلم)

خشبةً (مفرد اور تنوین کے ساتھ) کو جمع اور اضافت کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے یعنی خشبه (اپنی لکڑیاں) "میں تمہیں منہ پھیرتے ہوئے دیکھتا ہوں" کا مطلب' اس سنت اور حکم سے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب لا يمنع جارٌ جاره أن يغرز... وكتاب الأشربة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب غرز الخشب في جدار الجار.

۳۰۹۔ فوائد: اس حکم اور تاکید کی اہمیت ان آبادیوں اور بستیوں میں سامنے آتی ہے جو جھونپڑیوں اور خیموں پر مشتمل ہوں' یا ایسے علاقوں میں جہاں اب بھی دو پڑوسیوں کے درمیان پختہ دیوار ایک ہی ہوتی ہے (بڑے شہروں کی طرح الگ الگ اپنی اپنی دیوار نہیں ہوتی) تاہم اس سے یہ اصول ضرور معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کے معاملے میں انسان کو بدمزاج اور بدمعاملہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک کیل کا ٹھونکنا یا ایک لکڑی کا گاڑنا بھی اسے ناگوار ہو' بلکہ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ صرف ٹھک ٹھک کی آواز ہی سے وہ مشتعل اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس پڑوسیوں کے ساتھ باہم ہمدردی اور تعاون کا معاملہ ہونا چاہیے۔ مسلمان تو کل کے کل ایک جسم کی طرح ہیں' چہ جائیکہ دو پڑوسی بھی آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو نہ ہوں۔

٣١٠ ـ وعنه، أن رسولَ اللهِ ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ لِيَسْكُتْ» متفق عليه.

۶/ ۳۱۰۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے' جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی (ہی) بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله... ـ وصحيح مسلم،

كتاب الإيمان، باب تحريم إيذاء الجار.

۳۱۰۔ فوائد: اس حدیث میں ایمان کے ثمرات کا بیان ہے۔ جس میں مذکورہ خوبیاں نہیں ہیں' اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ایمان کی برکات سے محروم ہے' اس کا ایمان بے ثمر درخت کی طرح یا اس پھول کی طرح ہے جو خوشبو سے محروم ہے یا ایک ایسا قالب ہے جس میں روح نہیں۔

٣١١ ـ وعن أَبي شُرَيْحٍ الخُزَاعِيِّ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ لِيَسْكُتْ» رواه مسلم بهذا اللفظ، وروى البخاري بعضه.

۷ / ۳۱۱۔ حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے' جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیئے کہ وہ کلمہ خیر کہے یا پھر خاموش رہے۔

اسے ان الفاظ کے ساتھ امام مسلم نے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کے بعض الفاظ روایت کیئے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله... ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف.

٣١٢ ـ وعن عائشةَ رضي الله عنها قـالـت: قُلْتُ: يـا رسـولَ اللهِ! إنَّ لِـي جَارَيْنِ، فَإِلَىٰ أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قال: «إِلَىٰ أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَاباً» رواه البخاري.

۸ / ۳۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں' ان میں سے میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا' جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشفعة، باب أيّ الجوار أقرب؟ وكتاب الهبة، باب بمن يبدأ بالهدية؟.

۳۱۲۔ فوائد: جب انسان سب پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کی استطاعت نہ رکھے اور صرف کسی ایک ہی کو ہدیہ دینا چاہے' تو اسکی ترتیب اس میں بیان کر دی گئی ہے کہ "الاقرب فالاقرب" کا اصول پیش نظر رہے۔

٣١٣ ـ وعـن عبـدِ اللهِ بـنِ عُمـرَ رضي الله عنهما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ الله تعالى خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الجِيرَانِ عِنْدَ الله تعالى خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ» رواه الترمذي وقال:

۹ / ۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے ہاں' ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔ (اسے ترمذی نے

حديث حسن.

روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: جامع ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الإحسان إلى الخادم.

۳۱۳۔ فوائد: ساتھی کا لفظ' عام ہے جس میں سفرو حضر کا ہر ساتھی آجاتا ہے۔ یعنی زندگی میں ہر وہ شخص جس سے اس کو واسطہ پڑے' اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور پڑوسی کے ساتھ بھی۔ اللہ کے ہاں خاص مقام حاصل کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

٤٠ ـ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الأَرْحَامِ

قال الله تعالى: ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾ [النساء: ٣٦]، وقال تعالى: ﴿ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ﴾ [النساء: ١]، وقال تعالى: ﴿ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ ﴾ الآية [الرعد: ٢١]، وقال تعالى: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ﴾ [العنكبوت: ٨]، وقال تعالى: ﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴾ [الإسراء: ٢٣، ٢٤]،

۴۰۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ نیز رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' رشتے دار (یا قریبی) پڑوسی اور اجنبی (یا دور کے) پڑوسی اور پہلو کے ساتھی (ساتھ بیٹھنے والے) اور مسافر اور اپنے مملوک (غلام' باندیوں) کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ڈرو اللہ سے' جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور ڈرو قرابت مندیوں (کے توڑنے) سے۔

اور فرمایا: اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں ان کو' جن کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا۔ (یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں)۔

اور فرمایا' ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عبادت صرف ایک رب کی کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو' اگر ان میں سے ایک یا دونوں ہی تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں' تو انہیں اف (اونہہ تک) مت کہو اور نہ انہیں ڈانٹو اور (ہمیشہ) ان سے ادب کی بات کہو اور ان کے آگے عاجزی کے بازو جھکا دو نیاز مندی سے اور ان کے لئے (یہ دعاء) کرو' اے رب! ان پر رحم فرما' جس طرح بچپن میں انہوں

نے (پیار و محبت سے) مجھے پالا۔

وقال تعالى: ﴿وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ﴾ [لقمان: ١٤].

اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے: اور ہم نے تاکید کی انسان کو اس کے والدین کے بارے میں۔ پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو سال میں' حق مان میرا اور اپنے والدین کا (اور پھر اسے ادا کر)۔

٣١٤ - عن أبي عبد الرحمٰن عبدِ الله بن مسعودٍ رضي الله عنه قال: سَأَلْتُ النبيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحبُّ إلى اللهِ تَعالى؟ قال: «الصَّلاةُ عَلَى وَقْتِها»، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قال: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ»، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قال: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۳۱۴۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا' کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا' اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' والدین کے ساتھ نیکی کرنا' میں نے کہا' پھر کون سا؟ فرمایا' اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المواقيت، باب فضل الصلوٰة لوقتها، وكتاب التوحيد - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

۳۱۴۔ فوائد: نماز کے اپنے وقت پر پڑھنے کا مطلب ہے' اول وقت یا کم از کم پابندی کے ساتھ اسے اس کے وقت پر پڑھنا' یہ نہیں کہ کاروباری و دیگر دنیوی مصروفیات میں اسے تاخیر سے یا بے وقت پڑھنا' نماز اور جہاد یہ افضل ترین اعمال میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ والدین سے حسن سلوک کے حکم کو بیان کرنے سے' اس کی اہمیت واضح ہے۔

٣١٥ - وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِداً إلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكاً، فَيَشْتَرِيَهُ، فَيُعْتِقَهُ» رواه مسلم.

۲ / ۳۱۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی اولاد' اپنے والد کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی' مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے اور وہ اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب العتق، باب فضل عتق الوالد.

۳۱۵۔ فوائد: اس حدیث سے والدین کی عظمت اور ان کے حقوق کی اہمیت واضح ہے۔

٣١٦ - وعنه أيضاً رضي الله عنه، أن رسولَ اللهِ ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ،

۳ / ۳۱۶۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اس کو چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے' جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ لِيَصْمُتْ» متفقٌ عليه.

اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہئے کہ بھلائی کی (ہی) بات کرے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله... - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف.

۳۱۶۔ فوائد: یہاں یہ حدیث صلہ رحمی کے مسئلے کی اہمیت کے لئے بیان ہوئی ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب ہے' رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا' ان سے ہر صورت میں تعلق جوڑ کر رکھنا۔ حتیٰ کہ اگر رشتے دار بداخلاقی کا مظاہرہ اور تعلق توڑنے کا ارتکاب کریں' تب بھی حقوق قرابت کی ادائیگی اور تعلق جوڑے رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اسی کا نام صلہ رحمی ہے اور شریعت اسلامیہ نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔ رشتے داروں میں ننھیال اور ددھیال دونوں شامل ہیں۔ دونوں کو ہر حال میں عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

٣١٧ - وعنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ الله تَعَالَى خَلَقَ الخَلْقَ حَتَّى إذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قال: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قالت: بَلَى، قال: فَذٰلِكِ لَكِ»، ثم قال رسولُ الله ﷺ: «اقْرَؤُوا إنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا۟ أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَـٰرَهُمْ﴾ [محمد: ٢٢، ٢٣]» متفقٌ عليه.

۴/۳۱۷۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا' جب وہ ان کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ) نے کھڑے ہو کر کہا' یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تجھ سے پناہ مانگے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں' کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس سے (تعلق) جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے قطع (تعلق) کر لوں جو تجھے قطع کرے (توڑے)' رشتے (رحم) نے کہا' کیوں نہیں۔ (ایسا ہی ہونا چاہئے) اللہ نے فرمایا' پس یہ تیرے لئے ہے (یعنی ایسا ہی ہو گا) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو (اس کی تائید میں یہ آیات قرآنی) پڑھ لو۔ "تو یقیناً قریب ہے کہ جب تم کو اقتدار ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رحموں (رشتوں) کو کاٹو' یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور انہیں بہرا اور اندھا کر دیا۔ (سورہ محمدؐ' ۲۲'۲۳)۔ (بخاری و مسلم)

وفي رواية للبخاري: «فقال الله تعالى: مَنْ وَصَلَكِ، وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ، قَطَعْتُهُ».

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے' جو تجھے ملائے گا' میں اسے ملاؤں گا' جو تجھے کاٹے گا' میں اسے کاٹ دوں گا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله - وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

۳۱۷- فوائد: اس سے بھی صلہ رحمی کی تائید واضح ہے کہ یہ عمل اللہ سے خصوصی ربط و تعلق کا ذریعہ ہے اور قطع رحمی' یعنی رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی سے انکار اور ان سے تعلق برقرار رکھنے سے اعراض' اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کا باعث ہے۔

۳۱۸ - وعنه رضي الله عنه قال: جَاءَ رَجُلٌ إلى رسولِ الله ﷺ فقال: يارسولَ الله! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قال: «أُمُّكَ»، قال: ثُمَّ مَنْ؟ قال: «أُمُّكَ»، قال: ثُمَّ مَنْ؟ قال: «أُمُّكَ»، قال: ثُمَّ مَنْ؟ قال: «أَبُوكَ» متفقٌ عليه.

وفي روايةٍ: يا رسولَ الله! مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قال: «أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ».

وَ«الصَّحَابَةُ» بِمَعْنَى: الصُّحْبَةِ. وقوله: «ثُمَّ أَبَاكَ» هٰكَذَا هو منصوب بفعلٍ محذوفٍ، أي: ثم بِرَّ أباك. وفي رواية: «ثُمَّ أَبُوكَ»، وهذا واضِح.

۵ / ۳۱۸ - انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا' تمہاری ماں۔ اس نے کہا' پھر کون؟ آپ نے فرمایا' تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا' پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا' تمہارا باپ۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں (اس طرح) ہے۔ اس نے پوچھا' اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا' تمہاری ماں' پھر تمہاری ماں' پھر تمہاری ماں۔ پھر تمہارا باپ' پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو' پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو۔

صحابہ' صحبت (حسن سلوک) کے معنی میں ہے۔ ثم اباک ' یہ فعل محذوف (بر) کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی ثم بر اباک (پھر تم اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو) اور ایک روایت میں ثم ابوک (رفعی حالت) ہے جیسا کہ بخاری میں ہے یہ ترکیب واضح ہے (اس میں فعل محذوف ماننے کی ضرورت نہیں ہے)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة؟ - وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين وأنهما أحق به.

۳۱۸- فوائد: اس میں باپ کے مقابلے میں ماں کا حق مقدم اور تین گنا زیادہ بتلایا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو مرد کے مقابلے میں عورت کا ضعف اور اس کا زیادہ ضرورت مند ہونا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تین تکلیفیں ایسی ہیں جو صرف ماں اولاد کے لئے برداشت کرتی ہے۔ باپ اس میں شریک نہیں ہوتا۔ (۱) ۹ مہینے تک حمل کی

تکلیف۔ (۲) زچگی کی تکلیف' جس میں عورت کو موت و حیات کی کشمکش کے جاں گداز مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے۔ (۳) پھر دو سال تک رضاعت (دودھ پلانے) کی تکلیف۔ جس میں اس کی راتوں کی نیند بھی خراب ہوتی ہے' اس کا حسن اور صحت بھی متاثر ہوتی ہے اور بچے کے آرام و راحت کے لئے بعض دفعہ خوراک میں بھی احتیاط اور پرہیز کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۳۱۹ ـ وعنه، عن النَّبيِّ ﷺ قال: «رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الجَنَّةَ» رواه مسلم.

۶/ ۳۱۹۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ناک خاک آلود ہو' پھر ناک خاک آلود ہو' پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی' جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا' ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب رغم أنف من أدرك أبويه أو أحدهما...

۳۱۹۔ فوائد: رغام' مٹی کو کہتے ہیں' ناک کا خاک آلودہ ہونا' یہ کنایہ ہے ذلت سے۔ گویا اس کی ناک مٹی میں مل گئی۔ اس میں ایسے بدنصیب کے لئے بددعاء یا اس کے انجام بد کی خبر ہے جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت کر کے اپنے رب کو راضی نہیں کرتا۔ والدین کی خدمت تو ہر عمر میں ہی ضروری ہے' وہ جوان ہوں' تب بھی۔ حدیث میں بڑھاپے کا ذکر اس لئے ہے کہ کبر سنی (بڑھاپے) میں والدین خدمت اور نیکی کے زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں۔ احتیاج اور ضعف کے اس دور میں انہیں حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا' نہایت سنگ دلانہ جرم اور چند در چند قبیح فعل ہے اور اپنی اس ذلیل حرکت کی وجہ سے وہ جنت سے محروم رہ سکتا ہے۔

۳۲۰ ـ وعنه رضي الله عنه أن رجلاً قال: يا رسولَ الله! إنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فقال: «لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ المَلَّ، وَلا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ» رواه مسلم.

وَ«تُسِفُّهُمْ» بضم التاءِ وكسرِ السين المهملةِ

۷/ ۳۲۰۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا' اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتے دار ہیں' میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں' وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں' میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں' وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان سے تحمل اور بردباری سے پیش آتا ہوں' وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا' اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے' تو گویا ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے اور ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا جب تک تیرا رویہ یہی رہے گا۔ (مسلم)

وتشديدِ الفاءِ، وَ«المَلُّ» بفتح الميم، وَتشديدِ اللام وهو الرَّمَادُ الحَارُّ: أَيْ كَأَنَّمَا تُطْعِمُهُمُ الرَّمَادَ الحَارَّ، وَهُوَ تَشْبِيهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الإِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ آكِلَ الرَّمَادِ الحَارِّ مِنَ الأَلَمِ، وَلا شَيْءَ عَلَى هَذَا المُحْسِنِ إِلَيْهِمْ، لَكِنْ يَنَالُهُمْ إِثْمٌ عَظِيمٌ بِتَقْصِيرِهِمْ فِي حَقِّهِ، وَإِدْخَالِهِمُ الأَذَى عَلَيْهِ، وَالله أعلم.

تسفهم، تاء پر پیش، سین مہملہ پر زیر اور فاء پر تشدید۔ اور مل، میم کے زبر اور لام کی تشدید کے ساتھ۔ گرم راکھ، گویا کہ تو ان کو گرم راکھ کھلا رہا ہے۔ یہ تشبیہ ہے، جس طرح گرم راکھ کھانے والے کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ان قطع رحمی کرنے والوں کو گناہ ملے گا اور ان کے ساتھ اس احسان کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔ گناہ عظیم کے مستحق وہی ہیں کیونکہ وہ اس کے حق میں کوتاہی اور اسے اذیت میں مبتلا کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

۳۲۰۔ فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ایک رشتے دار کی بدسلوکی یا قطع رحمی، دوسرے رشتے دار کے لئے بدسلوکی اور قطع رحمی کے لئے وجہ جواز نہیں۔ کیونکہ رشتے داروں کی بدسلوکی کے باوجود ان سے حسن سلوک ہی کی تاکید ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ ہر حال میں حسن سلوک کرنے والا اللہ کے ہاں نہایت معزز و مکرم ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسمانوں سے مددگار نازل فرماتا ہے۔ تیسرا، یہ کہ قطع رحمی کا انجام، گرم راکھ کے کھانے کے انجام بد کی طرح، نہایت برا ہے۔

۳۲۱ ـ وعن أَنسٍ رضي الله عنه أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ له في رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ في أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ» متفقٌ عليه. ومَعْنى «يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ»، أَيْ: يُؤَخَّرَ له في أَجَلِهِ وَعُمُرِهِ.

۸ / ۳۲۱ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر (یعنی اضافہ) کیا جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

ینسأ لہ فی اثرہ کے معنی ہیں کہ اس کی اجل اور عمر میں تاخیر کی جائے، یعنی لمبی عمر دی جائے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق، وكتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق ـ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

۳۲۱۔ فوائد: صلہ رحمی کے اخروی اجر و ثواب کے علاوہ یہ دو بڑے فائدے ہیں جو انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ رزق میں اضافے سے مراد یا تو فی الواقع مقدار میں زیادتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کر دی جاتی ہے، یا پھر مراد اس کے رزق میں برکت ہے، اسی طرح عمر کی زیادت کا مسئلہ ہے، یا تو یہ حقیقی طور پر زائد کر دی جاتی ہے، یا مراد اس سے بھی اس کی عمر میں برکت ہے۔ یعنی اس کی زندگی بھرپہلو فوائد سے لبریز ہو جاتی ہے۔

۳۲۲ ـ وعنه قال: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ

۹ / ۳۲۲ ۔ انہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هذه الآيةُ: ﴿لَن تَنَالُوا ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رسول الله ﷺ فقال: يا رسولَ الله! إنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالى يقول: ﴿لَن تَنَالُوا ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وإنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لله تَعَالَى، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ الله تعالى، فَضَعْهَا يارسولَ الله! حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ. فقال رسولُ الله ﷺ: «بَخٍ! ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ»، فقال أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يا رسولَ الله! فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. متفقٌ عليه. وَسَبَقَ بَيَانُ أَلْفَاظِهِ فِي بَابِ الإِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ.

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں کھجوروں کے باغات کے اعتبار سے سب سے زیادہ مال دار تھے اور انہیں اپنے مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحاء (نامی باغ) تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا' نبی ﷺ اس میں تشریف لاتے اور باغ میں موجود پاکیزہ پانی نوش فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) بیان فرماتے ہیں کہ جب آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی' تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہیں کرو گے'' اور مجھے اپنے مالوں میں سب سے زیادہ محبوب بیرحاء (باغ) ہے' میں اسے اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں' میں اللہ سے اس کے اجر کی اور اس کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں' پس آپ' جہاں اللہ آپ کو سمجھائے' اسے اپنے تصرف میں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اوہو! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ تم نے جو کچھ کہا ہے میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابت مندوں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ٹھیک ہے' یا رسول اللہ!) میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتے داروں اور عم زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم) باب الانفاق مما یحب (رقم ۲۹۷) میں اس کے الفاظ کی وضاحت گزر چکی ہے۔

تخريج: سبق تخريجه في باب الإنفاق مما يحب ومن الجيّد برقم ٢٩٧.

۳۲۲- فوائد: یہ حدیث' پہلے' پسندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بیان' میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے صلہ رحمی کے اثبات کے لئے دوبارہ لایا گیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتے داروں کو دیکھا جائے' اگر وہ مستحق امداد ہوں تو ان کی امداد کی جائے' اس کے بعد اگر کچھ بچے تو دوسروں پر صدقہ کیا جائے۔ اس کے برعکس درست نہیں کہ دوسروں کو تو ہر طرح کا مفاد پہنچایا جائے

مگر اپنے محروم رہیں۔ بہرصورت انہیں مقدم رکھنا چاہئے

٣٢٣ ـ وعن عبدِ الله بنِ عمرِو بنِ العاصِ رضي الله عنهما قال: أَقْبَلَ رَجُلٌ إلى نَبِيِّ اللهِ ﷺ، فقال: أُبَايِعُكَ عَلى الهِجْرَةِ وَالجِهَادِ أَبْتَغِي الأَجْرَ مِنَ الله تعالى. قال: «فَهَلْ لَكَ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟» قال: نَعَمْ بَلْ كِلاهُمَا قال: «فَتَبْتَغِي الأَجْرَ مِنَ اللهِ تعالى؟»، قال: نَعَمْ. قال: «فَارْجِعْ إلَى وَالِدَيْكَ، فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا» متفقٌ عليه. وهذا لَفْظُ مسلِمٍ.

۱۰/ ۳۲۳ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا' میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ نے پوچھا' تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں' بلکہ دونوں ہی (زندہ ہیں)۔ آپ نے اس سے پوچھا' کیا تو (واقعی) اللہ سے اجر کا طالب ہے؟ اس نے کہا' ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا' پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔ (بخاری و مسلم۔ اور یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)

وفي روايةٍ لَهُمَا: جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ في الجِهَادِ فقال: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟» قال: نَعَمْ، قال: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

اور ان دونوں کی ایک اور روایت میں ہے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی' آپ نے اس سے پوچھا' کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا' ہاں۔ آپ نے فرمایا' پس انہی کی خدمت کی کوشش کر۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الجهاد بإذن الأبوين - وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين وأنهما أحق به.

۳۲۳۔ فوائد: جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہے۔ یعنی مسلمانوں کی پوری آبادی میں سے حسب ضرورت کچھ لوگ جہاد میں حصہ لیں' تو سب کی طرف سے جہاد کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اس صورت میں جہاد میں حصہ لینے کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے' کیونکہ ان کی خدمت فرض عین ہے' فرض کفایہ کی ادائیگی کے لئے فرض عین چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں اسی صورت کا بیان ہے۔ البتہ بعض مخصوص حالات میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے' اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں' کیونکہ اس وقت ہر شخص کے لئے جہاد میں حصہ لینا ناگزیر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب دشمن حد سے بڑھ جائے اور نظریاتی اور ملکی سرحدوں پر حملہ آور ہو۔

٣٢٤ ـ وعنه، عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَيْسَ الوَاصِلُ بِالمُكَافِىءِ وَلَكِنَّ الوَاصِلَ الَّذي إذَا قَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا» رواه البخاري.

۱۱/ ۳۲۴ ۔ انہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو (کسی رشتے دار کے ساتھ) احسان کے بدلے میں احسان کرتا ہے' بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے' جب اس سے قطع رحمی